

(۷۸۶)

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

الحمد للہ کہ رسالہ منیف مشتمل بر تصدیق مسائل اسلامیہ باستشہاد کتب انبیاء سلف

موسوم بہ

تطبیق

مصنفہ

عالی جناب فضائل مآب میر سید تفضل حسین صاحب مرحوم
بن سید علی نواز صاحب مرحوم انبالوی

در مطبع ہندوستان سٹیم پریس لاہور مطبوع شد

تعداد جلد ۵۰۰ قیمت ۸/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انڈکس کتاب تطبیق

اس کتاب میں ۳۳ نوٹ یا حاشیہ ہیں اور بعض بعض بہت طویل ہیں جو قابل ملاحظہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنبیہ

قبل اس کے کہ کتاب ہذا کا مطالعہ کیا جاوے عبارت مندرجہ ذیل کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

وھو ھذا

یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح علے نبینا و علیہم السلام بنی اسرائیل میں توریت کے احکام شائع کرنے اور پھیلانے کو مبعوث ہوئے تھے اور عیسائیوں پر توریت کے احکام کا تتبع ایسا ہی فرض عین ہے جیسا خود مسیح اور انجیل کا۔

عیسائی توریت کے کسی لفظ سے بھی اگر وہ مطیع مسیح و معتقد انجیل ہیں انحراف نہیں کر سکتے۔ اور عہد عتیق یا پُرانا عہد نامہ کا لفظ کہکر اُس جوئے کے بارے جو احکام توریت کی اطاعت کا جُوا خود جناب مسیح نے عیسائیوں کی گردن پر رکھدیا ہے کسی طرح بھی سبکدوش نہیں ہو سکتے نہ اُنکو سوائے آیۃ انجیل یا حکم مسیح کسی دوسرے کا حکم اطاعت احکام توریت سے آزاد کر سکتا ہے۔

دیکھو انجیل مقدس کی آیت توریت کی اطاعت کا حکم دیتی ہے،

حضرت مسیح علیہ السلام انجیل یوحنا باب ۱۵ آیت ۱۷ مین فرماتے ہین
یہہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا اور نبیون کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہون
مین منسوخ نہین بلکہ پورا کرنے کو آیا ہون کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون
کہ جبتک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوین توریت کا ایک لفظ یا شوشہ
بہی کم نہوگا۔

مسیح ابن مریم خدا کے رسول ہین جو کچھ وہ فرماتے ہین بیگمان اور بے شبہ منجانب خدا ہے جب شریعت موسیٰ کا ایک لفظ بہی قیام قیامت تک گم ہونے والا نہین تو بالضرور قرآن مجید مین جو خدا کا سب سے پچھلا اور اکمل اور افضل ترین ہدایت نامہ ہے اول ہی احکام کی تجدید معہ اضافہ دیگر احکام و ہدایات و ترمیم امور باموجب حسب حال زمانہ ہونی چاہئے تہی جیسا کہ فی الواقع قرآن پاک مین ہے اگر قرآن احکام مندرجہ کتب سماویہ سلف کے برخلاف نازل ہوتا تو خدا کا یہہ حکم کہ توریت کا ایک شوشہ بہی تا قیام قیامت کم نہوگا کیونکر تصدیق ہوتا پس قرآن پاک مین محفوظ ہونا اوس شریعت کا جو سابقا اصل توریت مین منجانب خدا نازل ہو چکی تہی مبین دلیل قرآن شریف کے حق ہونے اور جناب محمد مصطفیٰ کے ختم المرسلین و خاتم النبیین ہونے کی ہے

العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ بعض کم فہم اور لاعقل عیسائیون کا یہہ اعتراض جو وہ کم فہمیون اور نادان لوگون کی دہوکہ دہی کو کہا کرتے ہین کہ مسلمانون کے پیغمبر کوئی نئی بات نہین لائے بلکہ وہی پرانی احکام قرآن مین بہی درج ہوئے ہین اسیپر ہم کہتے ہین کہ اگر یہہ بات آنحضرت کی نبوت مین کچہہ مخل ہے تو حضرت مسیح تو پرانی بات بہی لیکر نہ آئے بلکہ اسی پرانی کتاب کی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تہی ہر طرح اور شایع کنندہ تکمیل شریعت لائے۔ چنانچہ وہی

پُرانی شریعت پہیلاتے رہے اور اُسی کے احکام کو سنگین لفظون مین اور تاکیدی عبارتون مین اپنی اُمت کے ذہن نشین فرماتے رہے۔ مثلاً انجیل مین ہے:-

(تم سُن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا تھا کہ تم زنا مت کرو) مگر مین کہتا ہون کہ تم نگاہ بد سے بھی بچو۔ الحاصل یہہ اعتراض عیسائیون کا آنحضرت پر نہین بلکہ فی الاصل خود جناب مسیح پر ہے۔

اب اسکو ذرا غور و فکر سے سمجھو کہ جب سے خلقت انسانی ہوئی ہے تبہی سے بلحاظ اُن کے تمدن کے اخلاق کی قرارپائی اور اُسکے قیام کی اور نیز اصلاح روحانی کی ضرورت پیش آئی اور اُسکی ترقی رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ ہوتی چلی آتی ہے اور ہر زمانہ مین یکے بعد دیگرے انبیا علیہم السلام جن کے دل و دماغ کو اُس حکیم علی الاطلاق نے مبداء اصلاح و سداد بنایا اُنکی ترقی کرتے گئے اور زمانہ فترت۔ یعنے وہ زمانہ جو درمیان دو نبیونکے ہوتا ہے۔ ہرگاہ اُس مین لوگون نے اپنی خواہشات نفسانیہ کے بموجب اخلاق مین ابتری پیدا کی تب ہی خداوند تعالے شانہٗ نے اُسکی اصلاح کرنے والا پیدا کر دیا۔ اور اُسنے بقدر اُن کی فہم و فراست کے اُس خرابی کو رفع کر دیا اور کچھہ ترقی و اصلاح اخلاق کرنے کے بعد اس دار فنا سے دار آخرت کو کوچ فرما گیا۔ اور جناب ختمی مآب کی ذات بابرکات سے تو دنیا مین علاوہ شریعت موسے کی تجدید کے ایسے اتحادی مسائل رائج ہوئے ہین جنکا کہین پہلی کتب مین نشان تک نہ تہا اور شریعت موسے تو بمقابلہ دین محمدی ایسی وقعت رکہتی ہے جیسے ایک ضخیم کتاب مین منجملہ ہزارہا ابواب ایک باب یا جیسے بمقابلہ سمندر ایک برساتی نالہ مذہب اسلام مین سواے شریعت ظاہری روحانی تعلیم عبادت و ریاضت کے طریقے اور تہذیب اخلاق و سیاست مدن و تدبیر منزل معاشرت وغیرہ وغیرہ بیحساب

ایسی شرح وبسط سے تعلیم دی گئی ہین کہ پہلے کسی مذہب مین اُسکی نظیر
پائی نہین جاتی اور تمام ضروریات انسانی کو پورا کرکے ختم کردیا ہے۔ اور اُن
سب کا منبع یہی پاک کتاب یعنے فرقان حمید ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بمقابلہ
دین اسلام سب ادیان سابقہ نیست ونابود ہوگئی اور اب کتب سلف
مین سے بعد نزول قرآن مجید کسی ایک کی بھی حاجت باقی نہ رہی کیونکہ کچھہ
کتب سلف اور صحف انبیاء ماسبق مین تہا وہ بھی تو سب قرآن شریف مین
موجود ہے۔"

جناب مسیح نے جو انجیل مین فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ توریت کا ایک
شوشہ بھی قیامت تک کم نہوگا۔ دیکھو یہہ نہین فرمایا کہ اب آئندہ باب ہدایت
منجانب خدا مسدود ہوگیا اور خدا کو اپنی مخلوق کی جو کچھہ ہدایت مطلوب
تھی کرچکا اور اب خدا سوائے اُن احکام کی جو توریت مین درج فرما چکا ہے
کوئی اور جدید ہدایت نازل نہین فرماویگا۔ پس قرآن پاک چونکہ اخیر کتاب
کتب سماوی سے ہے اور جناب محمد مصطفےٰ ؐ جو اخیر ہادی یا رہنما واسطے
تمامی موجودات کے ہین بنابران یہہ پاک کتاب یعنے قرآن مجید ایک بڑا
خزانہ علوم الٰہی کا ہے جس مین اللہ جل شانہٗ وجل جلالہٗ نے سب کچھہ فرما
دیا ہے اور اب کوئی رطب و یابس باقی نہین چھوڑا جو قرآن پاک مین نہو چنانچہ
قرآن خود بڑے شد ومد سے اس امر کا مدعی ہے اور اُس مین یون درج ہے
لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اور اسی کتاب
کا ذکر مکاشفات یوحنا باب چہارم مین درج ہے جو ہم نے اثبات قرآن
مین بذیل سرخی قرآن مفصلاً درج کیا ہے اسقدر لکھنے کے بعد مین بڑی
جرأت اور دلیری سے کہتا ہون کہ توریت وانجیل کے احکام ماننے والے
بھی مسلمان ہی ہین نہ عیسائی جیسا کہ قرآن مین ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ

بلکہ عیسائی تو برخلاف احکام بائبل عامل ہین اور اُسکے ایک نکتہ پر بھی عمل
نہین کرتے ہان صرف زبان سے تو بائبل کو بلفظ کتاب مقدس پکارتے
ہین. کیونکہ نسبت بائبل پولوس نے اُنکو یون تعلیم کی ہے۔
دکہ پرانا قانون چونکہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھ گیا) دیکھو خط عبرانیان
طرفہ تر یہہ ہے کہ عیسائی صاحبان حضرت مسیحؑ کی کلام کو......
جو از قسم اشارات وکنایات ہے اچھی طرح سمجھ ہی نہین سکتے دیکھو ایک
موقعہ پر جناب مسیح نے فرمایا تھا. کیا تم براتیون سے جب تک دُولہا اُن مین
ہے روزہ رکھوا سکتے ہو پھر وے دن آوینگے کہ دُولہا اُن سے جدا کیا جاوے
تب وہ البتہ روزہ رکھین گے" اس فقرے پر مسیحی برخلاف احکام مسیح
وعمل مسیح واحکام توریت قید صوم سے ہی آزاد بن بیٹھے حالانکہ اُس کا مطلب
کچھ اور ہے. کیونکہ اگر مسیح روزے کے برخلاف حکم دیتے تو خود کاہے کو
روزے رکھا کرتے یہہ خوب ثابت ہے کہ مسیح روزہ رکھا کرتے تھے دیکھو
شیطان سے آزمایا جانا مسیح کا اور چالیس روزے رکھنا انجیل مین درج
ہے. اصل حال یہہ ہے کہ انجیل مروجہ مین مقولات مسیح مثل معمون اور پہیلیون کے
پائے جاتے ہین اور حضرت مسیح نے کلام مین نظیرون اور تمثیلون سے بہت کام
لیا ہے سو ایسے فقرات اور عبارات کا مطلب جو جناب مسیح نے ارشاد فرمائے
ہین یا تو آپکے حواری اچھی طرح سمجھتے تھے یا مسلمان علماء جو فقہ کی حقیقت

نوٹ (۱) وے دن آوین گے کہ وہ بھی روزہ رکھین گے جناب مسیح کو یہہ معلوم نہ
تھا کہ وے دن جب ہمکو بھی سامنے نہ آئے تو پیچھے کبھی بھی نہ آوینگے بلکہ روزہ رکھنے کو
کیا ساری ہی شریعت کو ہمارے شاگردان خاص یہہ کہکر کہ (پہلا قانون چونکہ کمزور اور بے فائدہ
تھا اُٹھ گیا) بالائے طاق رکھکر قید شریعت سے خود بھی آزاد ہو جاوینگی اور تمام اُمت
کو بھی آزاد بنا دینگی ورنہ یہ بات ہرگز نہ کہتے. دیکھو حضرت پولوس نے شریعت کو
عبث اور بیکار بتلا کر اُسکی تعمیل سے سب اُمت مسیح کو کیسا آزاد بنا دیا۔

اور انبیا علیہ السلام کی طرز گفتار سے بہت ہی خوب واقف ہوتے ہین۔
اب اس فقرے کا مطلب سنو بعض آدمیون نے مسیح پر یون اعتراض کیا کہ یوحنا کے شاگرد تو روزہ رکھتے ہین اور آپکے شاگرد روزہ نہین رکھتے تب جناب مسیحؑ نے اُن کو یہہ جواب دیا تھا۔ کہ کیا تم براتیون سے جبتک دولہا اُن مین ہے روزے رکھوا سکتے ہو الی آخرہ۔ اسکے معنے یہ ہین کہ حضرت مسیحؑ نے دُولہا سے مراد خود اپنی ذات پاک سے لی ہے۔ کیونکہ یہہ تو صاف اور ظاہر بات ہے کہ برات کا جمع ہونا اور دُولہا کا موجود ہونا بغرض انعقاد نکاح ہوتا ہے جب نکاح ہو جاوے تب اُسپر نتیجہ مرتب ہوتے ہین اور جب تک نکاح نہو نہ میان بی بی جمع ہو سکتے ہین نہ بال بچے پیدا ہو سکتے ہین۔ پس حضرت مسیح نے یہہ جواب دیا کہ شریعت پر جب عمل کیا جا سکتا ہے جب منشاء ہدائیت پورا ہو جاوے یعنے لوگ ہماری ہدایت سے پورے پورے فیضیاب ہوکر کامل الایمان ہو جاوین۔۔۔ ابھی تک جن لوگون نے تکمیل ایمان حاصل نہین کی اور ابھی ہدایت ہو رہی ہے یعنے مین اُن مین تعلیم پھیلا رہا ہون تو پھر تم ابھی ایسے ناقص الایمان لوگون سے کس طرح خیال کرتے ہو کہ وہ روزے رکھین گے ہان جب منشاء ھدایت پورا ہو جاوے گا اور لوگ کامل الایمان ہو جاوین گے تب وہ بھی یعنے میرے شاگرد بھی روزہ رکھین گے۔ برخلاف اسکے تمام عیسائیون نے روزے ہی رکھنے چھوڑ دیئے۔ اور باوجودیکہ دولہا یعنے مسیح اُن مین سے جدا کر لئے گئے تب بھی روزے نہین رکھتے اور شریعت خدا پر نکتہ چینی کرنے لگے ایک صاحب عقل اور فہم شخص اسکو کب مان سکتا ہے کہ خود ہی تو مسیح فرماوین کہ توریت کا ایک شوشہ بھی تا قیام قیامت کم نہو گا اور خود ہی لوگون کو اُسکے احکام کے برخلاف ہدایت فرماوین۔ اور آپ روزے رکھین لوگون کو منع کرین ہرگز نہین ہرگز نہین ایسا سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے

الی حصل اسیطرح عیسائیون نے کچھ تو جناب مسیح کے ارشادات کے بے سوچے سمجھے غیر مقصود معنے لگا لگا کر اور کچھ حضرت پولوس کے اُس فقرے کے اتباع مین جس مین وہ پُرانے قانون کو کمزور اور بے فایدہ تبلاتے ہین تمام شریعت موسےٰؑ کو چھوڑ دیا ہے اور خدا کا سیدہا رستہ چھوڑ کر ادھر اُدھر پڑ گئے ہین پہر دعوے عیسائی ہونے کا کرتے ہین۔ ایہا الناس یہہ عیسائی جو آجکل دنیا مین عیسائیت کے مدعی ہین ہرگز دین مسیح کے پابند نہین نہ وہ مذہب حضرت عیسیٰ پر قایم۔ جو مذہب اندرینوالا عیسائیون مین مروج ہے وہ دین پولوس ہے یا خود لوگون نے اپنی طبعی خیالات سے باتباع پولوس ایک جدید دین برپا کیا ہے چنانچہ مسیحی فضلا اپنی کتابون مین صاف صاف لکہہ گئے ہین کہ ۳۲۴ء تک لوگون نے اصلی دین نہین چہوڑا تہا آخر رفتہ رفتہ بخوف حکومت یہہ نیا دین اختیار کر لیا جبپر مدتون فیما بین فرقہائے عیسائی جنگ و جدل ہوتی رہی اور کروڑہا جانین ضائع ہوئین بعد بے حد کشت و خون کے یہہ طبع زاد مذہب باتباع حضرت پولوس عیسائیون مین مروج ہو گیا۔ حضرت مسیح نے اپنی اُمّت کو یہہ حکم دیا تہا کہ وے سب شریعت موسےٰؑ کی تعمیل کرین اور اتباع احکام توریت مین دقیقہ از دقایق فروگذاشت نکرین جب تک دوسرا قلی دینے والا آوے جسپر

نوٹ (۲) ایسا ہی جب غور کیا جاتا ہے تو مذہب اسلام مین بہی بزور حکومت مذہب حنفی کا جسکی بنا قول حضرت عمرؓ پر جو قیاس و اجماع کو ارکان دین مین داخل فرماتے ہین رواج ہوا ہے اور تقریبًا اسی عرصہ کے بعد وصال رسول ؐ سے ان کا رواج ہو کر اصلی دین بہت سی مسلمانون نے چہوڑ دیا ہے اور حکم رسول کو جو بسبب اطاعت ثقلین تہا محض حضرت عمرؓ کے اُس ارشاد پر جو انہون نے بجواب رسول اللہ حسبنا کتاب اللہ کہا تہا کان لم یکن شیئا سمجھ لیا ہے لیکن اگرچہ اس سبب سے اسلام کے فروعی مسایل مین کچھہ تزلزل واقع ہوا ہی مگر اسلام اپنے مرکز سے نہین ہلا اور بفضلہ صراط مستقیم پر قایم ہے

جہان کی سرداری کا حکم لگ چکا ہے جو تم کو سچا راہ تبلاوے گا اور میری
تصدیق کرے گا اور جب وہ آوے تو تم سب فی الفور اُسکا دین قبول
کر کے اسکی ہدایت پر چلنا لیکن عیسائی با این ہمہ تاکید مسیح کے احکام کے
برخلاف عامل ہین اور فرمان جناب مسیح کی مطلقاً پرواہ نہین کرتے اسپر
مین بہ نہایت ادب عیسائیون سے کہتا ہون کہ اے عیسائی صاحبان
خدا سے ڈرو ہٹ دہرمی اور استبداد چہوڑکر راہ راست اختیار کرو اللہ
کی سیدہی سڑک تیرہ سو برس سے بطرز مکمل و طیار ہے اور اس کے ابدتک قائم
رکہنے کا اُسنے وعدہ فرمایا ہے اُسکو چہوڑکر ادہر اُدہر بہٹکتے مت پہرو
ورنہ بروز قیامت تمہارے واسطے رُونا اور دانت پیسنا ہوگا پہر اُسوقت
کچہہ بن نہ پڑے گی تم اپنے خداوند خدا مسیح کے دروازے پر جاکر دستک
دوگے اور تمہارا خداوند خدا تم کو جواب دے گا کہ دور ہو جاؤ مین تم کو نہین
پہچانتا تم نے دنیا مین توریت اور انجیل کے برخلاف عمل کیا ہے اور میرے
حکمون کو نہین مانا اور جس تسلی دینے والے کی مینے تم کو خبر دی تہی اور جسنے
دنیا بہر مین راستی پہیلائی اور تمام اہل دنیا کو سچائی کی راہ دکہلائی اور خداوند
کی عبودیت لوگون مین پہیلائی تم نے اُسکی اطاعت نہین کی اب تم عدول
حکمی کی بدولت عذاب اُخروی کی تلخی کا مزا چکہو اور سزا کا جام ہلاہل پیو مین
تمہارے لئے کچہہ نہین کرسکتا گو تمنے تمام عمر میرے ہی نام کی مالا جپی۔

نوحط (۳) ایسا ہی جناب محمد مصطفےٰ نے اپنی امت کو کتاب خدا اور اپنے
اہل بیت کی اطاعت کا بالفاظ صریح و صاف حکم دیا تہا اور فرمایا تہا کہ اگر تم اطاعت
ثقلین نکروگے گمراہ ہوجاؤگے۔ چنانچہ اسی فاش غلطی سے اہل اسلام صدپارہ ہوکر
چاہ ضلالت مین مبتلا ہوگئے۔ اور اُن مین سے صرف ایک فرقہ راہِ راست پر ہے
باقی اگرچہ اصلی مرکز دین سے تو نہین گرے مگر انحراف حکم رسول کے گناہ مین
مبتلا ہین + کتاب صحیح بخاری دیکہو حدیث حوض کہ بوجہ اس انحراف کے جو اصحاب رسول
نے حکم رسول سے کیا آنحضرت حوض کوثر سے پہیرے جاوینگے اور فرشتگان غضب بعض صحابہ کو بطرف جہنم لیجاوینگے اور
آپ انکی سفارش یا شفاعت نفرماوینگے

اور مجھے شریک ذات واحد کیا تو تم نے کیون پولوس کے کہنے پر تمام شریعت
چھوڑدی اور حالانکہ مینے تمھین اتباع شرع کا بڑی مضبوطی سے تاکید
تمام حکم دیا تھا۔ کیا مین پولوس سے تھا یا پولوس مجھسے اسکے حکم کو میرے
فرمان پر فوق دیا اب تم اپنے فعل کے خود جواب دہ ہو بوچاہو سو کرو مجھسے
دور ہو جاؤ۔ فقط ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد جناب باری عزاسمہٗ

حمد و ستائیش کے قابل وہی ایک خدا ہے جسکا کوئی نظیر ہے نہ
شریک اور جسکا کوئی باپ ہے نہ بیٹا جیسا قرآن شریف مین خدا فرماتا ہے:
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ
لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ط۔ جو آسمانون زمینون کا پیدا کرنے والا ہے آدمیون جنات
فرشتون وحوش و طیور سباع بہائم جمیع نباتات جمادات اشجار احجار
یعنے کل مخلوق ارضی سماوی کان مایکون کا خالق ہے جس نے نیک بندون
دینداروں ایمان والون کی راحت و آرام کے واسطے جنت و فردوس بنائی اور
نافرمانون گنہگارون کی سزا کے لئے جہنم اور دوزخ پیدا کی جس نے حسب
استعداد و لیاقت جداگانہ اوقات مین جداگانہ ہدایت نامے بھیجے اور زمانہ
بزمانہ اپنے بندون کی رہنمائی کے لئے نبی مبعوث فرمائے جسکی نافرمانی عظیم
تر گناہ اور جسکی فرمانبرداری موجب خیر و فلاح ہے جسکے احکام کا منکر
کافر بد کردار اور جسکے اوامر و نواہی کا مطیع مسلمان ہے تو وہ شعار کہلاتا ہے

جسکے بلا حکم پتہ تک نہین ہلتا اور جس کے خلاف مشیت کچھہ نہین ہوتا لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔

نبارد ہوا تا نگوئی ببار
زمین نا ورد تا نگوئی بیار

فقرات نعت

حمد کے بعد نعت کے سزاوار جناب ختم المرسلین وختم النبین یعنے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جو رحمت اللعالمین اور ہادی مخلوق اولین وآخرین ہین جن کے انوار ہدایت نے دنیا مین ایمان وایقان کی روشنی پہیلائی اور بت پرستی کی بنیاد جڑ سے اوکہاڑ کر تمام دنیا کو اُس وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور پرستش کی راہ تبلائی اور شرک اور کفر کو صفحۂ ہستی سے یک قلم نابود کر کے توحید پہیلائی۔ جو نعماے بہشت کے مومنین کو بشارت دینے والا اور عذاب جہنم سے منکرین کو خوف دلانے اور ڈرانے والا ہے جسکی ہدایت کا نور تا ابد دنیا کو منور رکہیگا اور جسکا سچا اور پاک مذہب تا یوم النشر بے کم وکاست جہان مین ثابت اور قایم رہے گا۔ اسکے بعد درود وسلام اوصیائے جناب خیر الانام یعنے دوازدہ امام علیہ السلام پر جنکی ہدایت کا نور زمانہ بزمانہ جہالت وضلالت کی تاریکی دنیا سے دور کر کے ضیاء ایمانکی روشنی سے جہان کو منور کرتا رہا اور تا ابد اُن کی ہدایت کا چراغ عالم مین روشن رہے گا۔ زان بعد رسول اللہ کے سچے اور پکے دیندار صاحبان ایقان اصحاب پر سلام جنہون نے رسول اللہ کی حمایت مین اپنی جانین راہ خدا مین نثار کر دین اور جو روز قبول اسلام سے تا دم واپسین اپکی اور آپ کی اولاد پاک یعنے اہل بیت رسول کی محبت ورضا جوئی کا دم بہرتے رہکر رہگراے عالم بقا ہوئے +

سبب تالیف کتاب

خاکسار اذل الخافقین تفضل حسین ولد منشی سید علی نواز واسطی زیدی اثنا عشری سکنہ قدیم موضع بہریلی تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ ملک پنجاب وجہ تالیف کتاب ہذا حسب ذیل گذارش کرتا ہے ؛

چونکہ بوجہ سلطنت انگریزی ہندوستان مین بالعموم مسلمانون کے بچے تحصیل علم انگریزی مین مشغول ہین۔ اول تو علم انگریزی ہی کا پڑھنا اور اپنے اصول مذہب سے ناواقف ہونا بچون کے خیالات پر اپنا اثر کئے بغیر نہین رہسکتا پھر ہندوستان مین جابجا پادریون کے اسکول جاری ہین اور بوجہہ کمی فیس کے غریب مسلمانون کے بچے ہمیشہ اُن کے ہی اسکولون مین تعلیم پاتے ہین جہان اُن کو مذہبی خیالات بھی سکھلائے اور بتلائے جاتے ہین لہذا ان مدارس کی تعلیم ناواقف طلباء کے دلونپر ایسا اثر کرتی ہے کہ اگر وہ بظاہر عیسائی نہین بن جاتے تو بگیان وہ مسلمان بھی نہین رہتے کیونکہ بچون کا دل و دماغ پگھلے ہوئے سیسہ کی مانند ہوتا ہے جیسے سانچے مین پڑا ویسے ہی صورت قبول کرلی اسی پر کہا گیا ہے۔ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہ او ینصرانہ۔ جسکا مقصود یہہ ہے کہ تمام انسان فطرتاً مسلمان پیدا ہوتے ہین بعدہٗ اُن کے والدین بہ تعلیم و تربیت اُن کو خواہ یہودی بنالین خواہ نصرانی۔ یعنے بچپن مین جس مذہب کی طرف اُنکو ہدایت کی جاوے گی وہی مذہب اختیار کرلیون گے۔ ہم بالیقین کہتے ہین اور اس مین ہم کو سرمو بھی شک و شبہ نہین ہے کہ اکثر مسلمان لڑکے انگریزی پڑھ کر ڈھلمل یقین ہوجاتے ہین اور عیسائی نہین تو دہریہ پن کے خیالات اُن کے دلون پر ایسے جم جاتے ہین کہ پھر اُن کا محو ہونا

از قبیل محالات ہوجاتا ہے بنابرایں مجکو خیال آیا کہ ایک چھوٹا سا رسالہ عام فہم آجکل کے مذاق سے ملتا جلتا ایسا مرتب کیا جاوے جسکو پڑھکر مسلمان طالب علم اپنے ضروری اعتقادات سے بھی واقف ہوجایا کریں اور جو اعتراضات مسیحی اہل اسلام پر اکثر کرتے رہتے ہیں انکے جواب بھی انکو ذہن نشین ہوجایا کریں تاکہ مسلمان طلبا رکا اعتقاد اپنے سچے اور پاک دین پر مستحکم رہے اور انگریزی تعلیم یا عیسائی واعظونکی ابلہ فریب تقریر کے اثر سے اُن کے اعتقاد کا قدم استقلال ڈگمگانے نہ پاوے۔

مین اپنے امتحان اور تجربہ پر بھروسہ لگا کر کہتا ہون کہ جو لوگ اپنے بچون کو علم دین سکھلائے بغیر انگریزی پڑھاتے ہین اور بالخصوص مشن اسکول مین تعلیم دلاتے ہین وہ اپنی طرف سے تو پورا پورا اپنے بچے کو بیدین بنانے کا سامان کر دیتے ہین اور یہہ بات اُن کے نامہ اعمال مین درج ہوجاتی ہے کہ ایک مسلمان بچے کو اُس نے کافر بنانے کا ٹھیک ٹھیک انتظام واہتمام کردیا خواہ لڑکا خدا کے فضل سے اسلام پر قائیم ہی رہے۔ پس اے مسلمان بھائیو خدا سے ڈرو کہ اُس کا نام قہار جبار بھی ہے اور قبل اس سے کہ اپنے بچون کو علم انگریزی پڑہانا چاہو دین اسلام کی شریعت اور احکام سے اُسکو واقف کردو اور اسلام کی صداقت اور حقیقت بخوبی اُسکے دل مین جادو تاکہ وہ کسی بے دین کے دہوکہ مین نہ آوے اور اپنے پاک مذہب پر باستقلال تمام قائیم اور ثابت رہے کم سے کم اتنا ہی کیا کرو کہ اوس کو تطبیق یعنے رسالہ ہذا ہی اچھی طرح پڑہوا دیا کرو کیونکہ اس مین راستی اور سچائی بھری ہوئی ہے۔

توضیح یا مقدمہ

مذہب اسلام کے جملہ مسائل اصولی و فروعی اور مسائل فقہی کی تصدیق
وتطبیق اس رسالہ مین کتب سماویہ سلف سے کیگئی ہے بنا بران بنظر آگاہی
خاص وعام ضرور ہے کہ کتب سماویہ سلف کی نسبت جوکچھ قرآن مجید
مین درج ہے اول وہ بہی اس رسالہ مین درج کیا جاوے تاکہ وہ فائدہ
جو اس تصدیق وتطبیق سے مبرہن وہویدا ہویدا ہوتا ہے ناظرین کتاب
ہذا کے دلون پر بخوبی نقش پذیر ہو جاوے۔ یہہ سچ ہے کہ اللہ کی کتاب یعنی
قرآن مجید اصل کتب سماویہ کی مصدق ہے نہ ان مستعملہ اور مروجہ کتب
کی تاہم موجودہ و مروجہ بائبل کے ایسے مضامین جو قرآن پاک سے منطبق ہوتے
ہین اُن کے منجانب اللہ ہونے مین کوئی بہی شک شبہ نہین اور وہ بلا کسی
عذر کے ہر اُس شخص پر جو اہل کتاب ہونیکا مدعی ہو واجب العمل ہین۔ اور
اسی دلیل سے وہ احکام جو قرآن پاک اور بائبل دونون مین یکسان پائے
جاتے ہین واجب الاتباع قرار پاتے ہین دیکہو مفصلہ ذیل آیات قرآنی کتب
سماویہ سلف کی مصدق ہین۔ سورہ بقر رکوع اول۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ط أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ یعنے جو لوگ قرآن پر ایمان لائے ہین اور اُن
کتابون پر جو اُس سے پہلے نازل کیگئی ہین اور قیامت کا یقین رکہتے
ہین وے لوگ اپنے اللہ کی ہدایت پر ہین اور وہی فلاح پانے والے ہین

پہر دوسرے موقعہ پر سورۃ البقر رکوع ۱۶:-

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ
مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ط یعنے خداوند عالم سلام ازل سے

خطاب کرکے فرماتاہے کہ کہو تم ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہین اور قرآن پر اور اُسپر جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط پر نازل ہوا ہے اور اُسپر بھی جو موسےٰ و عیسیٰ اور دوسرے نبیون پر نازل ہوا ہے منجانب اللہ اور ہم اُن مین سے کسی ایک مین بھی فرق نہین سمجھتے اور ہم اُسی ایک خدا کی تابع فرمان ہین۔

پھر تیسرے موقعہ پر سورۂ نساء پارہ ۵ رکوع ۱۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ١٨

یعنے اے ایمان والو ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اسکے رسول پر اور قرآن پر اور اُن کتابون پر جو نازل ہوئی ہین پہلے ون پر جو شخص کہ اللہ کا اور اللہ کے رسول اور فرشتونکا اور خدا کی کتابون کا اور قیامت کا منکر ہے وہ سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑا۔

پھر آل عمران پہلی آیت:- نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ جسکے معنے ہین کہ اے محمد ہمنے تجھپر قرآن نازل کیا اور پہلے توریت اور انجیل واسطے ہدایت کے نازل کی۔

پھر (۳ س - ۳ ر - ۱ آیت) قرآن مین ہے کہ انجیل مین ہدایت اور نور نازل ہوا ہے۔

پھر (۶ س - ۵ ر - ۲ آیت) قرآن مین ہے کہ جو لوگ توریت اور انجیل کو قائم رکھتے ہین خوب کرتے ہین۔

پھر (۱۱ س - ۹ ر - ۱۲ آیت) قرآن مین ہے کہ انجیل اور قرآن مین وعدہ

حق ہے۔ مفصلصدر آیات سے کتب سلف کی حقیقی شان بخوبی عیان ہوتی ہے اور بالیقین اُن کی تصدیق اہل ایمان کے لئے جزو ایمان ہونا ثابت ہے۔ علاوہ ان کے اور بھی آیات قرآن پاک مین بہ تصدیق کتب آسمانی نازل ہوئی ہین۔ اب مین قرآن سے یہہ بھی دیکھتا ہون کہ کتب موجودہ و مروجہ حال مین بکیان تغیر و تبدل الفاظ عمل مین آیا ہے اور بعض مضامین جو منجانب خدا نازل ہوئے تھے اس کتاب سے نکالدیئے گئے ہین اور بعض کو پس و پیش کرکے اُس کے مقصود کو بدل دیا ہے دیکھو سورہ مایٔدہ آیت ۱۳:۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ۔ یعنے توریت وغیرہ کتب سماوی کے لفظون کو اُن کی جگہہ سے بے جگہ کرتے ہین اور اُن کو جو نصیحت کی تھی اُس مین سے ایک حصہ بھلا بیٹھے ہین۔

اور سیپارۂ تلک الرسل سورۂ آل عمران مین ہے:۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ط یعنے اے اہل کتاب کسواسطے تم حق کو باطل سے ملتبس کرتے ہو اور جان بوجھکر امر حق چھپاتے ہو اس سے صاف و صریح ثابت ہوتا ہے کہ کتب موجودہ مین تحریف ہوئی ہے ہم معناً و ہم لفظاً جسطرح سے ہو سکا۔

نام و ترتیب کتاب کی کیفیت

اس کتاب کا نام تطبیق رکھا گیا ہے کیونکہ عقاید اسلامیہ کا اس مختصر مین توریت سے تطابق کیا گیا ہے۔ اور یہہ کتاب ۳ جلد پر منقسم ہے جلد اول کی چار باب ہین۔ باب اول مین اسلام کے ہر پنج اصول کو بائبل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس مین پانچ فصلین ہین۔ اول توحید۔ دوم ملائکہ۔ سوم نبوت۔ چہارم قرآن۔ پنجم قیامت۔ باب دوم مین شریعت

اسلام کی ضروری اور اہم مسائل کی توریت یعنے شریعت موسے سے تطبیق کی گئی ہے اور اُس مین دو فصلین ہین فصل اول عبادت وریاضت مین ہے جس کی چھ فرع ہین فرع اول صوم فرع دوم صلواۃ فرع سوم حج فرع چہارم زکوات فرع پنجم خمس فرع ششم جہاد فصل دوم مین مسائل تمدن ومعاشرت درج ہین اور وہ ۲۶۵ - احکام پر مشتمل ہے - ختنہ[1] عقیقہ[2] - سود[3] خرید و فروخت غلامان[4] - ذبح حیوانات[5] - حرام حلال جانور[6] - شراب کی حرمت[7] - تعداد ازواج[8] - غسل جنابت[9] - نجاست منی[10] - کون کون[11] عورتین مرد پر حلال ہین - غسل مس میت[12] - جادو و نجوم[13] - موئے سر و ریش[14] - زن فاحشہ[15] - شہادت[16] - طلاق[17] - سزائے زنا[18] - نجاست سگ[19] - تعظیم کتاب[20] ہیجڑا[21] - حرامزادہ[22] - بنی امیہ[23] - زن حائض[24] - مقدس مکانات[25] مین جوتہ اتارنا - مہر[26] لینے کا بین -

باب سوم مین عیسائیون کی اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اُس مین ۱۰ - اعتراض ہین اعتراض اول کثرت ازواج پیغمبر خدا - اعتراض دوم حالت نزول وحی - اعتراض سوم اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اعتراض چہارم معصومیت پیغمبر اعتراض پنجم سمت کعبہ پر اعتراض ششم لفظ لعنت پر اعتراض ہفتم مسلمانون کے پیغمبر اپنے کنبے کی بھی عظمت براہ نفسانیت لوگون کے دلون پر جاتے تھے - اعتراض ہشتم قرآن اور بائبل متبائن ہین اعتراض نہم قرآن کی آیات ناسخ ومنسوخ پر اعتراض دہم قرآن مین بھی تحریف ہوئی ہے -

باب چہارم مین عیسائیون کے تین نا روا اور ناممکن اعتقادات کی مختصر تردید جس مین تین فصل ہین فصل اول تثلیث مسیح کی تردید فصل دوم تثلیث کی تردید فصل سوم مسیح کے کفارہ ہونے کی تردید -

جلد دوم کتاب ہذا دو باب پر مبنی ہے باب اول مین محمد مصطفےٰ

خیرالورےؐ کی سوانح عمری اور پھر دوازدہ امام علیہ السلام کا مختصر حال اور بعد ازان خلفا اور بعض نامور اصحاب رسول کے تذکار باب دوم میں مسیح اور مسیح کے حواریون اور اناجیل اربعہ کا مجمل حال ہے

باب اول اصول اسلام

از روئے قرآن پاک ہر مسلمان کو اس اعتقاد سے تکمیل ایمان کرنا لازمی ہے۔ آیت یہ ہے:۔ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَکُتُبِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جس کے معنے یہ ہین کہو تم ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے فرشتون پر اور رسولون پر اور کتابون پر اور قیامت پر۔

اب اس مین سے ہر ایک رکن کو جدا جدا فصل مین لکھا جاتا ہے

فصل اول توحید

توحید سے مراد خدا کو ایک جاننا ہے اسطرح کہ وہ وحدہ لاشریک ہے یعنے وہ خدا صرف اکیلا خدا ہے نہ اُسکا کوئی عدیل ہے نہ ہمتا نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ وہ کسی جسم مین حلول کرتا ہے نہ کسی جسم سے متشکل ہوکر دکھائی دیتا ہے۔ نہ اُس کو جسم کہہ سکتے ہین نہ ہیولا۔ سورۃ اخلاص ہم کو اللہ کی صفات مین یون تعلیم کرتی ہے جو قرآن پاک مین ہے:۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ نہ وہ اس قابل ہے کہ اُسکو کوئی آدمی دیکھ سکے نہ وہ اس لائق ہے کہ عقل انسانی اُسکی ماہیت کو جان سکے جیسا کہ ہم بلحاظ حیات اُس کو دیکھنے کے لائق نہین

ایسے ہی بعد موت جبکہ ہم دوبارہ اٹھائے جاوینگے تب بھی اس کی دید
اور نظارہ جمال محال ہے۔ جملہ صفات حسنہ اُسی کے لایق ہین اور ہر
رذیل صفت سے اُس کی ذات بری ہے۔ دیکھو خدا عادل ہے ظالم نہین
گو سب کچھ اُسکے قبضہ اقتدار مین ہے۔

اب مین اُسکی توحید کی بابت آیات توریت و انجیل سناتا ہون
کتاب استثنا باب ۵ آیت ۷ مین ہے میرے آگے کوئی دوسرا خدا نہ ہو تو
اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان
یا نیچے زمین پر یا پانی مین یا زمین کے نیچے ست بنا تو اپنے تئین کسی کے
آگے مت جھکا کیون کہ مین تیرا غیور خدا ہون۔

توریت استثنا باب ۶ آیت ۴۔ اے بنی اسرائیل تیرا خدا صرف اکیلا
خدا ہے۔ انجیل باب ۱۹ آیت ۱۷ اُس نے اُس سے کہا کہ تو کیون مجھکو نیک کہتا
ہے نیک تو کوئی نہین مگر وہ ایک یعنے خدا۔

پھر تواریخ باب ۱۷ آیت ۲۰۔ اے خداوند کوئی تیری مانند نہین اور
تیرے سوا جہان تک اپنے کانون سے سنا کوئی خدا نہین۔

پھر سلاطین باب ۸ آیت ۲۳ حضرت سلیمان فرماتے ہین اے خداوند
بنی اسرائیل کے خدا تجھسا کوئی خدا نہ اوپر آسمان مین ہے نہ نیچے زمین
مین۔ زبور داؤد باب ۹ فقرہ ۸ وہ اکیلا آسمانون کو پھیلاتا ہے
اور سمندر کی لہرون پر قدم رکھتا ہے۔

زبور باب ۸۶ آیت ۱۱۔ تو ہی اکیلا خدا ہے اے خداوند مجھکو اپنی
راہ بتلا۔ یشعیاہ باب ۴۴ آیت ۶ مین ہے کہا میرے سوا کوئی اور خدا
ہے۔ یشعیاہ باب ۴۵ آیت ۵ مین ہے خدا ہون اور کوئی نہین میرے سوا
کوئی خدا نہین مینے تیری کمر باندھی اگرچہ تو نے نہ پہچانا تاکہ لوگ سورج
کے نکلنے کی طرف سے جانین کہ میرے

بناتاہون تاریکی پیدا کرتاہون سلامتی بناتاہون بلا کو پیدا کرتاہون
مین خدا سبہون کا بنانے والاہون۔

یشعیاہ باب ۴۵ آیت ۲۱۔ کیا مین خدا نے یہہ نہین کہا کہ میرے
سوا کوئی خدا نہین صادق القول اور نجات دہندہ میرے سوا کوئی
خدا نہین میری طرف رجوع کرو تا نجات پاؤ۔

یشعیاہ باب ۴۶ آیت ۹۔ اگلی خبرون کو جو قدیم سے ہین یاد کرو کہ مین
خدا ہون اور کوئی دوسرا نہین مین خدا ہون اور مجھسا کوئی نہین جو ابتدا سے
انتہا تک کا حال جو اب تک ہوا ہے بتاتاہون اور جو کہتاہون میری مصلحت
قایم رہے گی اور مین اپنی ساری مرضی کو پورا کرونگا۔

یشعیاہ باب ۴۶ آیت۔ رب الافواج یون خدا کہتا ہے مین اول اور
مین آخر اور میرے سوا کوئی نہین انجیل متی باب ۴۔ حضرت عیسی
فرماتے ہین اُس اکیلے کی بندگی کرو۔

الغرض کہان تک وہ آیتین لکہون جو توحید توحید کی صدائین
بائبل مین باآواز بلند پکار رہی ہین اور جن سے بڑی بہاری تاکید
منجانب اللہ اعتقاد توحید کی پائی جاتی ہے اگر وہ سب آیتین درج
کی جاوین تو تقریباً تمام بائبل ہی نقل کرنی پڑتی ہے مگر جسکو اُس سے زیادہ
آیات توحید مندرجہ بائبل دیکھنے کا شوق ہو وہ خود بائبل کا مطالعہ
کرے۔ اور مین دعوے سے کہتاہون کہ زبور اور توریت اور انجیل
اور جملہ صحف انبیا مین جابجا توحید ہی کا ذکر ہے اور کہ تمام نبی اور
خلقت آدم تا خاتم یہی توحید کا اعتقاد دنیا مین شایع کرتے
رہے ہین۔ اور مسئلہ تثلیث جو عیسائیون کے خاص معتقدات سے
ہے اُس کا کہین بہی پتہ نہین ملتا نہ صراحتاً نہ اشارتاً نہ علانیتہً نہ
بالکنایہ یہہ عجیب و غریب مسئلہ جسمین اللہ تعالے کی واحد ذات پاک کو

تین چیز کا معجون مثلث بنایا ہے نہ کسی عقیل ہی کے فہم و ادراک کے قابل ہی
نہ اس کو کوئی جاہل اور احمق ہی پسند کرتا ہے برخلاف اس کے توحید کا
پاک مسئلہ نہ اصل کتابیہی کے معتقدات میں ہے بلکہ کفار و مشرک تک
زبان سے اللہ کی توحید کے مقر ہیں گو اُن کا قول و عمل دونون متضاد ہیں
ان آیات متذکرہ صدر سے صاف صاف توحید خدا ظاہر ہے جو مسلمانون
کے دین کا اصل اصول ہے۔

الغرض ذات پاک پروردگار واحد یگانہ ہے اُس میں تثلیث
وغیرہ کی کوئی گنجایش نہیں وہ یگانہ و بے شبہ وحدہٗ لاشریک مرجع
لا الہ الا اللہ ہے۔ اب میں دو تین وہ آیتین قرآن مجید سے نقل کرتا
ہون جس میں اُس خداوند خدا نے اپنی قدرت اور طاقت اور اپنی یکتائی
اپنے صاحب ایمان بندون کو تعلیم فرمائی ہے۔

(الم رکوع ۳) یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ
وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
جسکے معنے یہ ہین کہ اے لوگو اپنے خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو اور تمسے
پہلون کو پیدا کیا اور وہ خدا ایسا خدا ہے کہ جس نے زمین بچھائی آسمان
بنایا اور آسمان سے مینہ برسایا اور تمہارے رزق کے لئے ثمرات پیدا
کئے پس تم اُسکا کسی کو شریک نہ گردانو۔ پھر تلک الرسل آل عمران مین
ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ
هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ جس کے معنے یہ ہین کہ بالتحقیق خدا پر کچھ پوشیدہ
نہیں خواہ وہ زمین کی ہو خواہ آسمان مین اور وہ رحم میں نقشہ بناتا ہی

کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے پس کوئی خدا سوائے اللہ کی ذات کے نہین جو بڑا حکیم ہے۔

پھر تلک الرسل رکوع اول مین ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ یعنے نہین کوئی خدا سوائے اللہ کے جو ہمیشہ زندہ قایم ہے نہ اُسکو اونگھہ آتی ہے نہ نیند اور جو کچھہ زمین و آسمان مین ہے سب اسی کے لئے ہے اور سوائے اُسکی اجازت کے کوئی سفارش نہین کرسکتا وہ سامنے کی اور غیب کی سب باتین جانتا ہے اور اُس کا علم محدود نہین۔ اُسکی کرسی آسمان اور زمین پر چھائی ہوئی ہے وہ اُنکی نگہبانی سے عاجز نہین اور وہ بہت بلند رتبہ کا ہے۔

علاوہ ان آیات کے صدہا ایسی ہی آیات ہین جس مین خدا کی توحید کا بیان ہے جسکو سنکر ہر فرد بشر کی زبان سے بے اختیار

نمبر (۴) حاشیہ :- اس موقعہ پر وجود باری کی نسبت مجھے ایک قصہ یاد آیا ہے وہ یہہ ہے :-

ایک شخص خدمت باسعادت مولی المومنین علی ابن ابی طالب مین حاضر ہوا جو منکر خدا تھا۔ فلسفہ سے بڑی طولانی تقریر کی وجود باری پر کرتا رہا جناب امیر نے اسکی تمام تقریر سنکر فرمایا کہ اے شخص ہو سکتا ہے کہ مین تیری کل تقریر کو فلسفہ ہی کے قواعد سے رد کروں لیکن اس قسم کی گفتگو مین بجز تضیع اوقات کوئی فائدہ نہین ہے مجھے صرف اتنا تبلا دے کہ اگر بقول تیرے خدا کا وجود نفی مین ہے تو پھر مجھے اُس سے کوئی تکلیف یا ضرر پہونچے گا

سبحان اللہ نکلتا ہے اور شیرینی و رنگینی و اثر کلام سے حالت وجد
ہو جاتی ہے۔ یہہ دو تین آیتین مینے اس غرض سے لکھدی ہین کہ ناظرین
کتاب اُن آیات مندرجہ زبور کا اور ان آیات کا ذرا موازنہ کرین اور
انصاف کرین کہ جو لوگ اس قرآن کو معجزہ سمجھکر مسلمان ہوئے تھے
وہ حق بجانب تھے یا نہین اور کہ یہہ عبارت معجز کا اثر رکھتی ہے یا نہین
ایک آیت اور بھی دل چاہتا ہے کہ یہان لکھدون جس مین خدا
تعالےٰ اپنے نور کی تشبیہ دے کر انسانون پر ظاہر فرمایا ہے کہ اُسکا نور کسطرح
ہر ایک شے مین چمکتا اور جھلکتا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا
مِصْبَاحٌ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ
يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ
زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ط

جسکے معنے یہ ہین ۔ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے تمثیل اسکے
نور کی مانند روشندان کی ہے جس مین چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل
مین ہو۔ اور قندیل شیشہ کا مثل چمکتی ہوئی ستارے کی لٹکتا ہوا شجر

(بقیہ حاشیہ نمبر (۱۴)۔) اُس نے کہا کوئی نہین تب آپنے ارشاد کیا کہ اگر
اعتقاد تمہارا درست ہے اور خدا کا وجود ہے تو تو خود منکر الٰہی ہے تیرا کیا حال ۔ یہ سنتے
ہی وہ شخص مسلمان ہوگیا۔
اسیطرح ایک شخص کو حضرت امام زین العابدین نے قائل کیا تھا وہ بھی
منکر خدا تھا آپنے اُس سے دریافت فرمایا کہ تو کبھی کشتی مین سوار ہوا ہے اُسنے
کہا ہوا ہون مگر وہ کشتی ٹوٹ گئی تھی تب آپنے پوچھا کہ سچ بتلا اُس وقت تیرا دل

مبارک زیتون ہین جس کی نہ شرق نہ غرب اور وہ بلا آگ کے روشن ہوجاے
نور علیٰ نور ہدایت کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہے اور وہ بیان
کرتا ہے مثالین واسطے آدمیون کے اور اللہ کل شے پر قادر ہے۔

توحید کی ضمن دوم

یعنے عدل کا بیان

اللہ۔ جیسا کہ وہ واحد و یگانہ ہے ویسی ہی وہ عادل بہی ہے
اللہ تعالےٰ کے عدل کا اقرار کرنا اور اس کا سچے دل سے معتقد ہونا تکمیل
ایمان کے لئے ایسا ہی ضرور اور لازمی ہے جیسے کہ اس کے وجود اور
توحید کا اعتقاد۔

منجملہ بہتر فرقہاے اسلام دو فرقے موسوم بہ شیعہ و سُنی جو سواد
اعظم اسلام ہین۔ اُن مین اگرچہ اس اعتقاد پر بحث ہے۔ چنانچہ اہل شیعہ
فرقے نے عدل کو داخل اصول دین کیا ہے۔ اور اہل سنت نے والقدرہ
خیرہ و شرہ من اللہ تعالےٰ۔ کو صفت ایمان مین داخل کیا ہے جس سے
بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کے عدل کے قائل نہین۔ اور واقعی جب
یہہ مان لیا جاوے کہ جو کچھ کراتا ہے خدا کراتا ہے تو پھر عدل کیا یہہ
تو عین ظلم ہے کہ حاکم خود ہی جبراً کسی شخص سے ایک عمل کراوے اور پھر
اُسی عمل پر اُس کے کرنے والے کو سزا دے۔ لیکن یہہ نہین بلکہ جب

(بقیہ حاشیہ نمبر (۲۲)):۔ کدہر متوجہ تھا۔ اور اس عالم یاس مین
تجھے کس پر بھروسہ تھا جس پر اُس وقت بھروسہ تہا وہ خدا ہے۔ وہ شخص بھی
مسلمان ہوگیا۔

غور کیا جاتا ہے تو یہہ فقرہ جو ائمہ فقہ اہل سنت نے آیت قرآنی یعنے آیۃ
قولوا امنا باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الی اخرہ مین اضافہ
کرکے اُسکو صفت ایمان گردانا ہے محض بغرض اُٹھا قدرت خدا داخل
کیا ہے نہ اس واسطے کہ لوگ خدا کو ظالم سمجھین مگر چونکہ یہہ مسئلہ بہت
ہی باریک ہے اور وہ عوام کی سمجھ کے لایق نہین ہے کہ عقول عقلا اور بعض
فضلا اس کے فہم و افہام مین قاصر ہین۔ بنا برین ہر شخص جو قایل صفت ایمان اہل
سنت وجماعت ہے وہ یہی سمجھتا اور یقین کرتا ہے کہ انسان مجبور ہے
اور جو فعل کہ انسان سے سرزد ہوتا ہے وہ خدا ہی اُس سے صادر کراتا
ہے۔ اور جب اُس کے یہہ امر بخوبی ذہن نشین ہو جاتا ہے پھر وہ ارتکاب
گناہ سے مطلقاً خوف نہین کرتا۔ بڑے شکر کی بات ہے کہ ہمارے سنی دوست
بھائی اگرچہ صفت ایمان کو یاد کر لیتے ہین مگر وہ ایسا ہی یاد کرتے ہین
جیسے اندھے قرآن کو۔ اور اُس کے معنے اور مطلب سے آگاہ نہین ہوتے
یہی وجہ ہے کہ وہ گناہ کو بُرا سمجھتے ہین اور گناہ کرنے سے خوف کرتے
ہین۔ لیکن جو لوگ اُسکے معنے سمجھتے ہین اور گناہ کرتے ہین وہ بالکل بیخوف
اور نڈر ہوتے ہین اور صفت ایمان کو اپنی بے گناہی پر دلیل گردانتے
ہین۔ چونکہ یہہ امر باعث ضلالت تھا لہذا ائمہ اہل بیت نے عدل کو داخل
اصول دین فرما کر اُسکی اصلاح فرمائی ہے کہ ائمہ اہلبیت کو بظاہر مخالفین
دین نے بیکار و معطل کر رکھا تھا لیکن وہ ہمیشہ اُن غلطیون کو جو مفسدین
یا جہلا کی طرف سے دین مین واقع ہوتے تھے نہ فرماتے رہتے تھے اور دین
کی اصلاح کرتے رہتے تھے۔

اب مین یہہ جتلاتا ہون کہ علماء اہل سنت نے والقدر خیرہ و
شرہ من اللہ تعالے کن معنون مین کہا ہے۔ اُن کی غرض یہہ ہے کہ
ہر فعل آخر کار منسوب من اللہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص ایک تلوار

بنانے اور کسی مکان میں رکھدے اور اس مکان میں کوئی شخص جاوے
اور تلوار پر گر کر زخمی ہو جاوے تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ تلوار کا بنانے
والا اگر تلوار نہ بناتا تو یہ شخص ہرگز زخمی نہ ہوتا اور اسی سبب سے گویا زخمی
کے زخم کا اصلی سبب یا حقیقی فاعل تلوار کا بنانے والا ہے۔ یہ بالکل
ان معنوں میں راست اور صحیح ہے اور بے گمان اسی طرح ہر فعل و عمل
جو دنیا میں ہوتا ہے وہ آخر کار منسوب من اللہ ہو جاوے گا۔ لیکن یہ
بھی ظاہر ہے کہ اگر وہ زخمی حکام دنیا کی حضور اپنی نالش پیش کرے تو یہ
کبھی ممکن نہیں کہ تلوار کے بنانے والے کو اس کے زخمی کرنے کا جرم
بالالزام قرار دیا جاسکے۔ اسی طرح ذات پاک پروردگار بھی گو ہر فعل
کے آخر کار فاعل قرار پا سکتی ہے لیکن الزام سے مبرا ہے۔ اسی سے
صاف ظاہر ہے کہ مقصد اصلی ائمہ اہل سنت کا بھی یہ ہرگز نہیں کہ
خدا کو ظالم قرار دیں۔ حافظ شیرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ
میں ایک شعر میں سنی شیعہ دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا ہے۔ چنانچہ
فرماتے ہیں:۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من است

لیکن ایک جگہ بالکل حسب اعتقاد عوام اہل سنت یوں کہہ گئے
ہیں:۔

حافظ بخود نپوشید این خرقہ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار ما را

اور کہ ہر دو فرقہ کی تائید بظاہر آیات قرآنی سے بخوبی ہوتی ہے۔
اس سے زیادہ اس مقدمہ میں لکھنا مجھے کوئی ضرور نہیں۔ میرے نزدیک
جو مباحثے سنی و شیعہ کے اس مسئلہ میں ہیں وہ فضول ہیں۔ کیونکہ

منشاء اہل سنت اور مقصود اُن کا یہی یہہ ہرگز نہین کہ خدا ظالم ہے پس دونون فرقہائے اسلام خدا کے عدل کے قائل ہین اور قرآن مجید سے بھی خدا کا عادل ومنصف ہونا ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ مسئلہ جبر وتفویض مین زیادہ غور وفکر کرنا وحجت وبحث اُٹھانا موجب برپا ہونے خیالات وتوہمات واہییہ کا ہے اور نیز ائمہ حضرات نے اس مسئلہ کو اللیل المظلم وغیرہ سے تعبیر فرمایا ہے اور اس سے زیادہ اسپر تقریر کو طول دینا نامناسب سمجھکر قلم کو روک لیا گیا ہے۔ جو صاحب اسکی زیادہ تر تحقیق کے خواہان وجویان ہون انکے لئے مناظرہ کی بے شمار کتابین موجود ہین۔ وبس

نوٹ اگرچہ بہت سی آیات تائید قول اہل سنت مین قرآن مین موجود ہین مگر فی الواقع اُن کا اصل منشا یہہ نہین ہے جو اہل سنت نے قرار دیا ہے بلکہ مطالب ومقاصد اُن کے راسخون فی العلم سمجھتے تھے جنہون نے مسئلہ عدل کو بمقابلہ مسئلہ از دست شائع فرماکر امت محمدی کو دام ضلالت سے نجات دلائی ہے۔ اور پھر ہر ایک کے معنے ایسے عمدگی سے بتلائے اور تعلیم کئے ہین کہ اُن پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا جب بغور دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کو فقہائے اہل سنت نے بغرض خوشنودی ورضاجوئی سلاطین اظلم جاری کیا تھا۔ اور اسی پر یزید ملعون بھی اپنے آپ کو بے قصور تبلایا کرتا تھا۔

پس بادی النظر مین اس مسئلہ پر ایک فلسفیانہ بحث ہے۔ جو ظالم بادشاہون کی کچھ صفائی کے لئے پولیٹیکل منصوبہ ہے۔

اب مین زبور کی آیات پیش کرتا ہون جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتب سلف بھی خدا کو عادل بتلاتے ہین۔ زبور یک صد وشانزدہم پیرہ (۵) خداوند مہربان وعادل است۔ بلکہ خدا ما رحیم است۔

پھر زبور یک صد وبست ونہم (۱۳۷) خداوند عادل است۔ رشتہ ...

عاصیان را بریدہ است۔

زبور یک صد و چہل و پنجم بیرہ (۱۷:۱۴۵) خداوند در ہمہ طریق ہائے خود عادل است۔ و در ہمہ کارہائے خود رحیم۔

فصل دوم ملائک کے بیان میں

ملائک فرشتوں کو کہتے ہیں اور وہ بھی خدا کی مخلوق ہیں جو عام آدمیوں کی آنکھ سے دکھائی نہیں دے سکتے مگر اُن مقدس لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں جن کو خداوند عالم نے اُن کے دیکھنے کی آنکھیں عطا کی ہیں بعض فرشتوں کے نام قرآن مجید میں لئے گئے ہیں جیسے جبرئیل میکائیل اسرافیل وغیرہ اور اسیطرح بائبل میں بھی اُن کے نام درج ہیں دیکھو پیدائش باب ۱۹ آیت پہلی۔ اور دو فرشتے شام کے سدوم میں آئے اور لوط سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا۔

پھر انجیل میں یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۱ لیکن مریم جیسے کی قبر پر روتی کھڑی رہی اور روتی ہوئی جب کہ قبر پر نظر کی تو دو فرشتے سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائتی جہاں یسوع کی لاش تھی دیکھا۔ پھر لوقا باب ۲ آیت ۱۵ جب فرشتے اُن کے پاس سے آسمان پر گئے۔ مسیح کا قیام صلیب کے دوسرے دن یعنے اتوار کی بڑی فجر پہونچا آیا اور خداوند کا فرشتہ آسمان پر سے اُترکے اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کے بیٹھ گیا اُسکا چہرہ بجلی کا سا تھا اور اُس کی آنکھیں سفید برف جیسی۔ پھر لوقا باب پہلا آیت ۱۹ فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا میں جبرئیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں۔

یہ تذکرہ جو انجیل میں ہے اُس سے ظاہر ہے کہ فرشتوں کا اعتقاد

جس طرح مسلمانون کے لئے ضروری ہے ویسے ہی دیگر اہل کتاب کے لئے
علاوہ اسکے کتب آسمانی سلف مین جابجا فرشتون کا ذکر ہے۔ اور سب
انبیا اور امم سابقہ جیسے مسلمان فرشتون کے وجود کے قایل ہین قایل
رہے ہین۔ بائبل مین ایک آیت یہ بھی ہے کہ خدا کا فرشتہ ہاجرہ کے
پاس آیا اور تسلی اور بشارت کے طور سے کہنے لگا تیرا خدا تیرے ساتھ
ہے اور ابد تک تیری اولاد کا ہاتھ سب جہان کے ہاتھون پر غالب
رہے گا۔ اس سے زیادہ فرشتون کی بابت لکھنا فضول ہے کیون کہ
وجود ملائکہ کل اہل کتاب کے نزدیک مسلم ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار
نہین۔ نیچری بھی وجود ملائکہ کے منکر نہین بلکہ ماہیت ملائکہ مین گفتگو کرتے
ہین۔ لیکن ملائکہ کی ماہیت پر گفتگو کرنا بھی بالکل خلاف دانش ہے کیونکہ
جو چیز خارج از حس ہے اور منظر بین نہین اُس کی ماہیت کی تصدیق و
تحقیق انسان کے ادراک سے خارج ہے بنا بران اُن کی ماہیت مین قیل
وقال ”باد بدست پیمودن“ انکا خیال ہے دہریے جو کہ ملائکہ و وجود جنات
و شیاطین کے منکر ہین وہ جمیع کتب آسمانی کے برخلاف اعتقاد رکھتے
ہین اور کل نبیون کی درحقیقت تکذیب کرتے ہین لہذا کوئی دیندار صاحب
ایمان اُنکے مقولے کو نہین مان سکتا نہ ہم کو ایسے لوگون کے عقائد پر
کچھ بحث ہے۔

فصل سوم نبوت کے بیان مین

نبوت خدا کی سفارت کا نام ہے اللہ جل شانہ زمانہ بزمانہ اپنے

حاشیہ نمبر (۵) نوٹ:۔ حضرت ہاجرہ کی اولاد اہل عرب ہین اور جناب
رسالتمآب بھی اُنکی ہی اولاد سے ہین۔

بندون مین سے کسی ایک بندے کو جس کا دل و دماغ اُسنے اس کام کے لائق وضع کیا ہوتا ہے مختص و منتخب فرما کر اس عہدہ پر تعین فرماتا ہے اور تمام ہدایات اور احکامات بوساطت اُسکے اپنی مخلوق کو پہونچاتا ہے اور اُس بندے کو جس کو وہ پیغمبری کا شرف عطا فرماتا ہے علم و حکمت بخشتا ہے اور پاکیزگی اور صلاح و سداد عطا فرماتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ذکر ہے :۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم ایاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة ۔ جسکے معنے یہ ہین کہ خدا نے امیون مین سے رسول مبعوث فرمایا جو اُن پر خدا کی آیات ظاہر کرتے ہین اور اُن کو پاکیزگی عطا کرتے ہین اور علم و حکمت بخشتے ہین۔

علاوہ برین خدا تعالے اُن کو ایک خاص قسم کی طاقت و قدرت دیتا ہے جو دوسرے بندون مین نہین ہوتی اور اُن کو اپنی مخلوق سے ہر امر مین برتر اور افضل اور اکمل ہونے کا شرف دیتا ہے اُنکے قوائے روحانی کو قوائے جسمانی پر غلبہ بخشتا ہے الغرض از آدم تا ایندم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خدا نے مبعوث فرمائے ہین جن مین چار پیغمبر مرسل صاحب

حاشیہ نمبر (۴) ہم رؤیای صادقہ سے بھی وجود فرشتون کی استدلال کرتے ہین۔ کیونکہ انسان مین ایسا ملکہ موجود نہین جس سے وہ آیندہ ہونے والی باتون کی خبر پا سکے۔ ہم دیکھتے ہین اکثر برگزیدہ لوگون کو خواب مین آیندہ ہونے والی واقعات معلوم ہو جاتے ہین بلکہ بعض دفعہ عام آدمیون کی خواب بھی صحیح نکلتی ہین مثلاً مین یہان تمثیلاً ایک خواب خود اپنا درج کرتا ہون :۔ ایک دفعہ بڑی لڑکی بیمار تھی مینے خواب مین رات کو دیکھا کہ وہ کفنائی ہوئی میرے ہاتھون پر ہی صبح کو وہ مر گئی اور ویسی ہی حالت مین میرے ہاتھون پر تھی۔ مینے خواب مین دیکھا کہ میری عورت مر گئی معلوم ہوا کہ اسکو حمل ہے میتو اپنے گھر پر ایک ستارہ چمکتا دیکھا ۴ ایک سال بعد میرا ایک بیٹا پیدا ہوا وغیرہ وغیرہ ۔

کتاب و شریعت ہیں حضرت داؤد صاحب زبور حضرت کلیم صاحب
توریت حضرت مسیح صاحب انجیل اور حضرت محمد مصطفیٰ صاحب قرآن
ان چاروں میں جناب محمد مصطفیٰ کو سب انبیا اور مرسلین پر فضیلت ہے
کیونکہ وہ خاتم المرسلین و ختم النبیین ہیں اور اُن کی شریعت غرا کی ضیا
ابدالآباد تک قائم رہ کر دنیا کو نور ایمان سے منور اور روشن کرتی رہے گی
آن حضرت کے والد بزرگوار عبد اللہ بن مطلب بن ہاشم بن مناف بن مرہ بن
لوی بن کعب قوم قریش کے نامی سردار عرب کے صوبہ حجاز کے رئیس تھے
آپ سرزمین عرب میں ایسی تاریکی اور ظلمت کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے
جب کفر اور بے دینی کی گھنگھور گھٹا نے تمام ملک کو تاریک کر رکھا تھا
بلکہ تمام عالم میں دینداری اور خدا پرستی کا نام باقی نہیں رہا تھا قوم
قوم گروہ گروہ نے اپنے جدا جدا معبود قرار دے رکھے تھے اور ملک عرب
میں خونریزی اور باہمی جنگ و جدال کی رسم عام جاری ہو گئی تھی۔ یہود و
نصاریٰ بھی جو اپنے تئیں اہل کتاب کہلاتے تھے ان فرقوں نے بھی اپنی
ملت اصلی کو چھوڑ چھاڑ کر بت پرستی اختیار کر لی تھی۔
الغرض ایسی جہالت اور سخت بے تمیزی کے زمانہ میں جب کہ انواع
و صنف ضلالت و کفر میں خلق خدا مبتلا تھی خدا برتر نے محمد مصطفیٰ
خیر البشر کو دنیا میں بہ ہدایت و تبلیغ خلائق مبعوث فرمایا آپ شہر
مکہ میں جو عرب کا ایک مشہور نامدار گاؤں ہے حضرت آمنہ کے بطن مبارک
سے شب ابو طالب کے گھر میں متولد ہوئے تھے کسی نبی یا پیغمبر کی تصدیق
لیے واضح تر دلائل سے نہیں ہوتی جیسے کہ آن حضرت کی نبوت کی ابتدا
پر دلائل موجود ہیں [illegible] دلائل اثبات رسالت

حاشیہ [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] حضرت داؤد [illegible]
اور [illegible] صحف کو [illegible] کتاب [illegible]

جناب محمد مصطفےٰ پر تحریر کرتے ہین :-

دلیل اول یہہ ہے کہ ہر انسان کے عزیز و اقارب اسکی عادات اور خصائل سے بخوبی واقف ہوتے ہین اور اُس کی نیک و بد کی کیفیت جیسی خاص رشتہ دارون پر ظاہر ہوتی ہے ایسی دوسرے آدمیون کو ہرگز معلوم نہین ہوتی۔ او فریبیون کا فریب اور راست بازون کی راست بازی اپنون سے کسی طرح چھپی نہین رہتی اسی سبب سے کوئی شخص جو فی الواقع صاحب کرامت و بزرگی نہ ہو براہ فریب اپنے کنبے مین کبھی عزت نہین پا سکتا بلکہ سچ کہو یون ہے کہ اگر کوئی واقعی بھی صادق القول و راستباز ہو وہ بھی اپنے یگانون مین کسی خاص تدبیر سے ہی بہزار دقت قدر و منزلت حاصل کرنے مین کامیاب ہو تو ہو سو وہ بھی چند خاص اشخاص کی نظرون مین اور قبولیت عام تو از قبیل محالات ہے دیکھو اسپر جناب مسیح فرماتے ہین انجیل مرقس باب ۶ آیت ۴ تب یسوع نے اُنہین کہا نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن اور اپنے کنبے اور اپنے گھر مین اور کوئی معجزہ وہان نہ دکھا سکا مگر ہمارے پیغمبر کی نبوت کو اُن کے قبیلہ اُن کے بزرگون نے اُن کے چھوٹون اُن کے خوردون نے غریب خواہ امیر عالم نے جاہل نے ادنیٰ نے تسلیم و قبول کر لیا دیکھو سب سے پہلے جو آپ پر ایمان لائی وہ آپ کی محسن بی بی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور ان حضرت کے بھائی حضرت علی ابن ابی طالب اور آپ کا غلام زید ہے . . . .

اور سب سے پہلے آپکے قبیلہ یا قوم مین سے ایک سن رسیدہ اور دولتمند شخص حضرت ابابکر نے آپکی نبوت کی تصدیق کر کے اسلام قبول کیا اور آپکے اعمام مین سے حضرت امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیار اور حضرت عباس نے ایکا کلمہ پڑھا اور حضرت ابی طالب گو بظاہر تمام عمر اپنے آبائی طریق پر رہے مگر ہمیشہ آپکے معاون و مددگار رہے آپکے پسینہ پر اپنا خون

بہالیے اور تہ دل سے آپ کی نبوت کے معترف رہے آخر وقت مرگ
بروایات اہل بیت کلمہ طیب پڑھکر داعی اجل کو لبیک کہا اور اس دار
فنا سے ان دار عقبے کو سدھارے۔ غرضکہ حضرت ابو طالب
آنحضرت کے والہ و شیفتہ تھے۔

علاوہ برین آپکے اور اور رشتہ دار اور عزیز بھی مسلمان ہوئے
یہہ لوگ نہایت سلیم العقل متین فہیم ذکی تجربہ کار ہوشیار اور بین
الاقران معزز و نامور اصحاب تھے جب ایسے برگزیدہ اشخاص نے
آپ کو پیغمبر تسلیم کرلیا تو پہر کیا شک ہے کہ آپ بیگمان خدا کے سچے رسول
اور نبی برحق ہین اور آپ جو کچھ ہدایت فرماتے تھے منجانب اللہ فرماتے
تھے اگر آپ سچے نبی نہوتے تو کبھی ممکن نہ تہا کہ آپکے ایسے معزز اقربا خاص
آپ کو نبی مانکر ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور اگر ان حضرات کو جو
آپکے شبانہ روز کے مصاحب اور دم دم کے رفیق و جلیس اور جو ہر آن
اور ہر دم آپ کی صحبت مین رہنے والے آپکی رفتار گفتار کردار سے بخوبی
واقف آپ کی نسبت ذرا بھی کسی قسم کا شبہہ ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ
آپ کا دین قبول کرتے۔ کتب تواریخ سے یہہ بات بخوبی ثابت ہے کہ حضرت
علی ابن ابی طالب اور حضرت امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیار اور آپکے جملہ
رشتہ داران کو آپکے پیغمبر برحق ہونے کا ایسا کامل یقین تہا کہ وہ آپکی
معیت مین بموقعہائے جہاد ایسے جان لڑا لڑا کر لڑتے اور جہاد کرتے
تھے کہ اپنی جان کی اُن کو کچھ پروا نہوتی تہی چنانچہ حضرت امیر حمزہ تو
جنگ احد مین اور حضرت جعفر طیار غزوہ موتہ مین شہید ہی ہو گئے
اب یہہ ہرگز خیال مین نہین آسکتا کہ ایسے ایسے چیدہ برگزیدہ صاحبان
دانش و بینش اصحاب جب تک اُن کو کامل یقین آپ کی صداقت و نبوت
کا نہوا ہوتا بے دریغ ناحق اپنی جانیں ذبح کرنے پر مستعد و آمادہ ہو جاتے

حتےٰ کہ جانین گنوا دیتے اور بلا وجہ موجہ ایسی موت کو باعث فوز عظیم تصور کر لیتے +۔

دلیل دوم!

شہر مکے اور شہر مدینہ کے بڑے بڑے عمائد اور سرگروہ نامی گرامی دولتمند ذی مقدور ذی طاقت خود بین خود پسند عقیل و فہیم اشخاص تک نے جو آپ کا دین قبول کر لیا اور بیگیان اور بلا کسی شبہ کے آپ کو نبی تسلیم کر لیا وہ ہرگز بلا طمانیت کاملہ اور بلا دیکہے معجزات باہرہ کے ممکن نہ تہا۔ دیکہو! یہان پر چند صحابیون کے نام لیتا ہون جو سوائے معدودے چند کے سب اراکین عرب ہین جنہون نے یک لخت بلا کسی عذر و حجت کے آپ کو نبی مان لیا اور مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان کیسے بڑے دولتمند تہے۔ زبیر بن عوام۔ طلحہ بن عبد اللہ۔ سعد بن وقاص عبد الرحمن بن عوف۔ ابو عبیدہ جراح۔ ابو سلمہ مخزومی۔ عثمان بن مظعون ارقم بن ارقم۔ عمار یاسر۔ مادر عمار۔ عبیدہ بن حارث۔ سعد بن نفیل۔ بلال بن سہیب۔ حباب بن منذر۔ عبد اللہ بن مسعود۔ عامر بن فہر۔ خالد بن سعید۔ عباس بن ابی ربیعہ۔ عبد اللہ بن جحش۔ اسدی۔ حضرت عمر بن الخطاب۔ حضرت ابو بکر بن قحافہ۔

اس فہرست مین تین نام جنکے ساتھ لفظ حضرت لکہا ہوا ہے آپکو وہ دکہائے دیوینگے جو بعد رسول اللہ مدعی خلافت ہو کر مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور جن کے نام ہر مسلمان کی زبان پر آج تک جاری ہین انہون نے محض اپنی ذاتی لیاقت اور قابلیت کے جو خاصکر انکو معاملا پولیٹیکل مین حاصل تہی اور بدولت اپنے اس رعب و داب کے جو انکو قبائل عرب پر حاصل تہا موجودہ اشاعت اسلام کو جو بالفاظ دیگر

سعی اور کوشش اور حسن تدبیر کا ثمرہ کہا جاتا ہے صفحہ روزگار پر اپنا بے بہا
یادگار چھوڑا ہے۔ ان مین سے حضرت ابوبکر نہایت سن رسیدہ اور حلیم
الطبع اور دور اندیش شخص تھے اور جس وقت سے اُن کے دل پر آن حضرت کی
نبوت کی صداقت کا نقشہ جا بیٹھا اسکے خلاف اُن کے دل مین کبھی کوئی خیال
آنا ظاہر نہین ہوا۔ لیکن حضرت عمر یہ ایک ایسے شخص تھے کہ جس روز سے وہ
مسلمان ہوئے باوجودیکہ اُن کا مسلمان ہونا بھی رسول اللہ کا ایک معجزہ تھا
مگر تس پر بھی وہ ہمیشہ آپکے اقوال وافعال واعمال کو بنظر تعمیق دیکھا اور خیال
کیا کرتے تھے۔ اور بارہا اُن کے دل مین یہہ شبہہ بھی پیدا ہوتا تھا کہ مبادا آن
حضرت کا دعوائے نبوت غلط ہی ہو۔ مگر آخرکار باوجود خود کامل وخفیہ تحقیق و
تجسس اُن پر آن حضرت کی راستبازی اور صداقت ہی ظاہر ہو جاتی تھی۔ کہ
جس سے ان کو ہمیشہ اپنے دل مین نادم اور اپنے خیال پر لاحول اور نفرین پڑھنی
پڑتی تھی۔ چنانچہ بموقعہ صلح حدیبیہ بھی اُن کو شبہہ ہوا۔ اور وہ شبہہ بھی ایسا شبہ
ہوا کہ جس پر خود حضرت عمر کہتے ہین کہ ایسا شبہہ مجھے کبھی نہین ہوا تھا مگر آخر
کار میرا وہ شبہہ بھی محض ایک بیہودہ وسوسہ شیطانی نکلا اور یہہ حضرت عمر
ایسے دلیر بھی تھے کہ جو دل مین آتا اُس کو صاف صاف کہہ گذرتے تھے چنانچہ
اس شبہہ کا حال اُنھون نے جناب نبوی مین بھی عرض کر دیا تھا اور حضرت
ابوبکر سے بھی کہہ سنایا تھا جو اُن کے رفقاء خاص مین سے تھے اور جب
خلاف اپنے شبہہ کے اُس عمل کے نتائج جو پیغمبر خدا نے کیا تھا بہت عمدہ اور
خیر محض پائے تب اسقدر پشیمان اور نادم ہوئے کہ تا مرگ وہ پشیمانی انکی
دامن گیر حال رہی اور ہمیشہ اپنے ظن بد پر استغفار اور توبہ ہی کرتے رہے
اور لکھا ہے کہ بعض وقت وہ اتنا روتے تھے کہ ہچکی بندھ جاتی تھی اور بھی
حضرت عمر جن کو مدام ایسے شبہات ستاتے رہتے تھے بروز وصال پیغمبر خدا
یُون کہتے تھے کہ ہمارا نبی موت سے بری ہے جو شخص کہیگا کہ رسول اللہ انتقال

ہوگیا مین اسکو قتل کرون گا - آخر جائے غور ہے کہ پہر وہ ایسی کیا بات تہی
کہ جس نے حضرت عمر جیسے شکی طبع کو آپ کی نبوت پر ایسا یقین دلا دیا
تہا کہ - یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ آپکی صداقت کی تاثیر تہی -
المختصر شبہات کا حضرت عمر کے دل مین پیدا ہونا اور پہر اُن شبہات
کا واقعی وسوسہ شیطانی معلوم کرنا اور اپنے ظن باطل پر پشیمان ہونا
اور رونا جو لکہا گیا ہے خود حضرت عمر کا ہی بیان ہے باقی العلم عند اللہ
اس مختصر تحریر سے میرا صرف اسقدر مقصد ہے کہ اہل عرب ایسے نہ تہے
کہ بلا سبب قوی و بلا حجت و برہان قوی کسی شخص پر ایمان لے آتے اگر
ان حضرات کی جن کے نام مینے صدر مین ذکر کئے ہین پوری پوری تسلی
وتشفی آپکے نبی ہونے پر نہ ہو جاتی وہ ہرگز ہرگز ممکن نہ تہا کہ آپ کا دین
قبول کر لیتے ایسے ایسے ذی رتبہ اور ہوشیار محقق شکی آدمیون کا اپنے
ہی درمیان کے ایک شخص کو جو یتیم اور بیکس اور بظاہر بلا رافلاس مین
مبتلا ہو اتنا عالی منزلت اور بلند قدر مان لینا کوئی سہل بات ہرگز
نہین اور یہ کبہی قرین قیاس اور ممکن نہین کہ ایسے گروہ جب تک ہر طرح
آپ کی عظمت شان وجلالت قدر وصداقت قول کے سامنے مجبور و
مطمئن نہ ہوگئے ہون اور جب تک بخوبی تمام اُن کی اطمینان آپ نے
نہ فرمادی ہو مسلمان ہوگئے - بالخصوص ایسی حالت مین جب کہ یہہ لوگ
عرب جیسے سخت ملک کے عمائد سخت مزاج ہٹیلے اور اپنے توہمات وخیالات
کے بڑے پکے آدمی تہے - بنابران ایسے لوگون کا اسلام قبول کرنا آپ کی
تصدیق نبوت پر ایک اعلیٰ وعمدہ ترحجت ہے - دیکہو جناب مسیح کی تمام تر
معجزات اور اُن کی نبوت کی تصدیق عیسائیون نے محض چند غربا وفقرا
نادار او ماہی گیر اُن بے حیثیت کے ہی بیان پر جو محض لا یعقل او جاہل گروہ
تہے تسلیم وقبول کرلی

دلیل سوم

آپکے نبی برحق ہونے کی تیسری شہادت یہ ہے کہ جہان میں محض آپ کی ذاتی سعی سے شائع ہو جانا مذہب اسلام کا ہے جو بلا تائید غیب ہرگز ممکن نہ تھا کیونکہ اگرچہ بموقعہائے جہاد آنحضرت کے ساتھ کچھ کچھ اسباب مثل اسلحہ وغیرہ اور ایک مجمع پیروان بصورت فوج و لشکر ہوتا تھا مگر حریف یعنے فریق مخالف کی جمعیت سے بہت کم تاہم آنحضرت ہی بفضل ذوالجلال مخالف پر ہمیشہ غالب رہتے تھے۔

اور میرا یہہ کہنا کہ اشاعت اسلام ہونا میں محض آپ کی ہی ذاتی کوشش و سعی کا ثمرہ ہے بے سبب نہیں بلکہ کتب تواریخ میرے اس قول کی پوری پوری تائید کرتی ہیں۔ کیا معنے کہ جب ہم غزوات و سریات عہد رسول پر کتب تواریخ میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ فتوحات عہد رسالت پناہی علی ابن ابی طالب ہی کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہیں اور اس شرف میں حضرت علی کا کوئی دوسرا صحابی سہیم و شریک نہیں اب یہاں یہہ کہا جا سکتا ہے کہ جب جملہ فتوحات عہد رسالت علی ابن ابی طالب کی فتوحات ہیں تو پھر یہہ کہنا کسطرح صادق آسکتا ہے کہ اشاعت اسلام پیغمبر خدا کی سعی کا نتیجہ ہے بلکہ اس سے تو یہہ ظاہر ہوا کہ اشاعت اسلام محض حضرت علی کی محنت اور کوشش سے ہوئی ہے۔ بیشک یہ درست ہے کہ تواریخ کی جملہ کتب اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ دیکھو فتح خیبر کا ڈنکا علی کے نام نامی پر بجا۔ جنگ بدر کا خاتمہ حضرت علی نے کیا کہ جس میں کل تعداد مقتولان کفار ۷۰ تھی جن میں سے ۳۶ نامی گرامی بہادر اور مشاہیر مردمیدان کفار حضرت علی کی تیغ آبدار کے مقتول تھے جنگ خندق میں آپ نے ہی عمر ابن عبدود کو قتل کر کے فتح نمایاں حاصل کی غزوہ احد میں

جب اصحاب رسول نے راہ فرار اختیار کی حضرت علی مرتضیٰ ہی مصروف پیکار رہے اور آنحضرت کو سپر و ہتھیار کا کام دے کر بچایا اور اپنی جان کی آپ نے کچھ پرواہ نہ کی لکھا ہے کہ جب اسموقعہ پر تنہا فوج مخالف سے مشغول کارزار تھے تو آپ کی آنکھیں ایسی سرخ تھیں جیسے شعلہ آتش یا زیتون کے تیل کا جلتا ہوا پیالہ۔ اور آسمان سے ایک منادی یوں ندا کرتا تھا۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اسی طرح غزوہ مکہ وغیرہ کا حال۔ لیکن اصل بات یہہ ہے کہ علی ابن ابیطالب بروئے قرآن آیہ مباہلہ نفس رسول قرار پاچکے ہیں۔ اور احادیث نبوی اسپر شاہد ہیں کہ خود جناب نبوی نے بحضور پروردگار یہہ دعا کی تھی کہ یا خدا مدد کر میری بوساطت علی جسکو خداوند عالم نے بحق علی قبول فرما کر علی ابن ابیطالب کو ایک طاقت مافوق طاقت بشری عطا فرمائی تھی اور خداوند تعالےٰ اپنے نبی کے ہر جہاد میں بوساطت علی[1] و ملائکہ امداد فرماتا تھا کیونکہ خداتعالےٰ کو یہہ منظور نہ تھا کہ پیغمبر آخرالزمان اہل عرب یا اپنے صحابیوں کے زیر بار احسان ہوں اور کسی موقعہ پر اُن کو یوں کہنے کی جرأت ہو کہ اشاعت اسلام کا ذریعہ صرف ہم لوگ ہیں اور اگر ہم آپ کی مدد نہ کرتے تو اشاعت اسلام غیر ممکن تھی۔ اس امر کی صداقت کو قصہ جنگ حنین جس کا تذکرہ کلام اللہ میں ہے جسکی باعث خود خدا پاک اصحاب رسول کو متنبہ فرماتا ہے۔ ایک کافی شہادت ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ جب جنگ حنین کا موقعہ آیا تب جناب نبوی کے لشکر میں تقریباً دس ہزار آدمی تھا اور اسقدر جمعیت لشکر اسلام پہلے کسی موقعہ پر نہیں ہوئی تھی بعض اصحاب بالخصوص حضرت ابوبکر کے دل میں یہہ خیال آیا کہ ہم لوگ ہمیشہ تھوڑی تھوڑی جمعیت سے کفار پر فتح نمایاں حاصل

---

[1] جیسے حضرت موسیٰ کے حضرت ہارون بحکم خدا مددگار تھے۔

کرتے رہے ہین اور ایکی دفعہ تو ہم ایک جم غفیر اور جمعیت کثیر ہین حضور فتح یاوینگے چنانچہ یہی بات حضرت ابوبکر نے پیغمبر خدا کو کہہ بہی سُنائی[۱] جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اس لڑائی مین مسلمانون کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ کبہی پہلے باوجود قلت جمعیت اسلام نہوئی تہی اور قول مذکورہ صدر کے قائل حضرت ابوبکر جو پہلے بموقعہ جنگ اُحد بہی فرار ہوئے تہے اس میدان جنگ سے بہی بہاگ گئے اور اسی طرح حضرت عمر بہی جو ان کے رفیق خاص اور فی زماننا مسلمانون مین شجاع و بہادر مشہور ہین اور آجکل کے لوگ اُن کو اسلام کا ہیرو کہتے ہین وہ اُحد مین تو بہاگے ہی تہے یہان بہی اُن کے قدم نہ جمے اور بہاگتے ہی بن پڑی۔ سچ ہے آدمی کو جان بڑی پیاری ہے۔ چنانچہ حضرت عمر اپنے فرار ہونیکا قصہ یوم اُحد یون بیان فرماتے ہین کہ "مین پہاڑون مین بہاگتا ہوا یون اچہلتا تہا جیسے بز کوہی" اور نسبت جنگ حنین۔ ایکدفعہ کسی غنیمت کا مال لینے پر عبداللہ بن عمر نے حضرت عمر سے یون تکرار کی۔ کہ فلان صحابی کی بیٹی کو تو آپنے زیادہ مال دیا مجہکو کم کیون دیا جاتا ہے۔ اسپر حضرت عمر نے اپنے صاحبزادے کو یون جواب دیا کہ "اُس کا باپ برخلاف تیرے باپ کے یوم جنگ حنین مین فرار نہین ہوا تہا"

القصہ آمدم بمطلب۔ اس جنگ سے فرار مفروران اور زیادہ تعجب

حاشیہ نمبر (۸) [۱] اس بات کے کہنے سے جو منشا قائل کی تہی وہ ہر ایک زیرک شخص بادنے تامل سمجہہ سکتا ہے۔ جسکا صاف وصریح مقصد یہہ ہے کہ جسقدر فتوحات جناب نبوی کو حاصل ہوئین وہ سب ہم لوگون کی حسن سعی سے ہوئی ہین اور کہ یہی بات اللہ اور اللہ کے رسول کو ناگوار تہی اسی پر آن حضرت نے بیعت تحت الشجر لی تہی۔ کہ دیکہنا بہاگ نہ جانا اپنے اسی قول پر مضبوط رہنا۔

انگیز ہوجاتی ہے جب یہہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ایسے جہادین باوجود کثرت
فوج پیغمبر خدا نے اپنے کل اصحاب سے تجدید بیعت لی تہی اور اس عہد پر بیعت
ہوی تہی کہ جان جاے تو جاے مگر فراری نہون گے اور بیعت تحت
الشجرہ اسی بیعت کا نام ہے باوجود اسقدر پختگی وعدہ اور جمعیت کثیر
کے لشکر اسلام مین بہگڑ بہی ایسے بہگڑ پڑے کہ رسول اللہ لوگون کو پکارتے
تہے اور عہد بیعت تحت الشجر یاد دلاتے تہے مگر کوئی نہین سُنتا تہا۔ بات
تو یہہ تہی کہ خدا نے محض اس امر کے ظاہر کرنے کو کہ میرا نبی تمہاری امداد اور
جمعیت کے بہروسہ نبوت نہین کرتا اور اُس کی فتوحات تمہاری امداد کی
محتاج نہین تمہارا یہہ غرور اور خیال محض فضول ہے بلکہ ہمارے
نبی کے جملہ فتوحات اور اُس کے تمام کاروبار محول الی اللہ ہین اور اُسکا
حامی ہر آن اور ہر لحظہ مین ہون اپنی نظر حمایت کا پرتو ایک آن واحد کے لئے لشکر
اسلام سے ہٹالیا جس کا نتیجہ شکست اسلام اور فرار مغروران ظہور مین
آیا جیسا کہ خود خدا تعالے قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے :- لقد نصرکم
کم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم فلم
تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم
مدبرین ثم انزل اللہ سکینہ علی رسولہ وعلی المؤمنین
وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا ذالک جزاء
الکافرین ثم یتوب اللہ من بعد ذالک علی من یشاء واللہ
غفور الرحیم۔

جسکا مطلب یہہ ہے کہ مدد دی تمہین اللہ نے بہت سے موقعون مین
اور روز حنین مین جب تم مغرور ہوے اپنی جمعیت پر پس نہ بچایا تم کو کسی
چیز نے اور تنگ ہو گئی زمین تم پر باوجود اسکے کہ وہ تہی فراخ واسطے تمہارے
اور فرار ہو گئے تم اور روگردانی تم نے پہر اللہ نے نازل کی سکینت

پیغمبر پر اور مومنین پر نازل کیا لشکر جن کو تم نہ دیکھ سکتے تھے اور عذاب کیا
اُن کو جو کافر ہوئے اور یہی ہے سزا کافرون کی جو چاہے بعد ازین پہر توبہ
کرے کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔

غرضیکہ جب لشکر اسلام کا یہہ حال ہوا تو پہر ملائکہ رسول اللہ
کی مدد کو آئے اور علی ابن ابیطالب نے جوہر تیغ آبدار دکہلائے۔ فتح جنگ حنین
بعد ازان کہ وہ شکست تہی ایسی ظاہر ہوئی جیسے ابر سیاہ مین سے
خورشید تابان۔ فتح قلعہ قموص کا قصہ تو ہر عام و خاص کی زبان زد ہے
کہ یہہ قلعہ فتح ہونے مین نہین آتا تہا دو دفعہ حضرت ابوبکر بادعائے فتح علم
لشکر لے کر قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور اسیطرح دو دفعہ ہمارے اسلام کے
ہیرو یعنے حضرت عمر علم لشکر لیکر حملہ آور ہوئے مگر کچھ بن نہ پڑی آخر رسول
کریم نے جناب امیر یعنے علی ابن ابیطالب کو بُلایا چونکہ حضرت درد چشم مین
مبتلا تھے اور آپ کی آنکھون پر لعاب دہن لگا کر علم لشکر حضرت کو عطا
کیا اور حکم دیا جاؤ اے برادر قلعہ کو فتح کرکے پہر آنا۔ چنانچہ جناب امیر علم لیکر قلعہ
پر حملہ آور ہوئے اور قلعہ فتح ہو گیا لکہا ہے کہ آپ نے در اکہاڑ کر خندق پر رکہدیا
مگر چونکہ خندق عریض تہی ایک طرف دروازہ اپنے دست حق پرست پہ
اوٹہائے رہے دوسرا کنارہ پر اور اسطرح خندق کا پل مرتب ہو گیا اور
تمام لشکر اسلام نے اس پل سے عبور کیا اور خیبر کی وزن مین بین المورخین
اختلاف ہے مگر یہہ امر مسلم ہے کہ کسے کم حلقہ در بتقدر من کا اور چوکہٹہ اسی
من کی تہی۔ اور اسقدر کثیر وزن کو جناب امیر نے ہاتہہ مین اُٹہایا ہوا تہا
پہر اسپر سے عبور لشکر اسلام کیا یہہ انسانی طاقت سے کسی طرح ممکن ہو
ایسا ہی ید اللہ کہلاتا ہے۔

الغرض اس قسم کی خاص طاقت جو بغرض اعانت رسول اللہ تعالے نے یعنے
علی مرتضے کو ہی عطا فرمائی ہوئی تہی اسی کا سبب تہا کہ جملہ غزوات رسول

خود رسول مقبول کی ہی ذات والاصفات کی فتوحات نمایان ہین۔

ایسا ہی حال اشاعت مسائل دینی کا ہے کہ یہہ کام ذات خاص حضرت خیر الانام کا تہا۔ اور اس مین ہر قسم کی مدد کو اللہ نے اپنے نبی کا علی کو معاون بنایا ہوا تہا جسکی ثبوت مین ہم قصہ سورہ برائت ناظرین کے ملاحظہ کو پیش کرتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ ایک بار جناب نبوی سے بنام حضرت ابوبکر یہہ حکم صادر ہوا کہ سورہ برائت لیجاؤ اور اہل مکہ کو اس سورت کا مضمون تلقین کرو اسپر حضرت ابوبکر آن حضرت سے رخصت ہوکر مکہ کو روانہ ہوئے ادہر حکم باری پہونچا کہ اے محمد تعلیم مسائل دینیہ اُمت یا خود تیرا کام ہے یا اوسکا جو تجہسے ہے نہ کسی دوسرے کا یعنی علی کا فوراً رسول خدا نے حضرت علی کو بجز ولی ابوبکر کے کو بنا بر تلقین مسائل حج بہیجا یا جہان جاکر علی مرتضے نے جمیع مخلوق کو سورہ برائت کا مضمون تعلیم دیا جس سے صداقت اور صحیح ثابت ہے کہ نبی و علی یک جان دو قالب تہے اور یہہ دونون نائب بنیت کے طور پر اسلام کی اشاعت اور مسائل دینی کی ترویج کے ذمہ وار تہے اور ان دونون کا ایک کام تہا جن لوگون کو یہہ قضایا اور کیفیتین معلوم ہین اور نیز اللہ تعالے نے اُن کو فہم سلیم اور عقل رسا کرامت کی ہے اور ساتہہ ہی اُنکے آنکہہ بیجا تعصب سے پاک ہین اور سچے دل اور سچے اعتقاد سے جو باتے حق ہین اور کذب و باطل سے متنفر ہین اور چشم بصیرت سے حق و باطل مین تمیز کرنا چاہتے ہین وہ خوب سمجہہ سکتے ہین کہ اشاعت اسلام محض بہ برکت ذات اقدس خیر الانام بلا امداد غیرے محض بتائید خالق کائنات وہ کام ہوا ہے کہ جسمین کسی دوسرے کو اس مین مطلقاً دخل نہین۔ اور ہم خوب جانتے ہین کہ جہوٹے نبی کو یہہ بات کبہی نصیب نہین ہوئی اور نہ ہو خواہ کیسا ہی بڑا لشکر اسکا حامی و معاون کیون نہ ہو اگر ہوئی ہے تو کوئی ہم کو اُسکا نشان کسی تاریخی کتاب سے بتا دے اسی بہی

تقریر کا یہہ نتیجہ نہین کہ مین اصحاب رسول کی اُن کوششون اور محنتون اور جانبازیون کا منکر ہون جو اُن بزرگوارون نے بموقعہائے جہاد ابتدائے اسلام مین فرمائی ہین نہین! نہین!! مین اس بات کا دل وجان سے قائل اور مقر ہون کہ اصحاب رسول نے بمعیت رسول بہت بہت ہی سختیان اور اذیتین جھیلین مال راہ خدا مین خرچ کیا اپنی جانین اسلام پر فدا کر دین خود قرآن مین جا بجا اُن کی مدح وتحسین موجود ہے اور اُس کا اجر اُن کو درگاہ رب العزت سے ملے گا دنیا مین وہ مدح وثنا کے مستحق اور نیکی سے یاد کئے جانے کے سزاوار ہین۔ اور وے صلے جو ایسے بزرگ اصحاب کے واسطے خدا نے قرار دئیے ہین اُن کے وعدے قرآن مین صاف صاف درج ہین۔ مگر مدعا میرا صرف یہہ ہے کہ حضرات صحابہ نے جو جو کوششین اندرین باب کین وہ اُن پر لازم تہین جو شکوری سے قابل قبول ہین الا فتوحات رسول کا حصر اُن کی سعی پر نہ تہا بلکہ فتوحات پیغمبر محض باعانت غیب ظہور پذیر ہوتی تہین۔ دیکہو تمام غزوات پیغمبر خدا مین تعداد لشکر اسلام ہمیشہ جمعیت کفار سے نہایت ہی قلیل رہی ہے مگر چونکہ ملائکہ منجانب خدا اُن کی حمایت کرتے تہے۔ اور ایک خاص طاقت جو طاقت بشری سے بدرجہا زیادہ تہی خداوند عالم نے آپکے معاون یعنے حضرت علی کو جو نفس رسول کہلاتے تہے عطا کی تہی اسی وجہ سے آپ فوج مخالف پر غالب رہتے تہے۔

اسیطرح چونکہ اللہ تعالے کا وعدہ تہا کہ روم وایران پر اسلام کے علم لہرائے جائینگے سو بعد رسول کریم بہی لشکر اسلام کی مدد منجانب اللہ ہوتی رہی اور سب ملک جنکی فتوحات کا خدا نے اپنے پاک نبی سے وعدہ فرمایا تہا آپکی امت کے قبضہ مین آگئے جو لوگ اسلام کو دین اللہ اور جناب محمد مصطفےٰ کو سچا نبی مانتے اور جانتے ہین اور جن کے قلب نور ایمان سے منور اور بہ دل حبل المتین ایمان سے متمسک ہین وہ خوب جانتے ہین

کہ خداوند کریم اسلام کا ہمیشہ حامی اور معاون ہے اور اُسنے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور جسقدر باقی ہے وہ اُسکے معین وقت پر پورا فرماوے گا محمد مصطفے اگر موید من اللہ نہوتے تو کبھی ممکن نہ تھا کہ باوجود اوس قلت یار و انصار کے جو ایک مخالف قوم و مخالف ملک کے لاحق حال ہوتی ہے سبکو اپنا مطیع اور تابع فرمان بناکر خود ملک کے بادشاہ اور ہادی بن جاتے اور بلا تائید خدا لیہ کب ہوسکتا تہا کہ معدودے چند آدمیون سے ملک کے ملک فتح کر لیتے اور بعد رسول کریم بہی جب تک اشاعت اسلام اُس حد کو نہ پہونچ چکے جسکا وعدہ اللہ تعالے نے اپنے پاک نبی سے فرمایا تہا خدا تعالے اسلام کا حامی اور طرفدار رہا بے شک اس احکم الحاکمین کو منظور تہا کہ کل جہان مین لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پکارا جاوے لہذا خدا برتر اسلام کی ہمیشہ مدد فرماتا رہا حتے کہ اسلام ملک چین سے تا ملک سپین جو جہان کی حد غربی ہے شائع ہوگیا +۔

حاشیہ نمبر (۹) :۔ اشاعت اسلام کو جو اثبات نبوت کی دلیل گردانا گیا ہے اسپر یہہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ مذہب عیسائی اور بودھ دنیا مین اسلام سے بہی زیادہ پہیلے ہوے ہین پس یہہ دونون مذہب بہی مذہب حقہ ہوئے۔ واقعی بعد ظہور مذہب اسلام کوئی دوسرا دین دنیا مین رہنا نہین چاہیے تہا۔ لیکن اُن کے باقی رہجانے اور اسلام کی اشاعت رک جانے کی ایک وجہ خاص ہے اور وہ یہہ ہے کہ ابتدائے ظہور اسلام سے ہی اہل اسلام نے اپنے مقدس نبی کی اطاعت چہوڑ دی اور خود غرضی و دنیا طلبی کے دام مین پہنس گئے اور نفاق کی مذموم خصلت جس سے آن حضرت نے اُن کو تاکید شدید سے منع فرمایا تہا اور تاعہد نبوت اُس بد عادت سے بظاہر متنفر تہے پہر اختیار کر لی اگر مسلمان بعد وصال جناب ختمی مآب بہی اس بد خصلت سے محترز رہتے تو ہرگز کوئی دین بجز اسلام دنیا مین نظر نہ آتا جہان تک غور کیا گیا مجہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہل اسلام اپنے رسول برحق کی حکم کی اطاعت کرتے اور اُن کے احکامات اور ارشادات سے انحراف نکرتے بے شک

دلیل چہارم

جس زمانہ مین آپکو خالق کائنات نے خلق فرمایا تھا وہ ایسا تیرہ و تار زمانہ تھا کہ اس سے زیادہ کفر و بت پرستی دنیا مین کبھی اور کسی وقت پھیلنا ممکن نہین تیسر باوجودیکہ آن حضرت کا کوئی استاد نہ آن حضرت نے کسی سے تعلیم پائی آپ کا ایسا ماہر کل اور واقف علوم آسمانی ہونا اور ایسی ایک وسیع مذہب کی بنیاد ڈالنا اور اس کی اشاعت مین کامیاب ہونا صاف اور صریح آپکی مؤید من اللہ اور پیغمبر برحق ہونے کی دلیل ہے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹):- دنیا کا کوئی حصہ اور جہان کا کوئی طبقہ ایسا نرہتا جہان مسلمانون کی سلطنت نہوتی اور دنیا مین کوئی آدمی باقی نرہتا جو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا قائل نہوتا اور ابھی گو اس وقت اسکی ترقی رک گئی ہے لیکن آخر کار ایک وقت ایسا آویگا کہ دنیا بھر مین سوائے دین اسلام اور کوئی دین باقی نرہیگا بات تو یہہ ہے کہ رسول مقبول نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ بعد ان کے تمسک بہ ثقلین کرین۔ دیکھئے قرآن اور اہلبیت کے حکم مین ہین، مگر آن حضرت کے سامنے ہی اس حکم سے آپکے مصاحبان خاص نے روگردانی کی اور صاف انکار کر دیا۔ اور کہا حسبنا کتاب اللہ یعنی ہم کو کتاب خدا کافی ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ادہر رسول اللہ نے اس دار ناپائدار سے قدم باہر رکھا ادہر اہل اسلام کے دلون کا وہ نفاق جو ان کے دلون مین مخفی ہو گیا تھا شعلہ آتش کی مثال بھڑک اٹھا اور نفاق یہہ وہی بد خصلت ہے جو قبل بعثت رسول قبائل عرب کے دلون مین بڑی سختی سے متمکن تھی جسکو آن حضرت کی تعلیم نے ان کے دلون سے بمشکل محو کیا تھا، ایک دو ہی دن گذرے تھے کہ اکثر لوگ اس مذموم خصلت کے پھر عادی ہو گئے چنانچہ رسول اللہ کے دفن و کفن کے ہی فرض سے ادا نہ ہوئے تھے کہ سب کے خیالات کچھ سے کچھ ہو گئے اور ایک دوسرے سے زنٹ ہونے لگے باہمی مخالفت و مخاصمت خود غرضی طمع نفسانی کی یہہ نوبت پہونچی کہ بہ تنگی کو چہ

ورنہ کوئی بتلادے کہ جو علوم آن حضرت نے اپنی اُمت کو تعلیم دیئے وہ سوائے خدا جلیل اور کس نے حضرت کو سکھلائے تھے۔

دلیل پنجم

تصدیق نبوت پر ایسی روشن اور کامل دلیل ہے کہ جسکو ہر صاحب دانش اور منصف مزاج شخص سُنکر پھر مقدمہ اثبات نبوت اور کسی دوسرے ثبوت کا خواہان نہیں ہوسکتا اور نہ اُسکو کسی دوسری دلیل سُننے کی احتیاج باقی رہتی ہے وہ کیا ہے حسین ابن علی محمد مصطفےٰ کے پیارے نواسی کی شہادت کہ امام حسین نے میدان کربلا میں مع اہل و عیال اور مع اپنے صادق اور

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) بلکہ پھر گھر میں خلافت کی بابت مشورے ہونے لگے اصلی حقدار خلافت کو چھوڑ کر انصار اپنے میں سے خلیفہ بنانے کے فکر میں ہوگئے قریشی اور مہاجر اپنے میں سے ہاشمی خاندان چونکہ خاندان رسالت تھا اور مستحق خلافت جسکے سر کا تاج ابھی اتار گیا تھا سب کی نظروں میں مخالف اور دشمن نظر آنے لگا وجہ جو چلتے پھرتے تھے اُن کے دلوں میں ولولے حصول خلافت کے پیدا ہوگئے۔ اطاعت ثقلین سے تو پیغمبر خدا کے روبرو ہی انکار کردیا تھا حدیث من کنت مولاہ کو بھی جو اسی ہزار آدمی کے سامنے رسول نے فرمایا تھا بھلا دیا اور اسکو آواز دہل کی بھی وقعت نہ دی۔ الغرض سقیفہ[1] بنی ساعدہ میں جماعت انصار جمع ہوگئی اور امر خلافت پر گفتگو کرنے لگے یہہ خبر پاتے ہی سرگروہان قریش یعنی حضرت عمر اور حضرت ابو بکر وغیرہ اصحاب رسول بھی اُن میں ہی جا شریک ہوئے بنی ہاشم میں سے کسی [illegible] کی پرواہ نہیں کی گئی اور نہ اُن کو بلانا مصلحت سمجھا بلکہ اُن کی عدم موجودگی کو عین غنیمت اور

[1] سقیفہ بنی ساعدہ یہہ وہ مقام ہے جس میں با ایام جاہلیت مشورے باطل ہوا کرتے تھے۔ دیکھو یہہ بھی مناسب اللہ ایک خاص تنبیہ ہے کہ یہ مشورہ خلافت چونکہ برخلاف حکم و ہدایت رسول کیا گیا وہ ایسے مقام میں ہوا جو ہمیشہ سے مشورے ہائے باطل کی جگہہ تھی۔

اور جانباز احباب واصحاب کی اپنی جانین راہ خدا مین اس طرح دیدین جسکی نظیر تاریخ عالم مین پائی نہین جاتی امام حسین اور اُن کے عزیزون اور اصحاب کا رسالت محمد مصطفےٰ پر اور حسین کے امام واجب الطاعت ہونے پر ایسا کامل یقین تہا کہ اُنہون نے راہ خدا مین اپنی نفسون اور اپنے مال اور جانون

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) بحث خود طے کرانے کے لیے بہت ہی بہتر خیال کر لیا گیا دگو یہہ امر یقینی ہے کہ اگر بنی ہاشم طلب ہی کئے جاتے تب بہی وہ نعش رسول کو چہوڑ کر ہرگز نہ آتے لیکن اگر ایسا کر لیا جاتا تو ایک بڑی بہاری اعتراض سے متہمان انعقاد جلسہ خلافت سبکدوش ہو جاتے مگر وہان اعتراض سے سبکدوشی کا کچہہ خیال ہی نہ تہا اور محض اپنے کام سے کام رہے حتے کہ حضرت عباس عموی پیغمبر خدا اور علی مرتضےٰ داماد رسول اللہ جنکا یہہ خلافت خاص حق تہا اُن کو بہی کسی نے نہ پوچہا اور راہگیر ڈگ مکی ہو خاتم خلافت حضرت ابوبکر کو پہنا دی اور اقامت خلافت کی عام منادی قبل دفن وکفن پیغمبر ہی کرادی گئی اصحاب رسول کی اس بے اعتنائی نے جو انہون نے رسول اللہ کی کنبے سے کی اہل بیت پیغمبر کی عظمت تمام عوام مسلمانونکی دل سے اولٹادی اور اس ناروا اور ناجائز عمل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اب خلافت برخلاف ہدایت خدا و رسول اسکا حق ٹہر گئی جو چلتا پرزہ اور زور آور ہو جسکے سبب سے ہر متقیدچالاک تو انا آدمی کے حصول خلافت پر رال ٹپکنے لگی۔ اور خلافت کے اس عجیب جدید ڈہنگ پر قایم ہوتے ہی حضرت عمر جو خلافت ماٰب کے مشیر خاص بلکہ خلیفہ گر تہے وہ تدبیرین عمل مین لانے لگے جس سے خاندان رسالت کی جو کسیقدر عظمت لوگون کے دلون مین تہی وہ بہی باقی نہ رہی اور شان خلافت دوبالا ہوگئی اسکے اثبات کے واسطے ہمین صرف اسیقدر جتلانا کافی ہے کہ بنی ہاشم مین سے کسی ایک کو بہی نظم ونسق سلطنت مین بعد خلافت خلفائے ثلاثہ ہرگز دخل نہین دیا گیا۔ اور ایک دفعہ جو حضرت ابوبکر نے علی ابن ابیطالب کو سپہ سالار لشکر مقرر کر کے کسی جہاد پہ مامور کیا تو حضرت عمر نے بنظر مصلحت پولیٹیکل انکے اس حکم کو برقرار رہنے نہین دیا دخل امور سلطنت تو درکنار مذہبی ہدایت تک کا منصب بہی

کے دیدینے کی کچھ پرواہ نہین کی اگر امام حسین کو نبوت محمد مصطفٰے مین ذرا
بھی شک ہوتا تو وہ کبھی اپنی جان کو معرض ہلاکت مین نہ ڈالتے اور اگر
بالفرض امام حسین ایسا کرنا بھی چاہتے تو آپکے مصاحب اور رشتہ دار

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) جو خاص اہل بیت رسول کا حق تھا اُن سے چھین لیا
گیا اور عہد خلافت اولی مین حضرت عمر جنکو فقہ اور مسائل مذہبی سے چندان دلچسپی بھی نہ
تھی اور جو ہمیشہ ہر مسئلہ کی غلطی کی تصحیح حضرت علی سے کر کے لولا علی لہلک عمر کہا
کرتے تھے اُمت کیلئے مفتی مقرر ہوئی قرآن مجید جمع کرنیکا بیڑہ حضرت علی نے اُٹھایا
تھا۔ جس کا اظہار خلافت کی منعقد ہوئی کے پہلے ہی روز حضرت نے ان الفاظ مین
بر سر عام بطور اعلان فرمادیا تھا کہ (مین جب تک قرآن جمع نکردونگا عبا نہ اوڑھونگا)
اور حضرت علی کے ایسا فرمانے کی یہہ وجہہ تھی کہ ترتیب دینا قرآن کا اور شائع کرنا اُسکا
یہہ خاص کام منجانب اللہ حضرت کا ہی تھا کہ خلیفہ رسول منجانب خدا قرار پاچکے تھے
چنانچہ حضرت نے قرآن ترتیب دیکر امت محمدی کے سامنے پیش کر کے حکم خدا کی ذمہ داری
سے سبکدوشی حاصل فرمالی اور اب اُسکی بابت کہ وہ قرآن امت نے اپنی ہدایت کو کیون
قبول نہ کیا اور کیون ایک دوسرا قرآن جمع کردہ اشخاص غیر مستحق قبول کیا اُمت محمدی
کی گردن پر ہے۔ المختصر چونکہ حضرت عمر کو یہہ بھی گوارا نہ تھا کہ علی ابن ابیطالب کا قرآن
جمع کردہ اُمت مین رواج پذیر ہو سو بصلاح و صوابدید حضرت ابوبکر زید کو در مسجد پر
کھڑا کیا گیا اور اعلان دیا گیا کہ جس شخص کو قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت یاد ہو وہ بشہادت
دو نفر زید کے پاس لکھوادے۔ چنانچہ اسیطرح جسقدر آیات اور سورتین لوگون سے
زید کو بہم پہونچی اُسنے جمع کردین اُسکا مجموعہ قرآن سمجھا گیا۔ اس طریقہ سے ترتیب قرآن
پر جب فکر کیا جاتا ہے تو یہہ طریقہ ایک منصف آدمی کے اطمینان کو جسپر یہہ یقین
کیا جا سکے کہ اسطرح جمع کیا ہوا قرآن واقعی کل قرآن ہے ہرگز کافی نہین بلکہ یہہ بھی
کہنا مشکل ہے کہ وہ ٹھیک قرآن ہی ہے یا نہین۔ لیکن اس قرآن کی قرآن
مان لینے کے لئے یہہ امر ایک عظیم امر ہے کہ جب اُسکو حضرت علی کے سامنے پیش کیا گیا

اور آپکے لائق صحابی آپ کو یون فہمائش کرتے کہ یا حضرت جب فریق مخالف اسقدر زور آور ہے کہ آپ کسیطرح اُسکے پہندے سے نجات نہین پا سکتے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) اور آپنے اُسکو از اول تا آخر ملاحظہ فرمایا تو آپنے اُسکے قرآن ہونے کی تصدیق ان لفظون مین کردی کہ "بے شک یہہ قرآن ہے اور اس مین غیر قرآن کچھہ نہین" اس علیم بصیر نے اہل اسلام کو اُسکے قرآن ہونے کا اور بے خلش قرآن ہونے کا مصمم یقین دلادیا اور اسی سبب سے یہہ امر بالکل یقین کرنے کے لائق ہے کہ قرآن مروجہ واقعی خدا کا ہی کلام ہے۔ یہہ وہ قرآن تھا جو عہد خلافت اُولیٰ مین مرتب ہوکر شائع ہوا تھا۔ یہان پھر اس امر کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ حضرت علی نے جو قرآن مجید اپنے حسب وعدہ جمع فرمایا تھا وہ بھی اہل اسلام کے سامنے پیش کیا تھا اور وہ قرآن من حیث النزول ہر طرح کمی بیشی و دیگر سقم و اسقام سے صاف تھا مگر سرغنایان امت محمدی نے بجائے اسکے کہ اُسکو بشکریہ قبول کرتے یہہ کہکر حضرت ہی کو واپس دیدیا کہ ہم کو تمہارے جمع کئے ہوے قرآن کی کچھہ احتیاج نہین ہے ہمنے خود قرآن جمع کرلیا ہے" افسوس اتنا بھی نہین کیا کہ اپنے جمع کرائے ہوے قرآن کو اُس سے مقابلہ کرکے ہی دیکھتے کہ آیا اس مین کیا تفاوت و فرق ہے اور اگر تفاوت ہے تو کیونکر ہے اور اسطرح کرنے سے اپنے جمع کردہ قرآن ہی مین جو فرق پاتے اُسکو رفع کردیتے یہی وجہ ہے جس سے آجتک مسلمانون مین قرآن کی کمی کی نسبت روایات ملتی ہین حتی کہ خود حضرت عمر سے وہ روایت مشہور ہے جو صحیح بخاری مین موجود ہے کہ "مین قرآن مین آیت رجم پاتا تھا مگر اب وہ قرآن مین نہین ہے" یہان میرا مقصود معاملہ قرآن پر بحث کرنے سے نہین ہے مگر صرف اسقدر ظاہر کردینا منظور ہے کہ اہل بیت رسول سے بعد رسول کسقدر اُمت محمدی نے انحراف کیا۔ کہ علی جیسے رکن دین کا جو خلیفہ بہی مانے گئے ہین اور شاگرد خاص رسول اور وصی رسول بہی تسلیم ہوتے ہین کاتب وحی بہی اُنکا ہونا مسلم ہے اور علی سے زیادہ عالم قرآن بہی کسیکو نہین یہہ سب کچھہ ہے اور درست ہے مگر انکا جمع کیا ہوا قرآن اُمت محمدی قبول نہین کرتی۔ کیونکہ

تو پھر آپ محض ایک چھوٹے دعوے پر اس قدر کیون اصرار فرماتے ہین
چلو بہت ہو چکی جانے بھی دو۔ بیعت کر لو آخر تو ملک کے تمام نام آوروں
نے بھی تو بیعت کر ہی لی ہے حضرت عمر خلیفہ دوم کے تمام کنبے نے مع
عبداللہ ابن عمر بیعت کر لی پھر آپ کا ہیکو مفت جان گنواتے ہین اگر آپ

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) صاحبو! اب ذرا غور فرما کر اور اس معاملہ کیطرف
خاص توجہ دے کر انصاف کرو کہ وہ وقت حضرت علی پر کیسا شاق گذرا ہو گا کہ
جس وقت اُمت محمدی نے آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو قبول کر لینے سے انکار کیا
ہو گا۔ اور علی ابن ابیطالب کے دل پر جو صدمہ اُسوقت گذرا ہو گا اسکا بھی اندازہ کرنا چاہئے
کہ کس مشقت اور محنت سے تو قرآن حسب ترتیب نزول اپنے مرتب فرمایا درحالیکہ وہ منصب
خاص اُنکا ہی تھا اور پھر کس لے پرواہی سے اُمت محمدی نے اُسکو رد کیا۔ او حالانکہ
رسول کا ابھی کفن بھی میلا نہین ہوا جو بر سر منبر علی کو اُٹھا کر علی کی نسبت فرماتے تھے
من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اور جو ہمیشہ سب کو تاکید فرماتے تھے انی
تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔ واہ رے امت مرحومہ محمدی تو نے
اپنے نبی کی اور اُسکے حکم کی اور اُسکے اہل بیت کی بڑی بھاری قدر دانی کی۔ مگر نتیجہ
اسکا یہہ ہوا کہ جس طرح انہون نے اہل بیت رسول کو کسی شمار و قطار مین نہین
سمجھا وہ قرآن سے بھی محروم رہے۔ قرآن بحکم خدا لوح محفوظ مین محفوظ ہے جو بہ
ترتیب نزول ہے خواہ یون کہو کہ جسطرح لوح محفوظ مین مرقوم ہے اوسیکے موافق
وہ نازل ہوا ہے جسکی بابت اُمت محمدی نے کچھ پرواہ نہین کی اس سخت انحراف
کی جوابدہی اُن سرشتان اُمت محمدی کی گردن پر ہے جنہون نے قرآن کو بلا خیال
پیش و پس جمع کر کے شائع کر دیا اور قرآن مجید کی ذمہ واری سے قرآن قبول نہین کیا
اب ادھر سُنئے کہ ثقلین جسکے تمسک کا حکم امت محمدی کو تھا وہ اول قرآن اور دوم
اہل بیت ہین پہلا یعنی قرآن اُسکے ساتھہ تو یہ سلوک کیا کہ ایسے لوگون سے اُسکے
اجزاء متفرق کو جمع کرایا گو وہ منجانب اللہ اس کام پر نہ تھے اور نہ وہ حقیقت قرآن سے

بیعت کرلین گے تب بھی تو بہبود دنیا حاصل ہو جاوے گی یہی ہے نہ کہ
بادشاہت نہ ملے گی۔ خیر بادشاہت نہ ملے تو نہ ملے اور تو ہر طرح کی عزت
دولت حرمت مال مناصب حاصل ہونے کی پوری توقع ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) واقف تھے جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ وہ من حیث
النزول جمع نہ ہوا پھر اُسپر طرفہ کیفیت یہہ ہے کہ اُسکو طوطے کی طرح بلا فہم معنے
یاد کرتے ہین اور اُس کے مطلب سے کچہہ غرض نہین رکھتے سبحان اللہ کیا رسول
خدا نے اسی طرح اُسکے تمسک کا حکم دیا تہا ہرگز نہین اسطرح پر کسی کتاب کا
یاد کرلینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کتاب کو صندوق مین رکھدینا کہ صندوق
کو بجز اسکے کہ وہ حامل بار ہے اور اُسکا کچہہ فایدہ نہین پہونچتا۔
واللہ ثم باللہ مین سچ کہتا ہون کہ اگر مسلمان قرآن سے حسب منشاء حکم
رسول متمسک ہوتے تو یہہ دین آج تمام دنیا مین مروج ہو گیا ہوتا قرآن کی ہر
آیت جبکہ پڑہنے والے کو اسکے معنے معلوم ہون دلپر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے
اور اس مین مثل مقناطیس جذب مقناطیسی کا سا اثر ہے اُسکے معنے سمجہہ کر پڑہنے
سے انسان کا دل خود بخود من جانب اللہ رجوع کرجاتا ہے ایمان کامل ہو جاتا
ہے لوث تعلقات دنیا سے جو دل پر کدورت ہوتی ہے وہ صاف ہو جاتی
ہے خدا کا خوف دلپر چہا جاتا ہے تزکیہ نفس ہو جاتا ہے گناہ کرتے ہوئے
انسان شرمانے لگتا ہے۔ دیکہو قرآن مین۔ لو انزلنا ھذا القران علی
جبل الآ غرض عجیب پر اثر مضامین ہین جن کو مسلمان جانتے تک نہین اور حافظ
سینون مین گو دبغلون مین دبائے لئے پھرتے ہین۔ یہہ کیا ہے وہی انحراف حکم
خدا اور رسول کی سزا۔ پھر قرآن بعہد ثالث جلایا گیا اور حضرت عثمان نے اپنا ترتیب
دادہ قرآن جو اب مروج ہے شایع کیا۔ اور حضرت علی نے اسکی بھی وہی تصدیق
کی جو پہلے کی تھی۔ مگر نہ معلوم کہ اس قرآن مین اور اس مین کیا فرق تہا جو اُسکو
ترک کر گیے اور پہر قرآن کو جہان پایا جلا جلا کر یہہ قرآن شایع کیا گیا ہے

نیز اس سخت مصیبت سے آپ اور آپکے تمام عزیز و اصحاب نجات پاوینگے۔ مگر نہین ہرگز نہین نہ امام حسین ہی کو کبھی ایسا خیال آیا نہ کبھی آپکے کسی مصاحب وغیرہ کو وجہ اُسکی یہہ تھی کہ امام حسین کو حقیقت مذہب اسلام

بقیہ حاشیہ نمبر (۹)۔ اب اہل بیت کا حال سنئے جو دوسرا ثقل ثقلین کا ہین۔ اول تو اُس سے پیغمبر خدا کے سامنے ہی حسبنا کتاب اللہ کہکر برگشتہ ہوچکے تھے۔ لیکن بعد رسول جو کچھہ اُن کے ساتھہ سلوک کیا تواریخ مین مفصل درج ہے اُسکو معلوم کر کے دیندار صاحب ایمان آدمی کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ مین مختصراً تفصیل سناتا ہون۔ فاطمہ بنت رسول سے باغ فدک چھینا اُن کو بمقدمہ فدک جھوٹا ٹھہرایا۔ اور جنہون نے انہین جھٹلایا اُن کو صدیق اور صدیقہ کا لقب دیا۔ فاطمہ بنت رسول کے گھر کا دروازہ جلایا اُنکے بطن مبارک مین محسن کو شہید کیا۔ اُن کے گھر کو مامن اشرار ٹھہرایا جس نے ذرا بہی اہل بیت رسول کی طرف رخ کیا اسکو باغی بنا سزا دیدی۔ علی ابن ابیطالب کو خلیفہ کی بیعت پر مجبور کیا۔ یہہ تو عہد اول کی کیفیت تھی عہد ثانی مین اہلبیت کی یہہ نوبت پہونچی کہ اولاد رسول اور عوام الناس مین کچھہ فرق باقی نہ رہا۔ جو لوگ اہل بیت رسول سے ملتے وہ خلیفہ صاحب کے اور خلافت کے دشمن خیال کئے جاتے تھے اور اہل بیت مثل اسیر سلطانی بسر کرتے تھے آخر خلیفہ دوم کو ابو لولو نے قتل کردیا اور اُس تجویز سے جو حضرت عمر اپنی وصیت مین قرار دے گئے تھے حضرت عثمان جو بنی امیہ مین سے تھے تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے بنی اُمیہ وہ خاندان ہے جس سے رسول اللہ کو خاص نفرت تھی اور یہہ لوگ بظاہر مسلمان وبہ باطن کافر او منافق سمجھے جاتے تھے اور موٴلفۃ القلوب لوگون کے گروہ مین داخل تھے ان حضرت نے تو کھلم کھلا تذلیل و تحقیر و کسر شان خاندان رسالت پر کمر باندہلی قصہ جلاوطنی حضرت اباذر غفاری جو رفقائے علی سے تھے داخل طلب ہے چونکہ بنی اُمیہ کو پیغمبر خدا اور اُن کے کنبے سے

اور جناب محمد مصطفےٰ کی نبوت اور اپنے امام واجب الطاعت ہونیکا حق الیقین حاصل تہا اور اسیطرح امام حسین کے جملہ اصحاب اور عزیز اللہ کی وحدانیت اور محمد مصطفےٰ کے نبی برحق اور امام حسین کے امام واجب الطاعت ہونیکو سچے دل سے یقین کئے ہوئے تھے اور آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی پورے پورے پابند کسی شاعر نے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) خاصکر قدیمی بغض وعناد تہا اب اُن کے دلون کی بخار نکلنے کا موقعہ آگیا حضرت عثمان کے عہد خلافت مین بنی امیہ کا ایسا زور شور ہوا کہ جس سے عام ناراضگی پہیل گئی اور خود حضرت عثمان کی طمع اور لالچ نے اُن کو اور بہی مطعون کر دیا اور ناقابل خلافت ثابت کر دیا یہان تک کہ وہ بیچارے عام امت کے ہاتھہ سے خاص مدینہ مین درحالیکہ حضرت علی اور جملہ خاندان رسالت اور حضرت ابوبکر کی سب عزیز قریب اور حضرت . . . . . عمر کے صاحبزادگان سب موجود تھے اور نیز دیگر بڑے بڑے صحابی بھی مدینہ مین حاضر تھے قتل ہو گئے اور قاتلان عثمان نے صرف قتل عثمان ہی پر کفایت نہین کیا بلکہ لاش عثمان کو بڑی بے حرمتی سے تین روز تک دفن ہونے نہین دیا اور آخر کار بحال مشکل ہوا خواہان حضرت عثمان نے اُن کو مقابر یہود مین دفن کیا۔ المختصر اب وہ وقت آگیا کہ لوگ یا تو خلافت پر جان دیتے تھے یا خلافت کے نام سے ڈرنے اور جہکنے لگے۔ کیونکہ قتل خلیفہ دوم اور قتل خلیفہ ثالث نے خلافت جیسے معزز و محترم عہدہ کو جو محبوب جلالی تہا ایک نہایت ہی خوفناک اور وحشت انگیز خلعت پہنا دیا جبکہ کسی شخص کو امر خلافت قبول کرنے کی جرأت باقی نہ رہی تب اُمت محمدی مجبوراً حضرت علی کیطرف رجوع لائی۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ اب خلافت کو کوئی قبول نہین کرتا اور ایسے موقعہ پر

لہ متعلق گذشتہ صفحہ، بنی امیہ ہی کی نسبت رسول اللہ کی وہ حدیث مشہور ہے جسمین رسول پاک نے فرمایا ہے۔ کہ مین دیکھتا ہون میرے ممبر پر بندر اُترتے چڑھتے ہین +۔

کیا اچہا کہاہے۔ ؎

دین است حسین و دین پناہ است حسین　　شاہ است حسین و بادشاہ است حسین

سر داد و نداد دست در دست یزید　　حقا کہ بناء لا الہ است حسین

بقیہ حاشیہ ✿ نمبر (۹) حمایت اسلام کیئے بغیر قیام اسلام ممکن نہین اور فی الواقع بہی یہہ منصب میرا ہی ہے جو لوگون نے بہ ناحق مجہسے چہین لیا تہا ناچار و ناگزیر اُسکو قبول کر لیا اور تمام مسلمانون نے بلا کسی اختلاف کے آپکی بیعت کر لی اور اسوقت یہہ خلافت تمام امت کے اجماع سے قائم ہوئی۔ چون کہ دو خلیفہ یکے بعد دیگرے طعمہ تیغ مخالفین خلافت ہو چکے تھے اور اس عمل نے عظمت و وقار خلافت کو خاک مین ملا دیا تہا اور خلیفہ کے مخالفت کوئی مشکل بات نہ رہی تہی حضرت عائشہ بنت ابو بکر جو حضرت علی کی ہمیشہ سے دشمن تہین بصلاح بنی امیہ یہہ موقعہ علی پر الزام خون عثمان لگانے کا خوب ملگیا۔ یہہ بی بی بوقت انعقاد خلافت علی اور روز قتل عثمان مدینہ مین موجود نہین تہین مکہ معظمہ تشریف لےگئی ہوئی تہین خبر قتل عثمان سُنکر تو خوش ہوئین مگر جب سنا کہ عنان خلافت بدست علی دیگئی ہے تو اُن کو یہہ امر اُس خوشی قتل عثمان سے زیادہ ناگوار گذرا اور اب عائشہ کے مدینہ آنے پر اسی بنا پر اسلام مین خانہ جنگی شروع ہوگئی جسکے بانی مبانی بی بی عائشہ صاحبہ ہوئین۔ اُدہر عائشہ باعانت طلحہ و زبیر ایک لشکر جرار لیکر بمقام بصرہ حضرت علی سے جا لڑین جس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہین اُدہر معاویہ حاکم شام نے خلیفہ وقت سے علم بغاوت بلند کیا جس مین سلسلہ جنگ کی تعداد ۷۲ تک پہونچی اس سلسلہ جنگ کا نام جنگ صفین ہے ایسے موقعہ پر خوارج نے حضرت علی سے لڑنا شروع کر دیا جو جنگ نہروان کہلاتا ہے۔

حاشیہ :۔ حضرت عائشہ مخالف عثمان ہمیشہ کہا کرتی تہین اقتلوا نعثلاً جو تواریخ مین درج ہے ۔۔

الحق امام حسین اور امام حسن کو اقربا خاص اور اصحاب کا ایسے ایسے سخت مصایب کا متحمل ہونا اور ایسے بڑے تحمل و استقلال سے جام شہادت نوش کرنا محمد مصطفےٰ کی تصدیق نبوت کی ایک اعلےٰ ترین شہادت ہے حق تو یہہ ہے کہ آن حضرت کی نبوت کی گواہی جس شدومد سے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) المختصر اب اس خلافت مین چونکہ یہہ خلافت خانوادہ رسول مین پہونچ گئی تھی اُن منافقان اُمت کو جو خاندان رسالت کے بدل دشمن تھے اور بالخصوص جن لوگون کے بھائی بند اور بزرگ جہادون مین علی ابن ابی طالب کی تلوار سے مقتول تھے اور نیز ایسے لوگون کو جن کے ہوا و حرص خلاف شرع کا خلافت علی مین کامیاب ہونا محال معلوم ہوتا تھا یا اُن اشخاص کو جنکی مُرادات دلی آپ کے عہد مین پورے نہ ہوسکین اور ایسے لوگون کو جنکے دل ہرسہ خلفاے سابقہ مین اہل بیت کی طرف سے منحرف ہو چکے تھے یہہ موقعہ بہت ہی اچھا ہاتھہ آگیا اور اس قسم کے تمام مسلمان آپ کی مخالفت پر کمر بستہ و آمادہ ہو کر بی بی عائشہ کی فوج مین جا داخل ہوے - اور وہ نہال خلافت جو سقیفہ بنی ساعدہ مین بویا گیا تھا اب اُسکا عین عالم شباب آگیا اور نفاق نے ہر ایک مسلمان کے دل مین گھر کرلیا اور اس طرح اس خانہ جنگی کی بدولت لکھوکہا مسلمان ضایع اور تہ تیغ بیدریغ قتل ہوگئے - اور صفت اتفاق جسکی بدولت خداوند عالم مسلمانون پر نزول رحمت فرماتا تھا کسی مسلمان کے دل مین بجز خانوادہ رسول باقی نہ رہی - اور وہ صفت پاک جو رسول اللہ نے اپنی اُمت مین بجد وجہد تمام شایع کی تھی اس ناحق شناس گروہ نے محض بطمع نفسانی بانعقاد خلافت سقیفہ بنی ساعدہ مثل حرف غلط صفحہ قلوب اہل اسلام سے محو کردی اور ان جنگ ہاے انہون کا آخرش یہہ نتیجہ ہوا کہ نہ اولاد رسول کی ہی عظمت و قدامت محمدی گدلون مین باقی رہی نہ خلافت یا خلیفہ کی وقعت

امام حسین اور امام حسین کے ہمراہیوں نے ادا کی اور کسی نے ایسی گواہی
ادا نہیں کی اور اصحاب با ایقان رسول مقبول کا استقلال بمقابلہ
استقلال اصحاب حسین کوئی رتبہ نہیں رکھتا امام حسین رسول اللہ
کی رسالت و نبوت کے اعلےٰ درجے کے گواہ ہین کیون کہ امام حسین ایک

بقیہ شبہ نمبر (۹) گو قہر و غلبہ سے خلیفہ بظاہر اپنے حکمون کی تعمیل
اُمت سے کراتا تھا مگر دین مین خلافت کوئی چیز نہ رہی اور خلافت کو دین سے
بالکل علیحدہ ہونے کی ضرورت محسوس ہو جانے لگی۔ اب تو یہہ ہو گیا کہ جسکی
لاٹھی اوسی کی بھینس۔ آخر حضرت علی نے بھی ایسے خرخشہ مین جام شہادت
نوش فرمایا حضرت امام حسن نے اپنے آپ کو جنگ و جدال باہمی سے بچانے
کو اور مسلمانون کو ضائع ہونے کے درد سے خلع خلافت کیا اور عنان خلافت
معاویہ کے ہی ہاتھہ مین چھوڑ دی تسپر بھی معاویہ نے اُن کو زہر سے شہید
کرادیا۔ جنازہ امام حسن علیہ السلام کو مزار رسول مقبول مین بنا بر دفن لے
گئے تو حضرت عائشہ نے اُسپر تیر بارانی کا حکم دیا کہ کئی تیر جنازہ سے
پیوست ہوئے العظمت للہ یہہ معرکہ اُمت محمدی کی محبت کا خاص کر نمونہ ہو
جسکے واسطے قرآن مین لا اسئلکم اجرا الا المودت فی القربیٰ
اور جسکے واسطے رسول اللہ ہمیشہ اپنی اُمت کو تاکید فرماتے رہتے تھے دیکھو
عداوت فی الحیات تو تھی ہی مگر عداوت اسکا نام ہے کہ بعد موت بھی دل صاف
نہ ہوا بالآخر معاویہ صاحب بھی موت کے شکار ہو گئے اور یزید تخت نشین
ہوا اس خلافت پنجم مین تو رسول اللہ کے خاندان کا خاتمہ ہی ہو گیا تھا کہ ۶ ماہہ
بچے سے لیکر صد سالہ پیر تک معہ امام حسین نواسہ رسول و جگر گوشہ بتول سب کے
سب جو خاندان رسالت سے تھے اور اُن کے جملہ اصحاب اور رفیق بحکم یزید بمیدان
کربلا مین شہید کر دیئے گئے اور اب وہ شجر خلافت جو سقیفہ بنی ساعدہ
مین لگایا گیا تھا اور خلافت ثلاثہ مین پرورش پاکر جوان ہوا تھا اُسنے پورا

معمولی طریق سے لڑائی مین شہید نہین ہوئے بلکہ امام حسین کا صرف ۷۲ انصار کے ساتھہ مقابلہ کئی ہزار فوج یزید دلیرانہ قایم رکہا اور اسباب کا یقین ہونے کے ساتھہ کہ ہم ہرگز اس قدر فوج سے بچکر

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) اسنے پورا ثمر دیا اور منشاء خلافت حسب مراد پورا ہوئے اس کمبخت یزید نے صرف بعد شہادت امام حسین ڈہائی برس سلطنت کی اور اپنے عہد خلافت مین سب سے بڑا اور اہم کام جو اس نے کیا وہ خاندان رسالت کی صفائی ہے مسجد رسول مین گھوڑے بندہوائے مدینہ کے لوگون کو یہان تک بے حرمت کیا کہ اُن کی ناکتخدا سٹیون تک پر اسکے لشکر نے دست درازیان کین خانہ خدا پر منجنیق برسائی گئی۔ المختصر اسکی نحس وشوم زمانہ مین نہ حرمت اسلام رہی نہ عزت بانیان اسلام۔ اور ان واقعات کو دیکھہ دیکھکر ضعیف الاعتقاد مسلمانون کے دل حقیت اسلام مین مشکوک ہوگئے اور وہ سچے ولولے اور صداقت مذہب کے جوش اور حصول شہادت کا شوق جو عہد رسالت پناہی مین لوگون کے دلون مین تھا ایک بالکل جاتا رہا اور اب جابجا شورش برپا ہوگئی۔ عوض خواہان خون ناحق حسینؑ نے علم برافراشتہ کئی ایک عرصہ دراز تک خون حسین جوش مارتا رہا جسکے سبب سے بے حد وبے شمار مسلمان مارے گئے حتےٰ کہ خاندان بنی امیہ تو تقریباً صفحہ دنیا سے نیست نابود ہی ہو گیا اب خاندان بنی امیہ کے بعد خلافت خاندان عباسیہ مین جگہ لی جب تک اُن کو خلافت نہین ملتی تھی وہ خاندان رسول کے حامیتی تھے جو ہین عنان خلافت اُن کے ہاتھہ مین آگئی وہی شیوہ ستمرہ خلافت یعنے مخالفت اولاد رسول ان لوگون نے بھی اختیار کرلی گویا مخالفت اولاد رسول خلافت کے استحکام کے لئے ایک لازمی اور ضروری بات تھی۔ الغرض اب انکو بھی اولاد رسول کا ہر متنفس مدعی خلافت نظر آنے لگا اور جس طرح پہلے خلفا اولاد رسول کے قتل پر

بغیر بیعت کئے نہین جا سکتے اور پھر بیعت کا نکرنا اور جان شیرین کی کچھ پرواہ
نکر کے راہ خدا مین بامید رضاء خدا باین اعتقاد کہ جناب محمد مصطفے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) کے قتل پر تلے رہتے تھے یہہ آل نبی کے عدو جان بن
گئے اور اُن کی تلوارین بھی خون ناحق اولاد رسول سے ملوث ہوئین آخر کار یہہ
بھی جام فنا پی کر دنیا سے رخصت ہوئے اور اولاد رسول جو حقداران خلافت
سمجھے جاتے تھے اور جن کے نام نامی اور اسمائے گرامی کا پتہ رسول اللہ نے
دیا تھا اُسکا ہی سلسلہ تمام ہو چکا اب پادشاہت ترکون کا غلبہ ہوا اسکو مل
گئی مگر اولاد رسول سے کوئی ایسا شخص جو کہ خلافت سمجھا جاوے باقی نہ رہا
تب وہ تشدد و ظلم جو قوم سادات پر ہوتا چلا آتا تھا بند ہوا۔ مگر اس مین کچھ بھی
شک نہین کہ امت محمدی آجتک بھی دشمن اولاد رسول ہے اور دشمنی آل رسول
کا وہ بیج جو سقیفۂ بنی ساعدہ مین بویا گیا تھا آج دم تک برابر امت محمدی کے
دلون مین بجانب اولاد رسول موجود ہے۔ اور یہہ نفاق جو امت محمدی کو اپنی
نبی کی اولاد سے ہے ممکن نہین کہ وہ کبھی بھی اُن کے دلون سے نکلے۔ باوجود
فہمائش خدا جو قرآن مین موجود ہے اور باوجود ہدایت رسول کہ اپنی اُمت کو اس
بیجا حسد سے طرح طرح پر روکا تھا رفع ہونے مین نہین آتا۔ اور یہہ اُمت خطاکار
اس اولاد رسول کی سختی سے دشمن ہوئی ہے کہ اس تیرہ سو برس کی امتداد زمانہ
پر بھی اُن کے دل اولاد رسول سے صاف ہونے مین نہین آتے یہہ جو مینے لکھا
ہے ہر مسلمان اس کو دل کی حالت سے اگر سچے دل سچے ایمان سے غور کرے
سمجھ سکتا ہے حاجت ثبوت نہین۔

مگر باوجود اُس عناد کے جو اُمت محمدی کو اولاد رسول سے ہے اور تھا اور
باوجود اُس طاقت کے جو اُمت محمدی کو بعد رسول حاصل رہی اور باوجود اُس خواہش
کے جو پادشاہان اسلام کو نسبت نیست و نابود کرنے اولاد رسول کی تھی خدا نے جو
وعدہ سورۂ کوثر مین اپنے نبی سے کثرت اولاد کا فرمایا تھا وہ پورا کر دیا کہ صرف

الٰہ کے مرسل ہین اور ہین خلق اللہ کا امام واجب الطاعت ہون جان
دیدینا ایک بڑی عجیب اور حیرت خیز بات خلاف معمول ہے جس سی
بے تامل حقیت نبوت کا ثبوت بہم پہونچتا ہے اس موقعہ پر جبکہ کسی
کرامت

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) تن واحد حضرت امام زین العابدین سے رسول اللہ کی اس قدر نسل دنیا مین اسوقت موجود ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکا ہمسری کا دعوے نہین کر سکتی اور اسپر کوئی خطہ ارضی سادات سے خالی نہین - اس مختصر سی کیفیت کو سنکر ہر زیرک اور دانا شخص خود ہی کہہ سکتا ہے کہ جس قوم نے اس قدر ظلم اور بے اعتدالیان کی ہون اور جس گروہ مین اسقدر خانہ جنگیان شروع سے ہی برپا ہوگئی ہون وہ کیون کر ترقی پا سکتی تھی بلکہ جسقدر اس قوم کی ترقی ہوگئی وہ بھی عجائبات سے ہے اب یہان ایک دوسرا سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اس گروہ کے بانی مبانی یعنے رسول کریم نے تو اس مین خصلت اتفاق پیدا کردی تھی پھر یہہ کیا ہوا اور کیون ہوا کر ان مین سے اتفاق کی عادت جا کر ایسا نفاق پیدا ہوگیا کہ دنیا بھر مین ایسا نفاق کسی قوم مین بھی پایا نہین جاتا اور نیز آجتک بھی یہہ بد خصلت اُن مین سے نہین جاتی اور باوجود اس قدر نقصان اٹھانے اور ذلیل ہونے کے بھی اُن کے ہوش وحواس قایم نہین ہوتے اس سوال کا جواب ہم کو توریت مقدس برمیاہ باب ۴۹ سے ملتا ہے جہان خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے آیت پہلی. خداوند کہتا ہے کیا بنی اسرائیل کے بیٹے نہین ہین کیا اُسکا کوئی وارث نہین ہے کیون اُنکے بادشاہ کی جد کو میراث مین لیتا ہے اُسکے لوگ شہر مین بستے ہین اس لئے دیکھہ وے آتے ہین خداوند کہتا ہے کہ مین ایسا کرون گا کہ بنی عمونکی سرزمین مین ڈائی کا ہلڑ مچا دونگا -

جس کا مطلب یہہ ہے کہ بنی عمون نے جو بنی اسرائیل کی حق تلفی کی ہے تو مین خاص اُن مین جنگ قایم کرکے اُن کو نیست ونابود کردون گا. چنانچہ

شاعر کے دو شعر جو خالی از لطف نہین یاد آگئے ہین۔ ؎

معجزہ تہا یہ جوانان حسینی کا فقط
ورنہ لاکھون سے بہتر کی لڑائی کیسی

سال بھر مین نہ رہا ایک بھی شمر کا قاتل
خون ساداتؑ نے تاثیر دکھائی کیسی

بعد اس واقعہ ہائلہ کے صدہا کیا بلکہ لکھوکہا آدمی اس کیفیت سے واقف ہوکر مسلمان ہوگئے۔ بس علاوہ دیگر دلائل کے ہم کہہ سکتے ہین اور بڑے زور سے کہہ سکتے ہین کہ میدان کربلا کے بہتر شہدا اول درجے کے

بقیہ حاشیہ نمبر (۲) چنانچہ یہی بات یہان بھی ہوئی ہے کہ رسول کریم کے مستحق جانشین کو محروم کرکے امت محمدی نے بالخصوص بنی امیہ نے اپنے آپ کو ناحق مالک تخت وتاج نبی بنا لیا تہا لہذا خداوند عالم نے اُن مین جنگ قائم کرکے اُن کو برباد کر دیا اور بنی امیہ کو تو صفحۂ دنیا سے بالکل ہی مٹا دیا۔ اب سمجھئے کہ اشاعت اسلام کیون رک گئی۔ اور جس حد تک اشاعت ہونی چاہیے تھی کیون نہ ہوئی۔ دیکھو اُسکا سبب خانہ جنگیان اور وہ لڑائی کا ہاڑ ہے جو خداوند تعالے نے اُن مین بوجہ اسکے کہ انہون نے مستحق جانشین رسول کو چھوڑ کر غیر شخص کو اپنا بادشاہ بنا لیا تہا۔ وجب اشاعت اسلام رُک گئی تو افعال خداوندی اس قوم کا مددگار ہوگیا جس مین اتفاق کی پاک خصلت اور برکت والی عادت پائی گئی اور ترقی اسلام جو اس حد تک بھی ہوگئی اُسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ابتدا سے زمانہ اسلام سے لیکر ہر زمانہ مین ایک حقیقی وارث مذہب کا اولاد رسول سے برابر موجود رہا جسکے وجود کی برکت اور تصدق سے افعال خدا شامل حال اسلام رہا جیسے کہ دنیا مین علی الظاہر کوئی امام یعنے خلیفہ رسول نہین اُس وقت سے آجتک پھر ایک چپہ بھر زمین بھی مسلمانون کے قبضہ مین نہین آئی اسکا ثبوت کتب تواریخ سے بخوبی ملتا ہے۔ کہ جیسے امام دوازدہم نے غیبت کبریٰ فرمائی ہے۔ پھر اسکے بعد آجتک کوئی ملک بقبضہ اہل اسلام نہین آیا۔ القصہ جب مسلمانون نے

شاہد کامل آں حضرت کی نبوت کے ہین جنہون نے اوائے شہادت رسالت
مین بیدریغ اپنی جانین راہ خدامین دیدین یہہ سب دلیر موت کو رأی العین
اپنے سامنے دیکھتے تھے اور بالیقین جانتے تھے کہ وہ ہرگز اس میدان سے

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) اپنے نبی کی اولاد سے یہہ سلوک کیا اور رسول
کے حکم سے انحراف کرکے اپنے نفسون کی خواہشون کی پابند ہوگئے. کہ
خدا حکم دے کہ تم آپس مین صلح اور اتفاق سے رہو اپنے نبی برحق کے حکم پر
چلو اور وہ آپس مین جنگ و جدل قایم کرین اور اُسکے حکمون سے انحراف
کرکے جنگ وجدال قائم کرین اور اسکے حکم کو نہ مانین اور خانہ جنگیان شروع
کردین اور اولاد رسول کے جن کی محبت کا اُن کو حکم تہا دل سے دشمن بن جاوین
توپھر ایسے سرکش اور منحرف امت محمدی کے واسطے خدا کی برکت اور رحمت
کا نزول محال ہے. ہان وہ وقت بہی آویگا کہ سب امت محمدی ایک راہ راست
پر ہوجاویگی اور اصلی دین اسلام کی مسلک پر رفتار کرین گے اور اُن کا
حاکم اور امام اولاد رسول کرام سے ہوگا تب خداوند عالم اپنا وعدہ جو باقی
رہا ہے پورا کرے گا اور تمام دنیا مین ایک دین اسلام شائع ہوجاویگا
اور اسلام کا علم ہر ملک پر دنیا مین چمکتا نظر آویگا. المختصر یہہ جو کچھہ مسلمانون
کے ساتھہ ہورہا ہے اور آیندہ ہوتا نظر آتا ہے یہ سب کچھہ اُن کے ہی افعال
واعمال بد کا ثمرہ ہے یہہ بات بالکل یقین کر لینی چاہیئے کہ امت محمدی کو یہہ
برا دن اسی سبب سے دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ انہون نے اپنے ہادیان برحق سے
انحراف کیا. مین بڑے وثوق سے کہتا ہون کہ وہ سب آج خدا کو وحدہ لا
شریک جان کر اور اپنے نبی برحق کی نبوت پر صدق دل سے ایمان لاکر
اُن کی اولاد پاک کے دوازدہ امام کی پیروی کرین اور سب مسلمان اسبات
پر بہ یقین کامل جمع ہوجاوین پھر دیکھو وہ کیون کر کامیاب نہین ہوتے اور وہ
کیون کر دنیا پھر مین اول درجہ کا اقتدار حاصل نہین کرتے مگر جب تک وہ ۲ ۷

بچکر نہ جا سکینگے اور خود امام حسین نے بھی اُن سے کہدیا تہا کہ تم سب مارے جاؤگے ورنہ جنکو جانا ہے وہ بے تامل چلے جاوین میری طرف سے سبکو اجازت ہے اور فوج مخالف صرف میری ہی جان کی خواہان ہے اُسکو تم سے کچھہ مطلب نہین مگر واہ رے محبت و صدق عقیدت یاوران حسین کہ امام حسین کی اس فہمایش سے ان ۲ ے انصارین سے کسی نے بھی کچھہ فائدہ نہ اُٹھایا اور سینے تانے ہوئے امام حسین کے سامہنے تاوقتیکہ شہید نہ ہوگئے سپر بنے رہے اور نماز عصر خود اُن کی آخری نماز تھی اپنے امام کے ساتھہ ایسے وقت ادا کی کہ جب فوج مخالف اس مجمع قلیل پر تیر باران تھے اور حین و قیت

بقیہ حاشیہ نمبر (۹) ٹکرے ہین برابر اُن کا تنزل در تنزل ہوتا جاویگا حتے کہ اب تو ایک دو ملک اُن کے تخت حکومت نظر بہی آتے ہین رفتہ رفتہ وہ بھی اُن سے جلتے رہین گے اور دیکہو کیا ذلیل ہوئے ہین جو یہہ ہون گے ۔+۔

حاشیہ نمبر (۱۰) صلعم اس موقعہ پر مجھے صلح حدیبیہ کا تذکرہ یاد آگیا کہ رسول اللہ کے صلح کرنے پر ایک مصاحب خاص رسول کو جو ہر وقت حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور جو آج دنیا بھر مین ہیرو آف دی اسلام کہلانے کے مستحق سمجھے جاتے ہین اور بعد رسول منصب خلافت پر جلوہ گر ہوئے دالیضاً ناظرین میری مراد سمجھہ گئے ہون گے، یعنے حضرت عمر کو نبی کی نبوت مین شک واقع ہوا تہا او وہ یہہ فرماتے تھے کہ مجھکو آج جیسا سخت شک پیغمبر کی نبوت مین ہوا ہے ایسا پہلے کبہی نہین ہوا تہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اصحاب رسول ایسے بھی تھے کہ اُن کے دل اور اعتقاد نسبت نبوت مشکوک اور غیر مطمئین تھے اور وہ محض کسی مصلحت خاص سے بظاہر مسلمان تھے. جیسا کہ قرآن مین سورۃ منافقون مین سے بہی ظاہر ہوتا ہے ۔ لیکن سبحان اللہ امام حسین کو اللہ نے

امام حسین اپنی فوج سمیت ادائے فریضہ خدا مین مشغول تھے اُسوقت آپکے دو صحابی حضرت کے آگے آپکو تیر و نکی زد سے بچانے کو سینہ سپر بنائے ہوئے کھڑے تھے اور جس قدر تیر آتے تھے وہ سب اُن کے جسم ہائے مطہر مین پیوست ہوتے تھے مگر اُنھون نے تیرون کے صدمہ سے اُف تک نہین کی حتے کہ کثرت زخمہائے سے جان بحق تسلیم ہوگئی

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

حق تو یہ ہے کہ یہہ کام انہین بزرگون کا تہا اور کوئی بشر اس امر کا متحمل نہین ہو سکتا. القصہ ان تمام بزرگوارون نے اور نیز امام حسینؑ نے بے خوف و خطر اپنی جان ہائے شیرین راہ خدا مین دیدین مگر ادائے شہادت نبوت مین تقصیر نہ کی اور اپنے مستقل ارادون سے باز نہ آئے۔

مصنف تاریخ چین جو ایک انگریز عیسائی مذہب ہے تاریخ چین مین یون رقمطراز ہے کہ رستم کا نام امام حسینؑ کے نام کے سامنے بمقدمہ شجاعت لینا بڑی بے انصافی اور خیرگی ہے دنیا بھر مین کوئی شخص حسین ابن علی جیسا اشجع از آدم تا این دم نہین گذرا کیون کہ جسوقت حسین ابن علی میدان جنگ مین گئے ہزار فوج کے مقابل تنہا کہڑے تھے اُسوقت اُن کو علاوہ فوج مخالف کے چند دیگر دشمنون نے گھیرا ہوا تہا. ایک بہوکھ دوسری پیاس تیسری عرب کی سخت ترین طپش چوتھی یاروانصار کے صدمات جانگزا اور اتلاف جان کا غم پانچوین بیشمار زخم- چھٹے لپس ماندگان کی تکالیف و مصیبت کا خیال عملے الخصوص اُن کی بیحرمتی اور بے پردگی کا فکر اور اپنی تنہائی اور بے بسی

بقیہ چ نمبر (۱) ایسے راسخ الاعتقاد اصحاب عطا کئے تھے جنکے کبھی وہم و خیال مین بھی اس قسم کے شک کو دخل نہ تہا +-

اور بے یاوری کا قلق باوجود ان سب باتون کے امام حسینؑ کا قدم استقلال میدان کارزار مین ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ڈگمگایا اور اُن کے ارادہ مین بخیال وصال ذو الجلال سر موفرق نہ آیا

حاشیہ نمبر (۱۱) - کتب تواریخ سے یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ امام حسینؑ کے مقابلہ مین کم از کم باختلاف روایات ۱۲ ہزار سوار و پیادہ لشکر تھا اور زیادہ سے زیادہ تیس لاکھہ تک کی بھی روایتین ہین اتنی بڑی کثیر التعداد فوج کا صرف بہتر آدمیون پر جن مین کئی بچے کئی نہایت ضعیف العمر بوڑھے بھی تھے قابو نہ پانا اور اُن کو گرفتار نہ کرسکنا اور گرفتار کرکے باقاعدہ حکماً سزائے موت کا سزایاب نہ کراسکنا صریح خلاف معمول اور نہایت عجیب اور حیرت افزا بات ہے دیکھو حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبر کو بموجودگی حواریون کے گرفتار کرکے پھانسی دیا گیا۔ بلکہ اگر اسکو معجزہ یا خرق عادت سے تعبیر کیا جاوے تو بھی کچھہ بیجا نہین ہوگا کیونکہ ابتدائے آفرینش سے تا معرکہ کربلا بلکہ تا ہذا الیوم اسقدر جمعیت کثیر کا ایسے گروہ قلیل پر قابو نہ پانا اور مثل دو برابر کی فوجون کے میدان جنگ مین بالمقابل قایم رہکر لڑنا کسی تاریخ مین بھی پایا نہین جاتا اسی وجہ سے تو کسی شاعر نے یہہ شعر کہا ہے ؎

حوصلہ تھا یہہ جوانان حسینی کا فقط
ورنہ لاکھون سے بہتر کی لڑائی کیسی۔

اور جیسے کہ نہ قابو پانا اس قدر فوج کثیر کا ایسی ایک چھوٹی جماعت پر جائے حیرت و تعجب ہے ویسی ہی ایسے قلیل جماعت کا مقابلہ ایسے بے شمار فوج کے قایم اور ثابت قدم رہنا اور ایک ایک شخص کا تین تین روز کی بھوکھ پیاس کی حالت مین مردانہ بقیام ہوش و حواس باوجود اس علم و یقین کے کہ میدان سے زندہ بچکر جانا غیر ممکن ہے اور باوجود اس اختیار کے کہ اگر اطاعت مخالفین کرلیجاوے یا بیعت حسینؑ سے دست کش ہوجاوین تو بھی کوئی خرخشہ

اگرچہ مینے مضمون مندرجہ تاریخ چین نسبت امام درج کردیا مگر
اصل عبارت تاریخ چین کا بھی اس موقعہ پر بنابر ملاحظہ ناظرین کتاب
درج کردینا خالی از لطف نہین لہٰذا مین اصل عبارت درج
کرتا ہون :-

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۱) اور خوف باقی نہین رہتا بلکہ یقیناً عزتین ملین منصب
ملے جاگیرین ملینگی بر اطاعت مخالفین نہ کرنا اور امام حسینؑ کا ساتھ نہ چھوڑنا
اور خود امام حسین کا بھی باوجود اس یقین کرے کہ اگر بیعت یزید جس طرح
تمام ملک اور ملک کے بڑے بڑے عمایدنے کرلی ہے کرلی جاوے تو بے حد
مال دنیا اور عزت حاصل ہوسکتی ہے ذرا بھی اُسکی طرف میلان خاطر
نہ فرمایا اور برابر تادم آخر جنگ و جدال پر مستعدی سے تلے رہنا حتیٰ کہ ایک
ایک متنفس کا شہید ہوجانا بھی خالی از حیرت اور تعجب نہین ہے اس قسم
کا استقلال بجز ایسے ہی انفاس ذاکیہ کے جن کے انفاس کو انفاس مطمئنہ
کہا جاتا ہے اور کسی کا ہرگز ہرگز کام نہین۔ طرفہ تر یہہ بات ہے کہ آپکی شہادت
ایسے اشخاص کے ہاتھہ سے واقع ہوئی ہے جو آپکے نانا کے کلمہ گو تھے اور اُنکو
پیغمبر برحق ماننے کے مدعی تھے بلکہ ان مین اکثر وہ بھی لوگ تھے جنکو شرف صحبت
رسول حاصل ہوچکا تہا اور اکثر ایسے حضرات کی اولاد تھے خود عمر سعد جو سالار
لشکر یزید تہا سعد وقاص سے ارشد صحابی کا جن کی شمار عشرہ مبشرہ
اصحاب مین ہوتی ہے فرزند دلبند تہا۔ ان لوگون سے امام حسین کو ایسے امر
خطیر پر جرات کرنیکا ہرگز خیال تہا نہ اُمید۔ کیونکہ یہہ لوگ بہت ہی اچھی طرح
جانتے تھے کہ پیغمبر خدا دنیا مین علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ سے زیادہ کسیکو

لہ ذرا اس وقت جنگ اُحد اور جنگ حنین کے معرکون کو جو رسول اللہ کے جہاد ہین
اور پیغمبر خدا کے اصحاب کے فرار ہونیکو بھی یاد کرو تو پھر آپ کو ان حضرات کے استقلال
اور ایمان کامل کا پورا پورا پتہ ملے گا۔

نقل عبارت تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمس کارکرن صاحب یورپین عیسائی مذہب کے از صفحہ ۳۵ جلد دوم مطبوعہ مطبع پادری طامس صاحب واقعہ شہر کلکتہ

دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہیں کہ اُن کے سامنے رستم کا نام قابل لینے کے نہیں۔
چنانچہ درجہ اول میں حسین ابن علی کا مرتبہ بہادری میں ہے

بقیہ حاشیہ نمبر (۱) محبوب نہ رکھتے تھے۔ اس بھی زیادہ تعجب اس وقت ہوتا ہے جب کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل بد کو کرنے کے بعد بھی یہہ لوگ اپنے آپ کو سچا اور پکا دیندار مسلمان سمجھتے اور خیال کرتے تھے اور اپنی گردنوں میں قرآن حمائل کیے ہوئے جمعہ جماعت کرتے تھے اور اشہدان محمداً رسول اللہ پکارتے تھے۔ افسوس صد افسوس لعنت ہو اس ملعون گروہ پر اور ابدالاباد لعنت۔ بعد شہادت امام حسین خون حسین نے وہ جوش مارا کہ تمام عراق کی زمین قاتلان امام حسین کے خون سے رنگین ہو گئی اور ایک متنفر بھی جو اس واقعہ ہائلہ و درد انگیز کا شریک تھا زندہ نہ بچا۔ اور جو جو ارشاد امام حسین نے بوقت شروع جنگ بطور نصیحت افسران فوج یزید کو دربارہ اُن کے مآل کے کیے تھے وہ اُن کو سب جھیلنے پڑے۔ اوس کے بعد وہ جوش آج کے دم تک فرو نہیں ہوا اور ہر سال اُون ایام میں جن میں یہہ واقعہ جانگزا واقع ہوا تھا امام حسین کی تعزیت میں مجلسیں برپا ہوتی ہیں

کیون کہ میدان کربلا مین ریت تشنگی اور گرسنگی مین جس شخص نے ایسا
ایسا کام کیا ہو اُس کے سامنے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہے جو تاریخ
سے واقف نہین ہے کس کی قلم کو قدرت ہے کہ امام حسینؑ کا حال لکھے
کس کی زبان مین یہہ لطافت و بلاغت ہے کہ اُن بہتر بزرگون کی ثابت
قدمی اور تہور و شجاعت اور بیس ہزار سوار خونخوار شامی کے جواب
دینے اور ایک ایک کے ہلاک ہوجانے کے باب مین مدح جیسا کہ چاہئے
کر سکے کس کی نازک خیالی کی یہہ رسائی ہے کہ اُن لوگون کے دلوا
کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اُن پر گذرا اُسوقت سے جب عمر سعد
نے دس ہزار سوار سے اُن کو گھیر لیا اس وقت تک کہ جب شمر ملعون
نے سر کاٹ لیا۔ کیون کہ ایک کے دو و دو مثل مشہور ہے اور مبالغہ
کی حد بھی ہے جب کسی کے حال مین یہہ کہا جاتا ہے کہ دشمن نے چار

بقیہ حاشیہ نمبر (۱) تعزیے بنائے جاتے ہین سبیلین قایم کیجاتی
ہین لاکھون روپیہ نذر و نیاز مین صرف ہوتا ہے اور اس سختی سے اس غم پر
نوحہ و گریہ قایم ہوتا ہے کہ دیکھنے والون کے دل ہل جاتے ہین مولوی شبلی
نعمانی صاحب جو ایک بڑے نامی و گرامی عالم مدرسہ علیگڈھ کالج اسلامیہ
کے ملازم ہین اپنے سفرنامہ مین خاص قسطنطنیہ دارالسلطنت ملک روم کا
جو اہل اسلام کے سب سے بڑے بادشاہ یا خلیفہ وقت کا پایہ تخت ہے
حال لکھتے ہوئے وہان کے ماہ محرم کی کیفیت اس طرح رقم فرماتے ہین کہ اس
شہر مین یہہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ عزاداری امام حسینؑ مین شیعہ سُنی سب
آپس مین جمع ہوتے ہین۔ اور اہل عجم کی مجالس مین ترک بھی بڑی خوشی سے
شریک ہوتے ہین اس شہر مین غم حسین مین جسطرح پر ماتم ہوتا ہے ایک
محض ہاتھہ سے سینہ کوٹنا دوسرا زنجیرون سے تیسرا تلوارون سے لیکن عجب
یہہ ہے کہ جو زخم زنجیرون سے اور تلوارون سے ماتم کرنے مین ہاتھون کے

طرف سے گھیر لیا لیکن حسین اور بہتر تن کو آٹھ قسم کے دشمنون نے تنگ کیا تھا اور اس پر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے تو دس ہزار فوج یزید کی تھی اور پانچوان دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی مثال کسی شے مین زیر فلک نہین ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہے کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ ہے۔ اور چھٹا دشمن وہ ریگ کا میدان تھا جو آفتاب کی تمازت مین شعلہ زن اور تنور کی خاکستر سے زیادہ پرسوز تھا بلکہ اُسکو دریائے قہر کہا چاہیئے جسکے تمکے بنی فاطمہ کے پاؤن کے آبلے تھے اور دو دشمن سب سے ظالم بھوکھ اور پیاس مثل دغا باز ہمراہی کے جس کے برابر دشمن نہین ساتھ تھی اور تشنگی سے زبان ہولکی جب لپٹ جاتے تھے تب ہی اُلجھ دو کی خواہش اند کے ملتی تھی۔

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۱) سینون پر پڑ جاتے ہین سوم کے رو کہ اُن کی چھاتیون پر باقی نہین رہتے اور نہ اُسکا نشان ہی معلوم ہوتا ہے۔

المختصر ماہ محرم کے دس دن امام حسین کے غم مین دنیا بھر کے مختلف شہرون اور قصبون اور دیہات مین جہان جہان مسلمانون کی آبادی ہے بلکہ بعض اُن مقامات مین بھی جہان مسلمان نام کو نہین اس غم کے متعلق رسوم ادا کی جاتی ہین اور بعض مقامات پر تو اس زور شور سے لمے وائے کا آوازہ بلند ہوتا ہے کہ اُسکی آواز زمین سے آسمان تک پہونچتی ہی جسکی نظیر شروع دنیا سے آجتک تاریخ عالم مین نہین ملتی کہ کسی نبی یا مرسل یا بادشاہ کے غم مین جو ظلم سے شہید ہو گیا ہو کسی جگہ بھی کسی زمانہ مین ایسا غم والم اور رسوم تعزیت برپا ہوئی ہون اور تمام جہان مین ہمیشہ کے لئے قائم رہنا قو دسکنار ہے۔

دیکھو سب پیغمبرون مین جناب مسیح بھی بخوف ظلم شہید ہوئی

پس جنہون نے ایسے معرکہ مین ہزارہا کافرون کا مقابلہ کیا ہو انپر خاتمہ بہادری کا ہو چکا۔

الغرض سر دفتر تاریخ اس رزم کو جان کر بعد اس کے اس معرکے کا بیان چاہیے جو اصل یونان اور اسفندیار پسر گشتاسپ شاہنشاہ ایران سے ہوا جب اُس نے یونانیون پر لاکہون فوج لیکر یورش کی تھی۔

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۱) یہانتک کہ اُن کو ناحق بے گناہ بقول نصاریٰ دار پر کہینچا گیا جو وہ بھی بڑا دردانگیز واقعہ ہے ایسا ہی حضرت ذکریا صالح نبی کا ہے حضرت ذکریا کا آرہی سے چیرا جانا پر قلق و غم قصہ ہے مگر اُس کی یادگار کا قائم رہنا تو درکنار اس کیفیت سے بہی بہت ہی کم لوگ واقف ہین اور ان واقعات کا کوئی بہی اثر اب اس دار فانی مین باوجود اسکے کہ حضرت عیسیٰ کی اُمت تمام جہان مین پہیلی ہوئی ہے باقی نہین رہا۔ (جس کی شمار ۵۳ کروڑ ہے)۔ اور ساتھ ہی اسکے جب اسطرف خیال کیا جاتا ہے عزائے امام حسین کی مخالفت پر ابتدائے واقعہ تاحال بڑے بڑے نامی بادشاہ کمربستہ رہے اور ہزارہا تدبیرون سے اُسکو روکنا چاہا سختی بھی بہی کی نرمی بہی کی مگر اُسکے روکنے مین کسی طرح کامیاب نہوئے اور مولوی ملان بہی جابجا وعظ کرتے پہرتے ہین تکفیر کے فتوے لگاتے رہتے ہین اور ابتک بھی اُسکے مخالف بعض فرقہائے اسلامیہ بڑی شدومد سے کرتے ہین اور مسلمانون کو مجالس ماتم حسین کے برپا کرنے سے مانع ہوتے ہین لیکن جوش خون حسین بجائے اسکے کہ کم ہو یوماً فیوماً رو بہ ترقی ہے۔

بے شک یہہ ماتم آیات خدا سے ہے اور منجانب اللہ لوگون کے دلون مین ڈالا گیا ہے یہ کسیطرح روکنے سے رُک نہین سکتا یہہ حضرت یحییٰ کے خون کا جوش نہین جو تین روز مین فرو ہو گیا تھا یہہ پیغمبر آخر الزمان کے پیارے نواسے کا خون ہے تا قیامت اُسکا جوش فرو نہین ہو سکتا۔

دلیل ششم

محمد مصطفےٰ کی نبوت پر آیات بائبل مین دیکھو انجیل مین خدا تعالےٰ ہمارے پیغمبر برحق کے مبعوث ہونے کی جابجا بشارتین دیتاہے:۔

(۱) یوحنا کی انجیل باب ۱۴ آیت ۱۶ حضرت مسیح فرماتے ہین اسی باپ سے درخواست کرونگا کہ وہ تمھین دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا۔

(۲) یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۸ مین تمھین یتیم نچھوڑونگا۔

(۳) یوحنا باب ۱۴ آیت ۳ مینے یہہ باتین تمھارے ساتھ ہوتی ہوئی کہین لیکن وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا

(۴) یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۲ وہی تمھین سب چیزین تبلاوے گا اور سب باتین جو کچھہ مینے تمسے کہین یاد دلاویگا۔

(۵) یوحنا باب ۱۵ آیت ۳۰۔ بعد اسکے مین تم سے بہت کلام نکرونگا اسلئے کہ اس جہان کا سردار آتاہے۔

(۶) یوحنا باب ۱۵ آیت ۳۹۔ اور مجہہ مین اسکی کوئی چیز نہین لیکن اس لحاظ سے کہ دنیا جانے کہ مین باپ سے محبت رکھتاہون جسطرح باپ نے مجھے فرمایا مین ویسا کرتاہون۔

(۷) یوحنا نبی کا قول یوحنا باب پہلا آیت ۲۰ اُسنے انکار نکیا بلکہ اقرار کیا کہ مسیح نہین ہون تب انھون نے پوچھا تو کون ہے کیا الیاس ہے اُسنے کہا مین نہین پس آیا تو وہ نبی ہے اُس نے جواب دیا نہین

(۸) یوحنا آیت ۲۵۔ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیون بپتسمہ دیتاہے دیہان وہ نبی صاف آن حضرت کی طرف اشارہ ہے۔

(۹) یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۹۔ پورا ہوا پر جبکہ وہ تسلی دینے والا

جسے میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجونگا۔

(۱۰)، باب ۱۵۔ آیت ۲۶ یوحنا۔ تو وہ میرے لیے گواہی دے گا

(۱۱)، یوحنا باب ۱۶ آیت ۷، لیکن میں تم سے سچ کہتا ہون کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤن تو وہ تسلی دینے والا تمہارے پاس نہین آویگا۔

(۱۲)، باب ۱۶۔ آیت ۹ یوحنا۔ پھر اگر میں جاؤن تو مین اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا گناہ سے اس لیئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے اور عدالت سے اس لیئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔

(۱۳)، یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۶ الیکن جب وہ آوے تمہین ساری سچائی کی راہ بتلاویگا اسلیئے کہ وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنے گا کہیگا اور تمہین آئندہ کی خبرین دیگا اور میری بزرگی کریگا اس لیئے کہ وہ میری چیزون سے تبلاوے گا اور تمہین دکھلاوے گا سب چیزین جو باپ

حاشیہ نمبر (۱۲)، بشارت ۱۳۔ ایسی صریح اور صاف حق محمد مصطفیٰ ہے کہ سوائے آن حضرت کسی پر کسیطرح بھی صادق نہین آسکتی خواہ کوئی کتنا ہی زور لگاوے نہ ماننا اور استبداد امر دیگر ہے۔ کیونکہ بعد مسیح ایسا کوئی نبی مبعوث نہین ہوا کہ جسنے اس سختی سے راہ راست تلقین کیا ہو جیسا کہ آن حضرت نے اور آن حضرت نے جو کچھ تلقین کیا وہ قرآن کے موافق کیا جیسا خدا سے سنا سبکو سنایا اور آئندہ کی خبرین بھی آن حضرت ہی نے دی ہین اور مسیح کی بھی تصدیق آن حضرت نے ہی کی ہے۔

حاشیہ نمبر (۱۳)، نوٹ متعلق بہ صفحہ ۷۰: اس سے مسئلہ تثلیث کی بھی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک میں تین اور تین میں ایک صحیح ہے تو پھر مسیح نے اپنی چیزون اور خدا کی چیزون میں کیون فرق جتلایا۔

کی ہین وہ میری ہین اس لئے مینے کہا کہ وہ میری چیزون سے کہیگا اور تمہین دکہلاویگا یہان جناب مسیح نے میری خبرین کہکر تشریح کردی ہے کہ میری چیزون سے مراد خدا کی چیزین ہین ۔

(۱۴) موسے کی کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵ خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بہائیون مین سے تیرے ہی مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی بات پر کان دہریو۔ یعنے حضرت کلیم کی مماثلت سوائے جناب محمد مصطفٰے اور کسی نبی سے راست نہین آتی دیکہو ہم مین سے لکہا بہائیون مین سے کہا یا کہ نبی اسماعیل سے مراد صادق آجاوے۔

(۱۵) یشعیاہ باب ۴۶ آیت ۱۱ جو عقاب کو پورب سے یعنے اُس شخص کو جو میرے ارادے کو تمام کریگا ایک بعید ملک سے بُلاتا ہون مینے ہی یہہ کیا ہے اور مین ہی اسکا انجام دونگا مینے اسکا ارادہ کیا ہے مین ہی اسکو پورا کرونگا۔ اور عیسائی صاحبان جو ان آیتون مین آنیوالے سے روح القدس مراد لیتے ہین یہہ بالکل درست نہین۔ اول تو روح القدس سب انبیا پر نازل ہوتی رہی ہے۔ خود حضرت عیسی پر بہی جبکہ انہون نے یوحنا سے بتسمہ لیا نازل ہوچکی تہی دیکہو یوحنا باب پہلا آیت ۳۲۔ اور یوحنا نے یہہ کہکے گواہی دی کہ مینے روح کو بشکل کبوتر آسمان سے اترتے دیکہا اور وہ اُس پر یعنے مسیح پر ٹھیرے اور ٹھیرا۔ اُسے میں نہ جانتا تھا پر جس نے [illegible] مجھ سے کہا کہ جسپر روح کو اترتے دیکہے وہی جو روح القدس سے بتسمہ دیتا ہے سو مینے دیکہا اور گواہی دی کہ یہی خدا کا بیٹا ہے۔

اب جائے غور ہے کہ جب روح القدس پہلے ہی حضرت عیسی پر نازل ہوچکے تہے تو مسیح کا یہہ فرمانا کہ جب مین جاؤنگا تب اُسکو

بھیجونگا اگر مین نجاؤنگا تو وہ نہ آوے گا کیا معنے رکھتا ہے دوسرے مسیح نے فرمایا ہے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ اگر سردار سے مراد روح القدس ہے تو روح القدس نے جہان کی کیا سرداری کی اور اُسنے کب لوگون کو تقصیروار ٹھرایا اور اسنے کب لوگون کو ہدایت کی۔ اور اگر دنیا کے سردار سے بقول عیسائی صاحبان شیطان مراد ہے تو شیطان کو لوگون کے تقصیروار ٹھرانے کا منصب کس نے دیا۔ علاوہ ازین شیطان ایسا ہے تو ہمیشہ سے دنیا مین موجود ہے اُسکا آنا اور بھیجنا کیسا۔

حضرت مسیح فرماتے ہین کہ وہ تم کو سارے سچائی کے راہ بتلاویگا پھر روح القدس نے کب کسی کو سچائی کی راہ بتلائی۔ پھر مسیح فرماتے ہین مین جانتا ہون تمہارا تسلی دینے والا آئیگا۔ ان سب آیتون سے صاف صاف ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح کے قائم مقام آوے گا اندرین صورت یہہ ایک لازمی بات ہے کہ آنے والا ویسا ہی ہو جیسے مسیح تھے یہہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ ایک کام جسپر آدمی تعینات ہے بجائے آدمی کے وہی کام کرنے کو پرند یا چرند کے قسم مین سے کوئی جانندار تعینات کیا جاوے یا جو کام بحیثیت ظاہری ہو رہا ہے وہ روحانی کیا جاوے لطیفہ یہ ہے کوئی شریعت تھی کہ ہمیشہ سے یعنے حضرت آدم سے لے کر مسیح کے زمانہ تک تو اُسکی تعمیل بحیثیت ظاہری ہوتی چلی آتی ہے اور حضرت پولوس نے شریعت ظاہری کو شریعت باطنی سے تبدیل کردیا (جیسا کہ آنیوالے کو روح القدس مان لینے سے نتیجہ نکلتا ہے)۔ ان صریح آیات سے جو ہمارے نبی برحق کے مبعوث ہونے پر بخوبی دال ہے روح القدس مراد لینا جان بوجھہ کر آیات خدا و احکام انجیل سے انحراف کرنا ہے اور دیدہ دانستہ خلاف منشاء خدا عامل ہونا اور

انجیل کے صاف اور صریح احکام سے انکار کرنا ہے۔

دلیل ہفتم

آپکے نبی برحق ہونے کے آپکے بے حد معجزات ہین جن کا تذکرہ کتب تواریخ مین مفصل درج ہو۔ اور یہہ بھی واضح رہے کہ آن حضرت سے صدور معجزات کا تعجب ہی کیا ہے کہ آپ تو خدا کے خاص اور بہیجے ہوئے پیغمبر تھے۔ آپ کی تو اولاد طاہر نے بھی لکہو کہا معجزے لوگون کو دکہلائے بلکہ بعض امتیون سے بہی جو برگزیدہ خدا زاہد و عابد شخص اسلام مین گذرے ہین بے حد کرامتین ظاہر ہوئی ہین اور ابتک بھی اس امت کے صالح بندون سے کرامتون کا ظاہر ہونا عجائبات سے سمجھا نہین جاتا۔

معجزۂ اوّل

عتبہ بن ابی لہب آپکا داماد تہا مگر اسلام سے مشرف نہوا تہا ایکدفعہ اُسنے کفّار قریش کے بہکانے سے ایسا کیا کہ رسول اللہ کے حضور حاضر ہوکر اُس عورت کو جو آپ کی دختر مشہور تھی طلاق دیا اور آپ کیطرف معاذ اللہ تھوکا آپنے اُس پر یون دعا کی کہ خداوندا اسپر اپنے درندون مین سے کسی ایک درندے کو مسلط کر چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ایک دفعہ ابی لہب مع عتبہ بہمراہی قریش ملک شام کو بغرض تجارت روانہ ہوا اور بوجہ دعا جناب رسول مقبول ہمیشہ اپنے بیٹے عتبہ کے موذی جانورون سے حفاظت کیا کرتا تہا ایک شب ایک مقام پر قریش نے قیام کیا اور اپنا تمام مال متاع ایک جگہہ بطور انبار فراہم کرکے بالائے انبار بلندی پر عتبہ کا بستر لگایا اور سب لوگ بنظر حفاظت عتبہ ہر چہار طرف اُس انبار کے لیٹے کیون کہ یہہ مقام بوجہ سباع خطرناک

مقام تہارات کو ایک شیر آیا اور کسی متنفس کا بھی ستعرض نہوا صرف عتبہ ہی کو پہاڑ کہایا اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ظاہر ہوا +

معجزہ دویم

ایک دفعہ حضرت ابی طالب عم پیغمبر سخت بیمار ہوئے آنحضرت نے اُن کی صحت کی دعا کی فوراً تندرست ہوگئے +

معجزہ سویم

ایکبار ایک عورت اپنے بچے کو جسکے سر پر بال نہ تھے لیکر آنحضرت کے حضور حاضر ہوئی اور التماس دعا کی حضرت کی دعا سے فوراً بچے کے سر پر بال پیدا ہوگئے +-

معجزہ چہارم

ایک دفعہ کفار قریش نے آنحضرت سے عرض کی کہ اگر آپ سچے نبی ہین تو اس درخت کو جو آپکے سامنے ہے حکم دیجئے کہ جڑہ سمیت اُکھڑ کر آپکے پاس آجاوے چنانچہ آنحضرت نے بدرگاہ قاضی الحاجات عرض کی وہ درخت اوکہڑکر آنحضرت کی حضور آموجود ہوا اور ایک شاخ کا سایہ آنحضرت کے فرق مبارک پر کیا پھر لوگون نے عرض کی کہ نصف اسکا یہان رہے اور نصف اپنی جگہہ جاوے۔ آپکی دعا سے ایسا ہی ہوگیا پھر لوگون نے عرض کی حکم دیجئے کہ نصف باقی بھی اپنے نصف اول سے جاملے چنانچہ آپنے درخت کو حکم دیا وہ نصف اول سے جاملا۔

معجزہ پنجم

ایک دفعہ عرب کے قبیلون مین سے کوئی قبیلہ آن حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے کوئیکے پانی کی بدمزگی کا شاکی ہوا آن حضرت اُس قبیلہ کے لوگون کے ہمراہ برسر چاہ تشریف لے گئے اور کوئے مین تھوک دیا فوراً بہ برکت لعاب دہن شریف اُس کوئے کا پانی خوشگوار و مزہ دار ہوگیا۔ یہان تک کہ پھر اور کوئی کوا اُس کوئے کی خوش مزگی اور ذائقہ کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا۔

معجزہ ششم

جابر انصاری سے منقول ہے کہ ایک بار ایک شتر آن حضرت کے سامنے آیا آپنے اونٹ کو دیکھکر فرمایا کہ جابر سمجھے اونٹ کیا کہتا ہے جابر نے عرض کی کہ یا حضرت مین کچھ نہین سمجھا حضرت نے فرمایا کہ یہہ اونٹ اپنے مالک کا شاکی ہے کہتا ہے کہ مینے عمر بھر اپنے مالک کی خدمت کی ہے اب کہ مین ضعیف و ناتوان ہوگیا ہون وہ چاہتا ہے کہ مجھکو ذبح کرکے میرا گوشت بیچلے سو تم اس اونٹ کے ساتھ جاؤ اور اسکے مالک کو بلا لاؤ باتباع حکم مین اُس اونٹ کے ہمراہ ہولیا وہ مجھکو منظلے کے قریب لے گیا او وہان جاکر کھڑا ہوگیا بہت سے آدمی جمع تھے مینے دریافت کیا کہ اس اونٹ کا کون مالک ہے ایک شخص اٹھا اور بولا کہ اسکا مالک مین ہون تب مینے کہا تجھکو رسول اللہ بلاتے ہین وہ بے عذر میرے ساتھ ہولیا جب آن حضرت کی خدمت مین وہ شخص حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ یہہ اونٹ تیری ایسی شکایت کرتا ہے اُس نے کہا کہ یا حضرت الحق و درست کہتا ہے میرا ایسا ہی ارادہ تھا آپنے فرمایا کہ تو اس اونٹ کو

ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اُس نے کہا بسر وچشم آپنے قیمت شتر جو کچھ اُسنے مانگی مالک شتر کے حوالہ کردی وہ قیمت لیکر چلا گیا اور اونٹ کو بنظر ترحم صحرامین چھوڑ دیا جہان وہ چند روز چر کر خوب مضبوط اور توانا ہو گیا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بارہا دیکھا کہ جب آن حضرت اوس اونٹ کو طلب فرماتے تھے بے عذر حاضر ہو جاتا تھا اور اگر کوئی غیر اوسپر سوار ہونا چاہتا تھا تو بلا اجازت رسول خدا ہرگز اپنی پیٹھہ پر سوار ہونے نہین دیتا تھا ۔۔

معجزہ ہفتم

ایک دفعہ ایک نابینا خدمت بابرکت جناب رسول کریم مین آیا اور اپنی بینائی کے لئے طالب دعا ہوا آن حضرت نے فرمایا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ اور خدا سے دعا مانگ اللہ تعالے تجھکو بینائی عطا فرماویگا چنانچہ اُس نابینا نے جب ارشاد رسول صلعم پر عمل کیا اللہ تعالے نے اُسکو آنکھین عطا فرمادین ۔ لوگ اُسکو دیکھتے تھے اور حیران ہوتے تھے ۔۔

معجزہ ہشتم

قتادہ بن نعمان کہتے ہین کہ ایک روز بعد نماز خفتن مین نے رسول اللہ کی خدمت سے رخصت ہو کر گھر جانے کا ارادہ کیا آن حضرت نے مجھکو ایک خرما کی چھڑی دی اور فرمایا اے قتادہ یہ تجھکو چراغ کا کام دے گی چنانچہ جب مین باہر نکلا چھڑی میرے آگے روشنی کا کام دیتی تھی اور مین اسکی روشنی مین اپنے گھر پہونچا ۔۔

معجزہ نہم

ایک دفعہ کفار قریش نے حضرتؐ سے درخواست کی کہ چاند کے دوٹکڑے کردیجئے اگر آپ سچے پیغمبر ہین آن حضرتؐ نے حسب استدعا کفار چاند کیطرف انگلی سے اشارہ کیا چاند کے فوراً دوٹکڑے ہوگئے نصف اپنی جگہہ رہا اور نصف دوسرا پہاڑ کے نیچے ہوگیا +

معجزہ دہم

ایک دفعہ ایک صیاد ایک سوسمار لیئے آتا تھا جب بازار مین پہونچا ایک طرف اُس نے دیکھا بہت سی خلقت جمع ہے لوگون سے پوچھا یہان کیا ہے لوگون نے کہا محمدؐ ابن عبداللہ جو دعوے نبوت کرتے ہین یہان کچھ ہین لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے ہین صیاد دیکھ سنکر اُس مجمع مین گیا اور اپنا سوسمار آن حضرتؐ کے پاؤن کی طرف پھینک کر بولا کہ جبتک یہہ سوسمار آپکی نبوت کا اقرار نکرے گا مین ہرگز ایمان نہ لاؤنگا سوسمار ہاتھہ سے چھوٹتے ہی ایک طرف بھاگا مگر آن حضرتؐ نے صیاد کی بات سنکر سوسمار کو آواز دی اُس نے جو ہین آن حضرت کی آواز سنی واپس آن حضرتؐ کے سامنے موجود ہوا۔ اور بزبان فصیح لبیک وسعدیک کہنے لگا اور بولا کہ مین خدا کی

نوٹ نمبر (۲۸) عیسائی اس معجزہ پر قسما قسم اعتراض کرتے ہین کہین اُسکی تصدیق دوسرے اہل ملک سے چاہتے ہین کہین اہل نجم کی شہادت مانگتے ہین مگر یہ تفتیش اور تحقیق انکی محض بیجا ہے گو عوام اُن کے اعتراضات کو مانین۔ مگر ایک عقلمند اور صاحب دانش شخص کو جو ایمان سے بہرہ ور ہو قدرت خدا سے یہہ امر کچھہ بعید نظر نہین آسکتا درحالیکہ تمام اہل عرب اس معجزہ کے تصدیق کنندہ ہین اور تصدیق کرنا اہل عرب کا غیر ملک والون کے یقین لانے کو ایک کافی امر ہے خواہ دوسرے ملکون مین اُسکا کوئی بھی اثر ظاہر نہوا ہو کیونکہ خدا کی شان سے یہہ کچھہ بھی بعید نہین کہ وہ چاند یا سورج کے دوٹکڑے کرکے صرف اُن ہی لوگون کو دکھاوے جنکو دیکھانا منظور ہو

عبادت کرتا ہون جسکا تخت آسمانون پر ہے جس کی سلطنت سب زمینون پر ہے اُسکی قدرت سمندرون سے ظاہر ہے اُسکی محبت جنت سے عیان ہے اُسکا قہر دوزخ سے ظاہر ہے آن حضرت نے پوچھا مین کون ہون سوسمار بولا آپ پیغمبر آخرالزمان ہین جو آپ کی اطاعت کرے گا رستگار رہے اور آپ کی نبوت کا منکر دائیم خسار ہے جب صیاد نے سوسمار کی باتین سنین فوراً مسلمان ہوگیا۔ اور لا اله الا الله محمد الرسول الله زبان پر لایا اور کہنے لگا یاحضرت مین آج سے پہلے آپ سے زیادہ کسیکو دشمن نہین جانتا تھا اور اب آپ سے زیادہ میرا کوئی محبوب نہین۔۔

معجزہ یازدہم

ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہین مینے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک اعرابی آن حضرت سے ثبوت نبوت پر شہادت طلب کرتا ہے آن حضرت نے فرمایا یہہ درخت جو میرے سامنے کھڑا ہے میرا گواہ ہے آن حضرت کا یہہ کہنا تھا کہ فوراً درخت اپنی جگہہ سے اوکھڑ کر اور آنحضرت کے سامہنے آموجود ہوا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے لگا اعرابی یہہ

بقیہ نوٹ نمبر (۱۴) مقصود ہو اور یہہ بھی اُسکی قدرت مین ہے کہ وہ چاند کو اِس طرح شق کردے کہ تمام جہان دیکھہ سکے۔

دیکھو معجزہ وہی ہے جو خرق عادت ہو جیسے مردہ کا زندہ کرنا جو مسیح کا مشہور معجزہ تھا۔ مگر جناب مسیح کا یہہ معجزہ صرف چند ہی آدمیون نے دیکھا تھا نہ تمام جہان نے اور صرف اُن ہی معدودے چند لوگون کی گواہی مسیح کے حیی اموات کرنے کی تصدیق کو کافی ہوگئی۔ شاید کہ سب جہان کے سامہنے اگر مسیح معجزہ حیی اموات دکھاتے تب تو مسیح کے اس معجزہ کو ماننا چاہئے تھا لیکن تو جس طرح حبیب معجزہ

حال دیکھکر فوراً مسلمان ہوگیا اسی قسم کی ایک روایت درخت کے ادائے شہادت کی آنحضرت کی رسالت پر حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے۔

معجزۂ دوازدھم[۱۲]

حضرت ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ نے کچھ سنگریزہ اپنے دست پاک مین اٹھائے مینے سنا کہ وہ سنگریزے خدا کی تقدیس وتسبیح کرتے ہین۔

معجزۂ سیزدھم[۱۳]

ایک دفعہ کوئی شخص ابوجہل کی شکایت پیغمبر خدا کے حضور لے گیا شکایت یہہ تھی کہ ابوجہل نے اُس سے اونٹ خریدا تھا اور قیمت ندی تھی آنحضرت فوراً اُس کے ساتھ ابوجہل کے گھر گئے اور ابوجہل کو حکم دیا کہ اس کی قیمت دیدے ابوجہل نے فوراً بلاعذر قیمت شتر مدعی کے حوالہ کردی حالانکہ ابوجہل رسول اللہ کا مخالف تھا لوگون نے ابوجہل سے پوچھا کہ تو تو کہتا ہے کہ محمد پیغمبر نہین پھر تو نے اُن کے حکم کی بلاعذر کیون تعمیل کی وہ بولا جب آنحضرت نے مجھکو بلایا اور حکم دیا تب مینے دیکھا کہ ایک اژدہا میری طرف مونہہ پھیلائے ہوئے آتا ہے اگر مین ذرا بھی تعمیل حکم مین توقف کرونگا وہ اژدہا مجھکو نگل جاویگا اسی خوف سے مینے بلاعذر قیمت اونٹ دیدی۔

بقیہ حاشیہ نمبر دھم ان شق القمر کی تصدیق اہل عرب بڑی شدومد سے کرتے ہین تو اس معجزہ سے انکار کرنا خداتعالےٰ کی قدرت کاملہ کا انکار کرنا ہے کہ خدا کے سب کچھ ہاتھہ مین ہے اُس سے کچھ بھی بعید نہین۔

معجزۂ چہاردہم

چند مرتبہ ابوجہل و ولید بن مغیرہ نے آن حضرت کے قتل کا ارادہ کیا جب یہہ لوگ تلوارین لے کر بارادہ قتل آن حضرت کی طرف جاتے تھے تو آپ کی آواز کو سنتے تھے مگر آپ کو دیکھہ نہ سکتے تھے ایک بار یہہ لوگ آن حضرت کے متلاشی مسجد مین آے آن حضرت نماز مین مشغول تھے آپ کی قرات کی آواز اون لوگون کو آتی تھی مگر آپ ان کی نظرون سے نہان تھے ۔

معجزۂ پانزدہم

ایک دفعہ آپ کہین سے آرہے تھے ابوجہل وغیرہ نے آپکو دیکھا اور آپکے قتل کا قصد کیا تب آپ کی تسبیح پڑھنے کی آواز تو انکے کان مین آتی تھی مگر آپ اُنکو دیکھائی نہ دیتے تھے ۔

معجزہ شانزدہم

عرب کا دستور تھا جب کسی کے لڑکی پیدا ہوتی اُسکو مار دیتے تھے ایک عرب رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہو کر خواستگار ہوا کہ یا حضرت مینے اپنی لڑکی دریا مین ڈالدی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ کی دعا سے میری لڑکی دریا سے زندہ برآمد ہوجاوے آن حضرت اوس دریا پر عرب کے ساتھہ تشریف لے گئے اور لڑکی کا نام لے کر پکارا وہ لڑکی بفضل خداوند عالم و ببرکت دعا جناب سرور کائنات زندہ وسلامت دریا سے باہر نکل آئی ۔

معجزہ ہفدہم

عثمان بن بشیر سے روایت ہے کہ مدینہ مین ایک شخص مرگیا جب اُسکے غسل وکفن سے فارغ ہوئے اور اُسکے موُنھ سے کپڑا اُٹھایا وہ بحکم خدا گویا ہوا اور آن حضرت کی نبوت کی تصدیق کرنے لگا۔

دلیل ہشتم اخبار غیب

علاوہ معجزات متذکرہ صدر آپنے بہت سی پیشین گویان کی ہین یعنے قبل وقوع واقعہ آن حضرت نے اپنے اصحاب کو آیندکے حالات سے اطلاعین بخشی ہین جو بعینہ ویسی ہی ہوئین جیسے آپ نے ارشاد کیا تھا۔ اول آپنے اپنے اہل بیت پر جو جو مصائب گذرنے والے تھے اُن کا ذکر اپنے اصحاب سے کیا تھا جو بعینہ بعد وصال پیغمبر خدا اہل بیت رسول پر سب مصیبتین واقع ہوئین۔

دوم شہادت امام حسنؑ کی آن حضرت نے خبر دی تھی۔

سوم شہادت حضرت امام حسینؑ کی آنحضرت نے خبر دی تھی۔

چہارم قتل حضرت عمار یاسر کی خبر فرقہ باغی کے ہاتھ سے آپنے دی تھی جو بمقابلہ معاویہ شہید ہوئے۔

پنجم حضرت علیؑ کو اُس مخالفت سے جو لوگون نے اُن سے کی تھی مطلع فرمایا اور ارشاد کیا تھا کہ اے علی جب تو دیکھے کہ لوگون نے دنیا اختیار کی ہے تو تو آخرت اختیار کر لینا۔

ششم حضرت علی کو اُن کی شہادت کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ تجھے بدترین خلائق شہید کرے گا۔

ہفتم آن حضرت نے خلیفہ سوم یعنے عثمان کے قتل کی خبر دی تھی

ہشتم آپنے جنگ معاویہ و جنگ امام حسنؓ کے اور اُن کی باہم صلح ہوجانیکی خبردی تہی۔

نہم آں حضرتؐ نے بوقت رحلت اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کو خبر دی تہی کہ اے فاطمہ سب سے پہلے میرے کنبہ مین سے جو عقب مین مجہہ سے ملاقی ہوگا وہ تو ہے۔

دہم آپنے فتح روم کی خبر دی تہی جسکا تذکرہ قرآن پاک مین بھی ہے۔ یہہ سب باتین جس جس طرح آں حضرتؐ نے فرمایا تہا ویسی ہی ظہور پذیر ہوئین۔

دیکہو سوائے خدا یا اُسکے رسول کے اور کس کو امر غیب پر اطلاع ہے اور کون آیندہ کی خبرین بتلا سکتا ہے۔ اخبار غیب صریح آں حضرت کے نبی ہونیکی دلیل ہین۔

یازدہم۔ آپنے حضرت عائشہ سے فرمایا تہا کہ میری بیبیون مین سے ایک بی بی حضرت علی ابن طالب سے مخالفت کرکے جنگ کرے گی اور اُسپر چاہ حوئب کے کتے بہونکین گے عائشہ نے بطور استعجاب پوچہا کہ ہم مین سے کوئی ایسا کرے گی آنحضرت نے فرمایا دیکہنا کہین تو ہی نہو چنانچہ عائشہ کا جنگ ساتہہ حضرت علی کے موسوم بجنگ جمل شہرہ آفاق ہے۔

ذکر چند معجزات متعلقہ جسم مبارک دلیل نہم

(۱) آں حضرتؐ کے سر پر ایک پارہ ابر دائم سایہ فگن رہتا تہا۔

(۲) آں حضرتؐ کے جسم نورانی کا سایہ نہ تہا۔

(۳) آپکے فضلہ کو کسی نے نہین دیکہا۔

(۴) آپکے مقدس و مطہر جسم پر مکہی کبہی نہ بیٹہی تھی۔

(۵) آپ کے جسم مقدس سے ہمیشہ خوشبوئے مشک وغیرہ آیا کرتی تھی۔

(۶) آپ جس گروہ مین ہوتے تھے خواہ اس مین کیسے ہی قدآور آدمی کیون نہون آپ سب سے بلند بالا نظر آتے تھے۔

یہہ سب معجزات بھی آن حضرت کے پیغمبر ہونے کی دلیل ہین علاوہ ان سب کے چند اور بھی ایسی باتین ہین جن سے آپکی نبوت کا ثبوت بہم پہونچتا ہے۔

دیکھو آنحضرت کے کوئی اُستاد نہین تہا کہان کوئی دوسرا شخص ایسا ہے جو بلا اُستاد علوم غیر متناہی کا عالم و فاضل مثل جناب رسالتمآب گذرا ہو۔

پھر آپ ایسی فصیح و بلیغ تھے کہ ملک عرب مین آپ کا کوئی عدیل و نظیر نہین گذرا۔ اور آپ کی کلام مین سے بھی مثل آیات قرآنی کسی دوسری کلام کے آمیزش کی گنجایش نہین اگر آپ کی کلام مین کوئی غیر کلام شامل کیا جاوے وہ صاف صاف ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا موتیون مین خزف ریزہ۔

دوئم جس غزا پر یا جس معرکہ پر آپ تشریف لے گئے ہمیشہ فتح ہی ہمرکاب رہتی تھی۔ سوم اہل مکہ اور مدینہ کے علاوہ آپکے زمانہ کے بڑے بڑے سلاطین نے آپکی نبوت کو قبول کیا ہے اور بعض بادشاہ تو صرف آپکے خط ہی کے پہونچنے پر مسلمان ہو گئے دیکھو نجاشی بادشاہ حبشہ اور ہرقل سلطان روم عیسائی و سلطان یمن ان سب نے آپ کا دین صرف خط پہونچنے پر قبول کر لیا تہا یہہ کب ممکن ہے کہ کسی جھوٹے شخص کے کہنے یا خط کے لکھنے پر بادشاہ اُس کا دین قبول کر لین ہم ہرگز ہرگز کسی جھوٹے نبی کی یہہ عظمت و شان

عالم مین نہین پلٹتے ۔ القصہ آپکی کلام معجز نظام کی تاثیر آپ کا رعب وجلال آپ کے فتوحات متواترہ آپ کے دین کی کثرت شیوع اور توسیع شریعت غرا اسلام آپکے سچے رسول اور نبی برحق ہونے کی بہت عمدہ گواہ ہین۔

اگر اس سے زیادہ ثبوت نبوت پر دلیلین درکار ہین تو کتب مبسوطہ و مطولہ اسلام کا مطالعہ فرمائے مگر چند آیات قرآنی اور آیات بائبل سے ایک عمدہ استدلال رسالت جناب محمد مصطفےٰ پر اور لکھتا ہون وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

دلیل دہم

توریت اور قرآن کے آیات جو تصدیق رسالت جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہین ہمصفیر ہین۔ اور ایک عمدہ استدلال ہے واسطے رسالت جناب ختمی مآب اور اُن کے بارہ اوصیا کرام کی امامت کے۔

قرآن مجید پارہ اول رکوع ۱۴ - وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

جسکے معنے یہہ ہین:- کہ ابراہیم اور اسماعیل دونون خانہ کعبہ کی بنیادین اٹھارہے تھے اور دعا مانگتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے یہہ خدمت قبول کر بیشک تو دعا سننے والا ہے اور نیت کا جاننے

والا ہے ہمارے پروردگار ہم کو اپنی فرمانبردار بندے بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع ہو اور ہم کو عبادت کے طریقہ بتا اور ہمارے قصوروں سے درگذر بے شک تو بڑا درگذر کرنے والا ہے اور مہربان ہے اے ہمارے پروردگار سکے والوں میں سے ایک رسول مبعوث کر کہ اُن کو تیری آیتیں پڑھکر سناوے اور اُن کو کتاب آسمانی اور عقل کی باتیں سکہاوے اور اُن کے نفوس کی اصلاح کرے بیشک تو با اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

اب اسکے ہی قریب قریب مضامین کی توریت کی آیات ملاحظہ کیجئے۔ باب ۱۶ پیدائش آئیت ۹ سے + پھر خداوند کے فرشتے نے اُسی سے یعنے (ہاجرہ) سے کہا کہ میں تیری اولاد کو بڑہاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نجاوے گی اور خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُسکا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھہ سنا وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھہ سب کے اور سب کا ہاتھ اُسکے برخلاف ہوگا اور وہ اپنے بھائیوں کے سامنے بودوباش کرے گا۔ (عیسائیوں اور مسلمانوں کی مخالفت کا بھی باعث یہی ہے)۔

۱۵ آیت اور حاجرہ ابراہیم کے لئے بیٹا جنی اور ابراہیم نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسماعیل رکھا اور جب ابراہیم کے لئے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا تب ابراہیم چھیاسی برس کا تھا جب ابراہیم ۹۹ برس کا ہوا تب خداوند ابراہیم کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدا قادر ہوں تو میرے حضور میں چلی اور کامل ہو اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد کرتا ہوں کہ میں تجھے نہایت بڑہاؤنگا تب ابراہیم موںھ کے بل گرا اور خداوند خدا اس سے ہمکلام ہوا اور بولا کہ دیکھہ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام ابرام نہ کہلائے گا بلکہ تیرا نام

ابراہام ہوگا کیونکہ مینے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھرایا اور مین تجھے
بہت بردمند کرونگا اور قومین تجھسے پیدا ہونگی اور بادشاہ تجھسے
نکلینگے اور مین اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے
درمیان اُنکے پشت درپشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد کرتا
ہون کہ مین تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا اور مین تجکو اور
بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جسمین تو پردیسی ہے دیتا ہون۔
کہ ہمیشہ کے لئے تیری ملک ہو اور مین اُنکا خدا ہونگا۔ پھر خدا نے
ابراہام سے کہا کہ تو اور تیری نسل پشت درپشت میرے عہد کو نگاہ
رکھین اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل
کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہہ ہے کہ تمسے ہر ایک فرزند
نرینہ کا ختنہ کیا جاوے اور تم اپنے بدن کے کھلڑی کے ختنہ کرو
اور یہہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے
تمہارے پشت درپشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھہ دن کا ہو ختنہ کیا
جاویگا کیا گھر کا پیدا کیا ہو یا پردیسی سے خریدا ہوا جو تیری نسل کا نہین
لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے
اور میرا یہہ عہد تمہارے جسمون مین عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ
جسکا ختنہ نہین ہوا وہی شخص اپنے لوگون مین سے کٹ جاویگا کہ اُسنے
میرا عہد توڑا۔ اور خداوند نے ابراہیم سے کہا کہ تیری جورو سری ہے
اور مین اُسے برکت دونگا اور اُسسے بھی تجھے ایک بیٹا بخشونگا
یقیناً مین اسے برکت دونگا کہ وہ قومون کی مان ہوگی اور ملکون کے
بادشاہ اُسسے پیدا ہونگے تب ابراہیم مونہہ کے بل گرا اور ہنسکے
دل مین کہا گیا سو برس کے مرد کے بیٹا پیدا ہوگا سرہ جو نوّے برس کی
ہے جنیگی۔ اور ابراہیم نے خدا سے کہا کہ کاش اسمٰعیل تیری حضور جیتا رہے

تب خدا نے کہا بے شک تیری جورو سرہ تیرے لئے جنیگی تو اُسکا نام اسحاق رکہنا مین اُس سے اور بعد اوسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے قایم کرونگا. اور اسماعیل کے حق مین مینے تیری سنی دیکہہ مین اسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑہاؤنگا. اور اُس سے بارہ پسر پیدا ہونگے اور مین اس سے بڑی قوم بناؤنگا لیکن مین اسحاق سے جسکو سرہ دوسرے سال اسی وقت معین مین جنیگی اپنا عہد قایم کرونگا جب ابراہیم سے باتین کرچکا تب خدا اُسکے پاس سے اوپر گیا تب ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمٰعیل اور سب خانہ زادون اور اپنے سب زر خریدون کو یعنے ابراہیم کے گھر کے لوگون مین جتنے مرد تھے سب کو لیا اور اُسی روز اُن کا ختنہ کیا جس طرح خدا نے اُسکو فرمایا تہا جس وقت ابراہیم کے ختنہ ہوئے وہ ۹۹ برس کا تہا اور جب اسماعیل کے ختنہ ہوئے وہ تیرہ برس کا تہا سو اُسی روز ابراہیم اور اُس کے بیٹے اسماعیل کا ختنہ ہوا اور اسکے گھر کے مرد کیا گھر کے پیدا کیا پڑوسی سے خریدے ہوئے سب کے اُس کے ساتھ ختنہ ہوئے۔

اب اسکو ذرا بچشم انصاف دیکہنا چاہئے۔ قرآن پاک سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم کی دعا خداے کریم نے قبول فرمائی جو انہون نے بموقع تعمیر بناء کعبہ پیش خدا برتر کی تھی چنانچہ اللہ تعالٰے نے اہل مکہ سے اولاد اسماعیل مین جناب محمد مصطفٰے کو پیغمبر آخر الزمان مبعوث فرمایا اور اُن کے ذریات کو مسلمان بنایا۔ اور توریت سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم سے خدا نے حضرت اسماعیل کی ترقی نسل کا وعدہ فرمایا تہا اور ترقی بہی ایسی ترقی کہ جو شمار سے افزون اور ان سے اپنا عہد

ابدی قایم کرانے کو ارشاد کیا تہا اور اسماعیل کی اولاد مین بارہ سردارون کے پیدا کرنے کا بھی اقرار کیا تہا اور یہہ بہی فرمایا تہا کہ اسماعیل سے ایک بڑی قوم پیدا کرون گا۔ اور یہہ بہی خبر دی تہی کہ اسماعیل کا ہاتھ سب کے مخالف ہوگا اور وہ اپنے بہائیون کے سامہنے بود و باش کرین گے

اور حضرت ابراہیمؑ کی قبولیت دعا توریت اور قرآن مجید دونون سے ثابت ہے۔ اب ان واقعات پر نظر ڈالنے اور غور کرنے سے اور اسلام کی حالت اور کیفیت سے یہہ امر بالصراحت عیان ہوتا ہی کہ اسلام گروہ موعودہ ہے اور اسلام کے بارہ ۱۲ امام بہی موعود من اللہ ہین۔ اور ختنہ کا عمل اسلام مین خدا کا عہد ابدی ہے جو اسنے اپنے فرمانبردار بندون سے لیا ہوا ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیغمبر موعود ہین جو اہل مکہ سے ہین اور مکی والون کو بالخصوص اُن سے نور ہدایت حاصل ہوا۔ گو توریت مین اس موقعہ پر دعائے ابراہیم مین استدعا پیغمبر مکی از خدا درج نہین جو یقیناً یہود کی کارسازی ہے۔ لیکن ہم اسکو توریت ہی مین سے ایک دوسرے موقعہ پر پاتے ہین۔ دیکہو کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵ خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بہائیون مین سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اُس کی طرف کان دہرلو۔ یہہ حضرت موسیٰ کی نصیحت ہے بنی اسرائیل کو جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اپنی امت کو وجود باجود رسالتمآب کی خبر دیدی۔ اور بارہ سردار جو اس وعدے کے موعود ہین وہ ضرور اسی موعود گروہ کے سردار ہونے چاہئین نہ کسی اور کے اور موعود گروہ مسلمان ہی ہین۔ کیونکہ وہ خدا کے عہد ابدی یعنے عمل ختنہ پر ایسے

استحکام سے قایم ہین جیسا کہ خاص حکم و منشار خدا ہے۔ علاوہ برین
مسلمانون کے بارہ امام زمانہ بزمانہ نور ہدایت پھیلاتے رہے ہین
اور اپنی جان و مال تک راہِ خدا مین دیتے رہے ہین اور اسی سبب
سے وہ مثل سیارگان فلکی زمین کے ستارے کہلائے جانیکے
قابل ہین۔ اور جن ۱۲ سرداران بنی اسرائیل سے۔ عیسائی مراد لیتے ہین
وہ چند چند نفر کے سردار تھے اور ایک ہی وقت مین وہ سب ہو
گذرے ہین۔ ایسی بڑی پیشین گوئی کے وہ کسیطرح مستحق ثابت
نہین ہوتے۔ کیونکہ اُن سے کوئی ایسا بڑا کام بھی سرزد نہین ہوا
جس سے ان کی شہرت ہوتی نہ کوئی ایسی بڑی ہدایت اُن سے
متعلق ہے۔ بہرنہج مضمون پیشین گوئی اور حالات دوازدہ امام صاف
جتلا رہے ہین کہ وہ بارہ سردار جن کی طرف اس آیت مین اشارہ
ہے وہ مسلمانون کے ہی بارہ امام ہین اور کہ جناب اسماعیل
ذبیح اللہ سے مسلمانون کو ہی خاص تعلق ہے۔ اور یہی مسلمان
جناب اسماعیل کے نام کی شہرت کی بالخصوص وجہہ ہین لہذا
اسلام دین اللہ اور محمد مصطفےٰ رسول اللہ اور دوازدہ امام اولیا اللہ
ہین۔ یون تو سب مسلمان سنت جماعت کیا شیعہ اس بات پر
متفق ہین کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ من بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من
قریش۔ مگر مذہب امامیہ مین امامت اصول دین مین شمار کیجاتی
ہے کیونکہ رسالت و امامت بہ تفریق مراتب فی الاصل ایک ہی
قسم مین داخل ہین یعنے امامت و رسالت کا ہی ایک جزو یا شعبہ
ہے اندرین صورت جب رسالت یعنے نبوت جزو ایمان ہے ویسا ہی امامت
بھی بالیقین ایک رکن دین یا جزو ایمان ہے۔ ان دونون منصبون
مین صرف اسقدر فرق ہے کہ پیغمبر یا رسول ایک نیا دین منجانب اللہ

لاتا ہے اور بندگان خدا کو اُس کی تلقین فرماتا ہے اور امام یا نبی جسکا کہ وہ خلیفہ ہے اُس کے دین کا مروج ہوتا ہے اور اُسی کے دین کو شایع کرتا ہے پیغمبران سلف کے خلیفہ نبی کے نام سے نامزد ہوتے تھے اور ہمارے پیغمبر آخر الزمان کے خلیفہ یا وصی امام کہلاتے ہین کیون کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔ یعنے کوئی شخص میرے بعد نبی کہلانے کا مستحق نہین۔ لیکن ساتھ ہی اسکے فرمایا ہے :۔ علماء اُمتی کالانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنے میری امت کے عالم مثل بنی اسرائیل کے نبیون کے ہین۔ نبی سے مراد بھی امام ہین نہ یہہ کہ جو مولوی مسلمانون مین بہ تعداد بے شمار نظر آتے ہین وہ نبیون کے درجے کے ہین۔

القصہ جیسے رسالت ایک خاص عہدہ یا منصب منجانب اللہ واسطے تبلیغ احکام آلہی کے ہے ویسے ہی امامت ایک منصب منجانب اللہ ہے جو وہ عطا کرتا ہے بالعموم اپنے پیغمبر کی ذریت سے کسی ایک کو جسکو کہ وہ چن لیتا ہے اس خدمت کے لئے بطور نیابت یا خلافت رسول۔

اور اشاعت دین پیغمبر اور بیان کرنا احکام ودقایق دین کا اور ظاہر کرنا دین کے نکتون کا امت پر امام کا کام ہے گو فرقہ اہل سنت امامت کو منصوص من اللہ نہین مانتا مگر دوازدہ امام کے وجود باجود کے منصوص من الرسول ہونے کے وہ بھی قایل ہین اور انہین دوازدہ امام کی عظمت وجلالت قدر کے بزبان مقر ہین جنکو شیعہ منصوص من اللہ اور اولی الامر اور واجب الطاعت مانتے ہین اور جن کی امامت کو اہل شیعہ جزو ایمان جانتے ہین۔

یہہ عوام اہل سنت کا ظاہری اعتقاد وادعائے زبانی ہے۔

اور انکی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو آجتک متحقق نہین کہ وہ کون اشخاص ہین جنکی خبر رسول کریم نے دی ہے۔ بعض کسی کو اور بعض کسی کو شمار کر لیتے ہین ایک تفصیل ۱۲۔ ایمہ کی اس طرح کرتے ہین حضرت ابوبکر سے لیکر امام حسن تک پانچ پھر معاویہ پھر یزید پھر اور پانچ جسکو کوئی منجملہ خلفائے بنی امیہ و بنی عباس منتخب کر کے بارہ پورے کر لئے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر جو خلیفہ اول تھے ہمیشہ اہلبیت رسول کو فرمایا کرتے تھے۔ ارقبو فی اھل بیت الرسول ۔مگر خود بھی ہادی بنتے تھے۔ اور جناب خلیفہ ثانی ہمیشہ حل مسایل اہم دینی مین پیروی جناب علی المرتضےٰ کرتے رہتے تھے۔ مگر از روئے قیاس اختراع و ایجاد مسائیل مین بھی دلیر تھے۔ چنانچہ کتب فریقین سے ثابت ہی کہ ستر بار حضرت عمر نے فرمایا۔ لولا علی لھلک عمر پس اس مین کچھہ شک نہین کہ ہادیان دین الہدہم باعتقاد شیعہ وہم باعتقاد اھل سنت بزرگان دین ہین۔ کیونکہ جو لوگ ہادی بن بیٹھے تھے وہ بھی واقعی اور اصلی ہادی دین انکو ہی جانتے تھے

اب ہم قرآن پاک سے امامت کی منصوص من الہد ہونے پر آیات پیش کرتے ہین دیکھو جناب ابراہیم نے پیش خداوند عالم دعا کی کہ یا الٰہی گردان تو پیشوائے خلائق میری ذریت سے اور قبول کی دعاء ابراہیم خدا نے اور عطا کئے اُن کو دو فرزند اسحاق و اسمٰعیل جنہون نے بعد جناب ابراہیم خلق خدا مین ملت حنفیہ ابراہیمیہ کو شائع کیا دیکھو پارہ اول رکوع ۱۴:- وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۔ جس کے معنے یہہ ہین جسوقت

خدا جبند کلمات سے ابراہیم کو آزما چکا اور اپنی کلام تمام کر چکا تب فرمایا خدا نے کہ مین دنیا کے واسطے امام پیدا کرون گا عرض کی جناب خلیل نے کہ میری اولاد سے تب فرمایا خدا نے کہ البتہ تیری اولاد سے امام پیدا کرون گا مگر میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا یعنے ظالم لوگ امام نہ بنائے جاوین گے۔

پھر اسی رکوع اسی پارہ مین ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دیکھو جناب ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کس کس طرح کیسے کیسے لفظون مین کس کس التجا سے اپنی ذریت کے واسطے خدا سے دعا مانگی ہین ۔ اور اُن کے واسطے خدا سے برکت طلب کرتے ہین اور کیسے تہ دل سے ارزومند ہین۔ اور چاہتے ہین کہ تمامی برکات خدا رقدیر اور تمامی خدمات دین اُن کی ہی اولاد مین ہون۔ اور حضرت ذکریا کی جو اولاد نہوی تو آپ ہمیشہ خدا سے اولاد کے لئے دعا مانگا کرتے تھے اور اپنا وارث طلب کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۔ چنانچہ اللہ تعالے نے اُنکی دعا قبول فرماکر اُن کو یحیے فرزند عطا کئے۔ اسیطرح جناب محمد مصطفےٰ خیر الورا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ بھی اپنی ذریت کے حق مین دعا فرمایا کرتے تھے جسپر خدا نے آپ کی ذریت کے حق مین آیۃ تطہیر نازل فرمائی اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ جسکے معنے یہہ ہین کہ اے اہل بیت پیغمبر اللہ ارادہ کرتا ہے

کہ تم سے رجس یعنے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو ایسا پاک کرے جو حق پاک کرنے کا ہے۔ یعنے کامل بلکہ اکمل ترین طہارت عطا فرماوے پس اس دعا سے آنحضرت کی یہہ مراد تھی کہ میری ذریت معصوم اور رہنمائے خلائق ہو اور بعد میرے خلق خدا کی رہنمائی کا منصب حاصل کرے۔ چنانچہ آنحضرت نے علی مرتضے کو تمام برکات دینی دنیاوی عطا فرمائین۔ اور اپنا تمام علم ظاہری و باطنی آپکے سینہ اقدس مین معمور فرما دیا۔ اور اپنا شاگرد خاص بنایا اور آپ علی مرتضے کو خود تعلیم فرماتے تھے۔ چنانچہ علی ابن ابیطالب سے حدیث مروی ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ علی فرماتے ہین میرے لئے پیغمبر خدا نے واسطے تعلیم کے ایک وقت مقرر فرمایا تھا اور آپ میرے ہر سوال کا جواب مجھے دیتے تھے اور اگر مین خود سوال نکرتا تھا تو آنحضرت خود مجھے دقایق دین سے آگاہ و خبردار فرماتے تھے۔ پھر علی کی نسبت پیغمبر خدا نے ارشاد کیا ہے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ علاوہ برین بوقت رحلت رسول مقبول نے تمام وصیتین حضرت علی کو کین جیسے کہ تمام انبیا اپنے اوصیا کو کرتے رہتے تھے۔ اور اپنی سواری کا گھوڑا حضرت علی کو بخشا۔ اپنے قرضہ کا ذمہ دار علی کو ٹھرایا جیش اسامہ کی تیاری کے واسطے جو قرض لیا گیا تھا دیتے وہ قرضہ جسکا تعلق ان سے نہین بلکہ امامت سے تھا، اُس کے ادا کرنے کا بھی ذمہ علی کا کیا۔ سال وداع مین جبتنے

نوٹ نمبر (۱۵) ان باتون سے کسیطرح انکار نہین ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ نے وصیت کرنے کی دینی سب امت کو یعنے ہر فرد امت کو تاکید فرمائی ہے پھر ممکن نہ تھا کہ پیغمبر خدا خود وصیت نفرماتے۔ پھر جب وصیت فرمانا ضروری تھا تو سوائے حضرت علی اور کسکو وصیت کرتے کہ اُسوقت تک تو امت نے اپنے لئے کوئی خلیفہ بھی منتخب نہین کیا تھا جو کہدیا جاوے کہ خلیفہ صاحب سے وصیت فرمائی تھی۔ اور اپنے قرضہ کی

اس سال جس مین آپ بلقائے پروردگار مشرف ہوئے حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ کو واپس آتے ہوئے بموقعہ خم غدیر آپنے سب قافلہ جس مین تقریباً ستر ہزار آدمی کی جمعیت تھی فراہم کرکے اور بالائے ممبر تشریف لے جاکر اور علی کو اپنے ہاتھہ سے اُٹھاکر اور خلقت کو دکھاکر یون فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ پھر علی کو اپنی ازواج مطہرات اور اصحاب باوقار سے مبارکباد دلائی۔ چنانچہ حضرت عمر نے جو خلیفہ دوم بعد رسول قرار پائے تھے بخ بخ لک یا علی کے لفظون مین حضرت علی کو مبارکباد دی تھی۔ علی کا خیمہ اس موقعہ پر بنام خیمہ امیر المومنین علیحدہ ایستادہ کرایا گیا۔ اسی موقعہ پر حسان بن ثابت شاعر جناب نبوی نے بمدح علی ایک قصیدہ نظم کرکے پڑہا تھا۔ قس علیٰ ھذا۔ بہت سی حدیثین اسکی تائید مین بحق علی اہل اسلام کی کتابون مین درج ہین۔ مثلاً الحق مع علی وعلی مع الحق والحق یدور حیث مادار۔ اور یا علی انت بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ویا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔

پھر علی کی اخوت پیغمبر خدا نے اپنے ساتھہ لگائی تھی اور کسی صحابی کو اخوت علی سے مشرف نہین فرمایا۔ پھر آپنے ایک روز اسی سال وداع مین بعد خطبہ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بھمالن تضلو بعدی۔ اور پھر فرمایا مثل اھلبیتی کسفینۃ نوح من

تتمہ نوٹ نمبر (۱۵) ادائیگی کا بھی ذمہ کرنا ضروری بات تھی پھر اس بار کو سوائے علی کون اٹھاتا اور کس کو کہا جاتا کہ تم مرا قرضہ دیدینا۔ الحاصل گو حضرت عائشہ منکر ہون مگر علی کا وصی رسول ہونا اظہر من الشمس ہے اُس سے انکار بدیہیات سے انکار ہے۔

رکب نجی ومن تخلف غرق۔ پھر درود کی عظمت اپنی اور اپنے
اہل بیت کے لئے مخصوص فرمائی اور حدیث من مات ولم یعرف
امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ وغیرہ وغیرہ ایسے بے
حد وبے شمار احادیث وآثار اسباب مین بین الفریقین مشہور
اور مسطور ہین جنکا ذکر اس چھوٹے سے رسالے مین نہ تو گنجائیش
ہی رکھتا ہے نہ اُن کے لکھنے اور بیان کرنے کی اس ہین کوئی ضرورت
ہی معلوم ہوتی ہے۔ مگر چونکہ چند احادیث نبوی کا اندرین باب
تذکرہ کیا گیا ہے بناء علیہ ایک دو آیت بھی اس مطلب کی تائیدمین
لکھنی ضرور ہین لہذا اُس آیت کا لکھنا نہائیت مناسب ہے جس کی
تعمیل مین جناب نبوی نے بموقعہ خم غدیر اس قدر عظیم اہتمام سے
اظہار ولایت علی فرمایا ہے وھو ھذا:۔ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ
اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ
یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ جس کے معنے یہہ ہین کہ اے رسول جو حکم مینے
تجھکو دیا ہے وہ اُمت کو پہونچا دے اور اگر تو اس حکم کو اُمت پر نہیں
پہونچا دیگا تو تو نے میری رسالت کا کوئی بھی کام نہیں کیا اور لوگون
کی شر سے مین تیرا حافظ ہون۔

اس آیت کو شیعہ تو یقیناً بحق علی کہتے ہی ہین۔ مگر اہل سنت
بھی جہان اور وجوہ نزول آیت شریف تحریر کرتے ہین وہان ایک
وجہ محتملہ وجوہ نزول آیۃ شریف یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ آیت بغرض
تاکید مودت علی نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح بموقعہ تلقین
سورۃ برائت بہ اہل مکہ حکم رب العالمین جناب پیغمبر کو جبکہ آنحضرت
نے حضرت ابوبکر کو سورۃ برائت دیکر مکہ روانہ فرمایا یہہ پہونچا کہ اے
نبی یہہ کام خاص تیرے کرنیکا ہے یا اُس شخص کا جو تم سے ہو چنانچہ

اس حکم کے پہونچنے پر رسول مقبول نے علی ابن ابیطالب کو بنا بر تلقین سورۃ مذکور بمعزولی حضرت ابو بکر مکہ روانہ فرمایا۔ جس سے صاف وصریح عیان ہے کہ امور دین مین سوائے رسول اللہ اور اُن کے جنکو خدا تعالےٰ نے منجملہ اہل بیت رسول اس کام کے واسطے منتخب کیا تھا اور کسیکا دخل نہین۔

اسیطرح آیۃ تطہیر اور وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اور آیۃ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ وغیرہ ہین جو اس مطلب کی مؤید ہین۔

المختصر مسلمانون کا یہہ اعتقاد کہ دوازدہ امام علیہ السلام مسلمانکو کے ہادی برحق ہین قرآن اور حدیث سے بخوبی ثابت ہے۔ گو سُنی اور شیعہ نے اس امر مین تنازعات اور جھگڑے کر کے اُس کو بہت طول دیدیا ہے اللہ ان دونون فرقون کو اپنے فضل وکرم سے باہمی نفاق سے نجات بخشے اور اُن کو دولت اتفاق عطا فرماوے تاکہ سب مسلمان یک جان دو قالب ہو کر رہین اور اُن پر بہ برکت اتفاق نزول رحمت وافضال الٰہی ہو۔ قبل اس سے کہ اب مین امامت کے من جانب اللہ یعنے منصوص من اللہ ہونے کے ثبوت مین بائبل کی آیات پیش کرون اپنے جمیع مسلمان بھائیون سے بہ نہائیت ادب ملتجی ہون کہ وہ افراط وتفریط کو چھوڑدین اور خلافت کے لایعنی قصہ مین استبداد کر کے اپنا قیمتی وقت اور دولت اتفاق ضائع نکرین کیونکہ جس قوم مین اتفاق نہین ہوتا اُس قوم سے خدا کی سب برکات جاتی رہتی ہین۔

اے مسلمانون تمہاری بدبختی اور بے نصیبی کا سب سے بڑا سبب یہی باہمی نفاق ہے واللہ جب تک تم باہمی نفاق وعناد کو نچھوڑوگے

صلاح و فلاح کے پیش خداوند عالم ہرگز مستحق نہو گے۔

اے بہائی مسلمانون دوازدہ امام علیہ السلام دین کے رہنما اور ہادی برحق ہین اور خلافت ظاہری کا سلسلہ جو بعد پیغمبر خدا شروع ہوا وہ اور چیز ہے اور ان دونون مین لیل و نہار کا تفاوت ہے، ان دونون کو خلط ملط نہ کرو اور سیدہی راہ چہوڑکر اوجہڑ مت پڑو یہہ سمجہہ لو کہ بعد رسول کریم دو حکومتین قایم ہوگئین جو عہد رسول اللہ مین یکجا جمع تہین۔ ایک امامت و پیشوائی دین اور ایک ریاست و حکومت۔ دنیا دین کے سرور یا امام من جانب اللہ علی المرتضے اور دنیا کے سرور اور حاکم بانتخاب خلایق یا شورہ ابوبکر۔ اور اس بات کو حضرات خلفائے راشدین نے خود بہی ظاہر فرمایا ہے اور خلافت کو بلا تامل اور فی الفور قایم کرنے کی وجہ بہی یہی بتلائی ہے کہ اگر خلافت فی الفور قائم نکر لی جاتی تو ملک مین فتور ہو جاتا۔ پس بقول خلفا خلافت ظاہری کا سلسلہ جو فی الفور قائم کیا گیا وہ ایک پولیٹیکل مصلحت ملک داری پر مبنی تہا اُسکو دین اور رہنمائے دین سے کچہہ سروکار نہین ہے۔ پس ہم مسلمانون کو چاہیئے کہ اراکین دین کی عظمت اُس دل سے کرین جو اوسکی شایان ہے اور روساء دنیا کو اُس نظر سے دیکہین جو اُن کے مناسب حال ہے۔ رہی یہہ بات کہ خلافت ظاہری بہی اوسیکا حق تہا جو منجانب خدا پیشوائے خلایق قرار پا چکا تہا اور ان دونون حکومتون کو ویسے ہی یکجا رہنا لازم تہا جیسے بعد رسول کریم سو اسکا اب فیصلہ اگر ہو بہی جاوے تو اوسکا کوئی نتیجہ مرتب نہین ہوتا اور جس بات کا کوئی نتیجہ مرتب نہین ہوتا اُسپر بحث اور جہگڑہ بیکار۔

اے میرے سنت جماعت بہائیو تم اثبات خلافت کے مضبوط

جال مین پہنسکر اصلی ہادیان دین سے انحراف نہ کرو اور جو رتبہ اللہ نے ائمہ اطہار کو کرامت فرمایا ہے وہ بیگمان انہین کے شایان شان تہا۔ پس اُن کی ہدایت ورہنمائی کے احاطہ سے باہر نجاؤ عملاً و ہم اعتقاداً اُن کو ہی اپنا پیشوا مانو اور ظاہر باطن اُن کا ہی اتباع کرو۔ اور اُن کے احکام کو تلاش کرو۔

اس سے تو کسی مسلمان کو کسی طرح بہی انکار نہین ہو سکتا کہ رسول اللہ نے من بعدی اثنا عشر خلیفۃ فرمایا ہے جس سے بارہ امام کا اعتقاد ہر فرد مسلم پر لازم آتا ہے۔ اور امام دوازدہم مہدی دین ہیں جو باعتقاد جملہ مسلمانان ایسے باکرامت وجلالت ہون گے کہ مسیح ابن مریم اُن کے پیچہے نماز پڑہین گے۔ اور اُن کے اوان سعید مین قاف سے تا قاف اسلام شائع ہو جاوے گا۔

جب سب مسلمانون نے عظمت شان امام آخر الزمان یا امام دوازدہم کو اس درجہ تسلیم وقبول کیا ہوا ہے تو پہر وہ کون وجہ اور دلیل ہے جس سے اُن سے پہلے گیارہ امام کو اُن کے ہم رتبہ نہ سمجہا جاوے اور اسپر ذرا یہہ بات بہی قابل غور ہے کہ جو جو فضائل و مراتب امام دوازدہم کے ہین وہ کیونکر کسی ایسے شخص کو حاصل ہو سکتے ہین جو منصوص من اللہ نہو۔ اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ اگر امام دوازدہم منصوص من اللہ ہین تو گیارہ پہلے بہی ضرور منصوص من اللہ ہین اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ جناب امام مہدی ہادی ایسے افضل و اکمل ہین کہ جناب مسیح کے بہی پیشوا ہین۔ اور یہہ کیونکر خیال مین آسکتا ہے کہ پیشوائے مسیح معصوم نہو۔ جب ہم امام دوازدہم کو افضل و اکمل ترین خلائق غیر از ختمی مرتبت ونزد بعضے غیر از انبیا اور معصوم مان لین تو پہر گیارہ پہلے بہی دنیا کے سب لوگون سے افضل و اکمل اور معصوم ہی ماننے ہون گے فاعتبروا

یا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

اب مین بائبل سے وہ آیتین نقل کرتا ہون جو اس مطلب کی موید ہین تاکہ سب کو معلوم ہو جاوے کہ امامت بہی جو ایک شعبہ نبوت ہے منصوص من اللہ ہے اور اُس کے منصوص من اللہ ہونے پر سب کتب سماوی گواہ ہین۔ اور فی الواقعہ ابتدائے آفرینش سے تا عہد جناب ختمی مرتبت نیابت اور وصائیت پیغمبران منصوص من اللہ چلی آتی ہے اور سب انبیاء کے وصی بحکم خدا مقرر ہوتے رہے ہین اور پیغمبران سلف اپنے وصی کو برکت بخشتی اور رسوم وصائیت ادا کرتے رہی ہین ×۔

دیکھو پہلا اسلاطین باب پہلا۔ آیت ۲۴۔ داؤد نے اُنہین فرمایا کہ اپنے خدا کے ملازمون کو اپنے ساتھ لو اور میرے بیٹے سلیمان کو میری ہی خچر پر سوار کرو اور اُسے نیچے جیہون پاس لیجاؤ اور وہان صدوق کاہن اور آتن نبی اسکے سر پر تیل ملین تاکہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو اور نرسنگا پہونکو۔

پہر اسلاطین پہلا باب پنجم آیت ۴۳ بعد سلیمان اُسکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا

پہر پہلا اسلاطین باب ۱۴ آیت ۳۱۔ بعد رحبعام اُسکا بیٹا ابیام اُسکی جگہہ بادشاہ ہوا اور ابیام پیغمبر نے بموجب حکم خدا نمسے کی بیٹی یاہو کو اپنا قایم مقام کیا۔

پہر اسلاطین اول باب ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۶۔ اور خرائیل کو قوم آلام کا بادشاہ بنایا۔

پہر اسلاطین دوم باب ۹ ۱۰ آیت ایک نفایت تین الیسع نبی نے نمسے کی بیٹی یہو سقط کی بیٹی یاہو کو اپنا قایم مقام کیا یاہو کے پیچہے

اسکا بیٹا ہوا جو اسکا جانشین ہوا۔

اسیطرح جب حضرت ابراہیم نے انتقال کیا تب خداتعالے نے اسمٰعیل اور اسحاق کو اُن کا جانشین بنایا۔

پیدائش باب ۲۶ - آیت ۲ - اور خداوند نے اُن پر ظاہر ہو کے کہا کہ مصر مین مت اترو بلکہ جہان مین تجہے کہون اُس سر زمین مین بودوباش کرکہ مین تیرے ساتھہ ہونگا اور تجہے برکت بخشونگا اسی طرح اسحاق نے یعقوب کو برکت بخشی۔

دیکھو پیدائش باب ۲۷ اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک نبی اپنے وصی کو برکت نہ بخشے کوئی وصی نہین ہو سکتا ایسے موقعہ پر عیسو اور یعقوب کی کیفیت بابت حصول برکت پڑہو۔

پھر پیدائش باب ۴۸ آیت ۱۸ - اس مین حضرت یعقوب کا یوسف کو اپنا جانشین بنانا اور برکت بخشنا درج ہے۔

اب استثنا باب ۳۱ آیت ۱۴ سنو کہ بوجہ خیال طوالت یہانتک مینے مجمل لکہا ہے اور صرف آیتون کے نشان دئیے ہین۔

پھر خدا نے موسےٰ کو فرمایا کہ تیرے دن آپہونچے کہ جس مین تجھے مرنا ہے۔ سو یشوع کو بلا بھیج اور تم جماعت کے خیمہ مین آپ کو حاضر کرو تاکہ مین اسے تاکید کرون چنانچہ موسےٰ اور یشوع روانہ ہوئے اور انہون نے اپنے تئین جماعت کے خیمہ مین حاضر کیا اور خداوند بدلی کے ستون مین ہو کے خیمہ مین نمودار ہوا اور بدلی کا ستون خیمہ کے دروازہ پر آکر قائم ہوا۔

پھر استثنا باب ۳۴ آیت ۹ - اور نون کا بیٹا یشوع دانائی کے روح سے معمور ہوا کیونکہ موسےٰ نے اپنا داہنا ہاتھہ اُس پر رکہا تھا۔

اب جو اخبار مسیح کی بابت انجیل یوحنا باب ۲۰ اور آیت ۱۹ سے لغایت ۲۳ پڑہو پھر اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تہا شام کے وقت

جب اس جگہہ کے دروازے جہان سب شاگرد جمع ہوئے تہے یہودیون
کے ڈر سے بند تہے۔ یسوع آیا اور بیچ مین کھڑا ہوا اور انہین کہا تم پر
سلام اور یون کہہ کے اپنے ہاتہون اور پسلیون کو اُنہین دکھایا تب
شاگرد اپنے خداوند کو دیکہکر خوش ہوئے اور یسوع نے پہر انہین کہا
تمپر سلام جسطرح باپ نے مجہے بہیجا ہے مین بہی اسی طرح تمہین بہیجتا ہون
اُسنے یہہ کہکر اُن پر پہونکا اور کہا کہ تم روح القدس تو جن کے گناہون
کو تم بخشو اُن کے گناہ بخشے جاتے ہین جنہین تم نہ بخشوگے نہ بخشے جاینگے۔

اے ناظرین کتاب اب آپ صاحبان نے بائبل کی وہ چند آیات
جن مین وصایت انبیا کا بیان ہے اور اس کتاب مین درج ہوئی
ہین ملاحظہ کرلین اور آپ کو بالیقین یہہ امر معلوم ہوگیا کہ سلف مین
کبہی کوئی وصی یعنے خلیفہ رسول بغیر حکم خدا و بغیر تعین رسول قایم نہین
ہوا۔ پہر جائے غور ہے کہ امامت کے منصوص من اللہ ہونے مین کیا
شک ہے۔ اور ذرا یہہ بھی قابل توجہ ہے کہ جب پچہلے ادیان کی تجدید
ہوتی رہتی تھی تب تو خلیفہ پیغمبر خود خدا تجویز فرما دیتا تہا اور اسلام
جس کے بعد پہر اور کوئی نبی ہونے والا نہین وہ بغیر ایسے ہادی کے جو
خدا کا تجویز کردہ ہو کیونکر چہوڑا جا سکتا تہا۔

اور پہر حضرت ابراہیم اور حضرت کلیم اور مسیح کے خلفا کا حال ذرا
غور سے پڑہئے اور اس اعتقاد کو بہی اُسکے ساتہہ مدنظر رکہئے جس مین
خلافت پیغمبر آخرالزمان منصوص من اللہ نہین مانی گئی بلکہ خلافت کو بہی

حاشیہ نمبر (۱۶)، نوٹ :- کیا یہ تعجب نہیں کہ مسیح کے بعد اُن کے حواری روح القدس
سے معمور اور صاحب کرامت ہون اور اوصیاء ختم المرسلین عام مخلوق کے
درجہ کے لوگ پائے جاوین جو لوگ امامت کو منصوص من اللہ نہین سمجھتے انکو ذرا تامل کرکے

سرے سے اڑادیا ہے۔ کہ یہہ کیسی کچھ عجیب بات معلوم ہوتی ہے اور اس سے ہر سہ پیغمبران موصوف کی شان بہ نسبت شان محمدی کیسی ارفع و اعلےٰ دیکھائی دیتی ہے۔

صاحبو جب تمام انبیا کی یہی رفتار رہی ہے کہ جب دار دنیا کو چھوڑیں تو اپنا خلیفہ یا قائم مقام بحکم خدا قائم کر دین۔ تو پھر ہم کس طرح قبول کر سکتے ہیں کہ ہمارے ہادی برحق محمد مصطفےٰ خیر الوریٰ خاتم النبیین ختم المرسلین نے اپنی امت کو بے ہادی چھوڑ دیا ہو۔ بالخصوص جب ہم کتب اسلام میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ پاوین اور یہہ بھی معلوم کریں کہ اس فقرے کے سنانے اور سمجھانے کے واسطے رسول اللہ نے حج آخر کے بعد ایسا بڑا عظیم الشان اہتمام بمقام خم غدیر فرمایا اور اعلان عام کی غرض سے جملہ خلائق کو جمع فرمایا مبارک سلامت کی بھی نوبت پہونچی۔ واللہ ثم باللہ میرا تو دل اسکو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ القصہ امامت بیگمان منصوص من اللہ ہے اور ایک رکن ارکان دین سے اور اسکا نہ ماننا اور ضائع کرنا فے الواقع ضایع کرنا ایمان اور اسلام کا ہے اور اسی کی تصدیق سے مسلمان مومن اور ناجی ہو سکتا ہے و بس۔

چونکہ مقدمہ وراثت بہی کسیقدر ہمارے اس مطلب کا مویّد ہے لہذا ہم اسبات کو بہی بائبل سے ثابت کرتے ہیں کہ نبیون کی اولاد اور عزیز ہی ہمیشہ سے مستحق وراثت رہے ہین اور اُن کا ترکہ ہمیشہ اُن کی مستحقین وراثت میں ہی تقسیم ہوتا رہا ہے۔

تقسیم ترکہ انبیا بین الورثاء

اول آیت قرآن مجید بابت ترکہ ملاحظہ ہو اور وہ یہہ ہے:-

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا۔

واسطے تقسیم ترکہ کے یہ آیتیں قرآن مجید مین بلاتفریق واسطے پیغمبر اور اُسکی امت کے ہی کیونکہ اور کوئی آیت قرآن مین مخصوص واسطے ترکہ رسول کے اُس سے علیحدہ نہین ہے۔ اور اسکی تائید ہوتی ہے کتب سلف سے بھی۔

اب بائبل حضرت ایوب پیغمبر کی کتاب باب ۴۲ آیت ۱۲۔ حضرت ایوب ۱۴ ہزار بھیڑین چھ ہزار اونٹ اور ایکہزار جوڑی بیل اور ایک ہزار گدہے کے مالک تھے۔ اُس کے سات بیٹے اور تین ۳ بیٹیان تہین اُسنے اپنے بیٹون کے ساتھہ اپنی بیٹیون کو بھی میراث دی تھی۔

یرمیاہ باب ۴۹ آیت پہلی خداوند یون کہتا ہے کیا بنی اسرائیل کے بیٹے نہین ہین کیا اُس کا کوئی وارث نہین ہے کیون اُنکی بادشاہت کی حد کو میراث مین لیتا ہے اُسکے لوگ شہر مین بستے ہین اسلئے دیکھہ وے آتے ہین خداوند کہتا ہے کہ مین ایسا کرونگا کہ بنی عمون کی سرزمین مین لڑائی کا ہلڑ کیا جاویگا۔

آیۃ قرآنی اور بائبل صاف اور صریح لفظون مین پیغمبر کے ترکے کو بین الورثاء مستحق تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جس سے جناب فاطمہ خیر النساء دختر رسول خدا کے شوہر علی المرتضےٰ بوجہ حضرت فاطمہ تخت و تاج حضرت خیر الورےٰ کے بموجب آیۃ وارث تھے۔ اور من بعد اُن کے اُن کی اولاد۔ غرض جس طرح دیکھو اور جس پہلو پر نگاہ ڈالو ہم بحکم خدا و ہم بحکم رسول الصمد و نیز بقاعدہ دنیا و لغا ر کردار انبیاء سلف

وصائت وخلافت جناب محمد مصطفےٰ حق علی المرتضےٰ ہی قرار پاتا ہی
آب مجھی یہہ دکہانا ہے کہ ہمارے پیغمبر ذیشان نے جو فرمایا ہے
انی تارک فیکم الثقلین۔ واھلبیتی کسفینۃ نوح۔ اسکی نظیر بہی
بائبل مین بکتاب توریت موجود ہے۔

تطبیق حدیث انی تارک فیکم وحدیث سفینہ

از بائبل

دیکھو خروج باب ۲۸۔ آیت ۴۹ و آیت ۴۰۔ اور پہر باب ۲۱ خروج
اور پہر اجبار باب ۵ پڑہو جس مین لکھا ہے کہ امت موسے کے تمامی
اعمال دین بوساطت ہارون اور ہارون کے بیٹون کے تکمیل پاوینگے
اور بلا وساطت ہارون یا ہارون کے بیٹون کے کوئی شرعی کام امت
موسے کا پیش خدا مقبول نہوگا اور نیز بابت حقوق ہارون اجبار باب ۶
آیت ۱۹ پڑہو اور دیکھو کہ خداتعالےٰ نے ہارون اور ہارون کے بیٹون
کے اور اُن کے بعد اُن کی نسل کے کیا کیا حقوق امت موسےٰ پر لگائے
ہین۔ اجبار باب ۸ تمام ہارون اور ہارون کے بیٹون کی عظمت مین ہی
اور آن حضرت کی یہہ حدیث کہ یا علی انت بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ۔ اسبات کو بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ اسلام مین علی اور اولاد
علی اور امت موسیٰ مین ہارون اور ہارون کے بیٹے اور اُن کی اولاد ایک
منزلت اور منصب اور ایک ہی درجہ رکھتی ہین۔
اور اسی نظر سے تحفہ درود مین آل نبی شامل رکھی گئی ہے تاکہ مسلمانون
کے اعمال بلاوساطت علی و اولاد علی نہ رہین ورنہ اُن کی قبولیت اعمال
پیش پروردگار محال ہے اور درود گویا دعائے توسل کی طور پر اہل اسلام
کے کام آتا ہے۔ اسپر یہہ حکم ہے کہ ہر نیک عمل کے بعد درود محمد اور

اوسکی آل پر بہیجو کیونکہ جس عمل نیک کے بعد درود نہین پڑہا جاتا وہ زمین و آسمان کے بیچ مین معلق رہتا ہے۔

اَیُّہَا النَّاس اب بہی سمجہے کہ علی اور اولاد علی کا اسلام مین کیا مرتبہ ہے اور ایسی حالت مین امامت منصوص من اللہ ہے یا نہین۔

اب مین صرف ان آیات اور پیشین گوئیون کے نشان اور پتے درج کرتا ہون جو ائمہ اہل بیت اور جناب فاطمہ کی نسبت بائبل مین پائے جاتے ہین۔ اور جن سے اُن کی عظمت شان و جلالت قدر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور بخوف طوالت سب آیات اس کتاب مین درج نہین ہو سکین مگر چند جو اس کتاب مین درج ہین اُن کے پتے بہی لکہد ئے ہین۔

سرخی اعتراض ہفتم نسبت پیغمبر خدا انجیل مین۔ انجیل یوحنا باب ۲۱ آیت ۹ کو پڑہو پہر اُسی اعتراض مین انجیل مکاشفات یوحنا باب ۱۲ آیت اول سے پڑہو۔ پہر سرخی توریت اور قرآن کی آیات جو تصدیق رسالت مین ہم صفیر ہین۔ بائبل پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۵ پڑہو پہر سرخی قرآن مین مکاشفہ یوحنا باب ۱۲ آیت ۲ پڑہو۔

ان کے پڑہنے سے دل سے خود بخود یہہ آواز نکلتی ہے کہ بیگمان یہہ حضرات ائمہ برحق اور منصوص من اللہ ہین۔ اور یہہ بہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کس عظمت و شان کے یہہ وجود پاک ہین۔ اور پیش خداوند عالم اُن کی کیا کچہہ قدر و منزلت ہے۔ اور کہ اُن کے تذکار کتب سلف مین برابر ہوتے چلے آئے ہین اور تا قیام قیامت اُن کی جلالت اور رفعت و علوم تبت کے قصائد لوگونکی زبان پر جاری رہین گے۔

ایہا الاخوان خدا اور خدا کے رسول کا مسلمانون کو اطاعت ثقلین یعنے اطاعت احکام قرآنی و اطاعت احکام اہلبیت یعنے

دوازدہ امام کا حکم ہے یہہ جو مشہور ہے کہ "حسبنا کتاب اللہ"
یہہ کہنا اُن لوگون کا جن کو اطاعت حکم ثقلین کا حکم دیا گیا تہا ہرگز
قابل قبول نہین کیون کہ آن حضرت نے صاف صاف نسبت قرآن
فرمادیا ہے. مَا یَعْلَمُ تَأْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ۔ جسکی
مراد یہہ ہے کہ معانی و مطالب قرآنی کا سمجہنا اور اُسکی تاویلات کرنا
راسخون فے العلم کا کام ہے. جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جو لوگ اطاعت
ایمہ دین یعنے اطاعت احکام دوازدہ امام نہین کرتے وہ ہرگز اوس
گروہ اسلام مین جنکو ناجی پکارا گیا ہے داخل نہین ذرا آنکہین کہولو
اور بنظر تعمق اس مسئلہ پر غور کرو کہ جملہ اہل اسلام توحید و رسالت
و قرآن و ملائکہ و قیامت کے قایل ہین. نماز بہی سب پڑہتے اور روزے
بہی رکہتے ذکاۃ و خمس کے بہی عامل اور حج و جہاد کے بہی سب قایل ہین
اب ذرا پنبہء غفلت کان سے نکال کر ادہر متوجہ ہو بیٹہو اور سنو کہ
جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ میری امت ۷۳ فرقے پر منقسم ہو جاوے
گی جن مین سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے باقی سب ناری ہین:

ستفرق اُمتی فی سبعین وثلاثۃ فرقۃ واحد ھم فی الجنۃ و
کلھم فی النار۔

ایہا الاخوان سنا تم نے کہ حضرت نے کیا فرمایا یہہ ارشاد کیا کہ
۷۲ فرقے میری امت کے باانیہمہ اعتقاد کہ وہ خدا کو وحدہ لاشریک مانگے
مجہے رسول جانے گے قرآن و ملائکہ و قیامت کا بہی اعتقاد کہین گے.
اور نماز پڑہتے روزے رکہتے حج و ذکاۃ و جہاد کے حکم پر عمل کرتے گردن
سے پکڑے جا کر سیدہے جہنم کے تنور مین جہونک دیے جاوین گے
باللہ العظیم میرے تو یہہ سنکر بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے جاتی
ہین اور بلا حیرانی مجہے مبہوط اور ہکا بکا کئی دیتی ہے. بدین خیال کہ

آخر وہ کیا بات ہے کہ جس نے ایسے مستحکم اور مضبوط قلعہ کو جو ایک مسلمان نے ان عقائید اور اعمال سے اپنی حفاظت کو تیار کیا تھا توڑ کر ہیزم جہنم بنا دیا۔

وے لوگ بڑے ہی صاحب جرأت وحوصلہ ہین جو صرف زبان سے یہہ کہکر تحقیق حقیت مذہب سے سہل چھوٹ جاتے ہین۔ کہ کسی اور بات کے جھگڑے سے ہمکو کیا کام خدا اور رسول کو مانو روزہ نماز کرو بس یہی سبیل نجات ہین۔ بھیا یون تو جو کچھہ کہلوا لو ہم بہی سب یارون کے یار ہین اور سب بھائیون کے بھائی مگر بات تو یہہ ہے کہ امامت ضرور اصول دین سے ہے اور بیشک یہی علامت فارق ناجی اور ناری مسلمانون کی ہے کہ قرآن مجید مین یہہ آیت صاف

نوٹ نمبر (۱۷):- وہ تمام مضمون اور عبارت جو زیر سرخی "تطبیق حدیث انی تارک فیکم الثقلین" درج ہے اوسی کے واضح تر کرنے کو یہہ مضمون مندرجہ ذیل لکھتا ہون اور کہ مدعا میرا تطبیق حدیث سے ساتھہ توریت کے یہہ ہے کہ حدیث انی تارک فیکم الثقلین سے منشاء جناب رسالتمآب صرف اپنی اُمت پر واجب گردانا اطاعت اہل بیت والطاعت قرآن کا تھا خود رسول اللہ نے بحکم خدا اُمت پر بتاکید تام واضح فرما دیا تھا اسیطرح اُن آیات بائبل سے جو اُس عبارت متذکرہ صدر مین نسبت حضرت ہارون اور اُن کے بیٹون کے ہین یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ امت موسے کو بہی یہی حکم تھا کہ توریت جو خدا کا کلام ہے اُسکی اطاعت کرو اور ہارون اور ہارون کے بیٹون اور اُن کی نسل کے توسل سے سب دینی کام ادا کرو اور یہی مطلب حدیث سفینہ کا بہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ارشاد فرماتے ہین کہ تم وسیلہ نجات اہل بیت کو جانو اور اُنہی پر اعتقاد رکھو۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ نے بھی وسیلہ نجات اپنی امت کو بہی بتلایا تھا کہ وہ ہارون اور ہارون کی اولاد کو ذریعہ نجات سمجھین۔ اسیطرح حضرت مسیح نے بہی اپنے حواریون سے

صاف درج ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور جناب رسول کریم نے اُس کی تشریح مین فرمایا ہے۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ اب ان صاف آیت اور حدیث کے کچھہ کے کچھہ معنے بنا کر ضلالت مین جسکا جی چاہے پڑے ورنہ مقصود تو انکا صاف عیان ہے کہ اللہ رسول اور بارہ امام کی تابعداری کرو۔ اور جو شخص بلاشناخت اپنے زمانہ کے امام کے مرے گا وہ کافر مریگا۔ یہہ کہنا کہ یہان امام سے مراد قرآن ہے۔ ہماری سمجھہ مین تو یہہ معنے آتے نہین نہ ہمارا دل قبول کرتا ہے کہ پیغمبر خدا اپنی امت کی ہدایت معمون مین کیا کرتے تھے اگر حضرت کی مراد قرآن سے ہوتی تو صاف قرآن ہی فرما دیتے۔ پہر بہلا شناخت بے شناخت قرآن یہ کیا بات ہے۔ قصہ مختصر کوئی مانو یا نہ مانو وہ اپنی

بقیہ نوٹ نمبر (۱۷):۔ فرمایا تھا کہ جبکو تم بخشوگے وہ بخشا جاوے گا جو انجیل مین موجود ہے اور اسی فصل مین ہمنے وہ آیت انجیل پہلو نقل کی ہے۔ واضح رہے کہ جناب مسیح کا اپنے حواریون کو اپنی اُمت کا وسیلہ نجات تبلانا بدین وجہ تھا کہ آپ کے واسطے اس قسم کا معاون جیسے منجانب اللہ حضرت موسے کو ہارون اور رسول اللہ کو علی دیئے گئے تھے کوئی نہ تھا بلکہ یہہ حواری منجانب خدا اُن کو بطور اوصیا ملے ہوئے تھے۔ مگر کمال ہی افسوس ہے کہ امت محمدی نے آل رسول کی اور علی مرتضیٰ کی جو آپ کے وصی تھے کچھہ قدر نہ کی بلکہ بجائے قدر کرنے کے اور اسکے کہ اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ادلٹا اُن سے مخالفت کی۔ دیکھو علی نے دعویٰ خلافت کیا کسی نے اسکی کچھہ پرواہ نہ کی حضرت عائشہ علی سے جنگ پر آمادہ ہوئین ۳۰ ہزار آدمی اُن کے ہمرکاب ہوکر مخالفت علی پر جاڈٹے۔ معاویہ کے ساتھہ سب اُمت

حاشیہ:۔ امام حسین کی شہادت کا یہی مقصد اور نتیجہ ہے اگر امامت فی الواقع کوئی چیز نہین تو شہادت امام حسین باطل اور فعل عبث قرار پاتی ہے وبس۔

عمل فعل کا خود ذمہ دار ہے۔ اصل بات تو یہہ ہے کہ مسئلہ امامت جو عہد آدم سے تا خاتم اہل ایمان کے برابر معتقدات سے چلا آتا ہے اُسی کو صرف اہل اسلام نے چھوڑا ہے۔ اور چھوڑا بھی اس شد و مد سے چھوڑنا کہ آجتک اُسپر تیرہ سو برس سے مناظری مباحثے فرقہائے اسلامیہ مین ہوتے چلے آتے ہین اور بے شمار کتابین اُسپر تصنیف ہوکر شایع ہو چکی اور ہوتی چلی جاتی ہین مگر اسکا تصفیہ ہی ہونے مین نہین آتا اور تصفیہ تو جب ہو جب دل سے اُس کے تصفیہ کی خواہش کی جاوے مگر جب محض طرفداری مقصود ہے پھر فیصلہ کیا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آجتک یہہ معاملہ مسلمان طے نہ کر سکتے۔ بات تو یہہ ہے کہ پیغمبر خدا کا اس دار فانی سے رخصت ہونا تھا کہ مدعیان امامت بلکہ خدا امت

بقیہ نوٹ نمبر (۷) اتانہ کر علی سے لڑتے رہے امام حسن کو زہر دلوادیا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کیا اُنکو کاذبہ ٹھرایا گیا اور انکو اسقدر ستایا کہ چھ مہینے بھی بعد رسول زندہ نہ رہین۔ امام حسن کو معہ عیال و اطفال و اصحاب شہید کرکے آل رسول کا خاتمہ کردیا اُسکے بعد جسقدر امام ہوئے سب مصیبت مین مبتلا رہے اور آجتک سادات کو اُلٹے لوگ بنظر حقارت دیکھتے اور اُن کو بدالست خود کافر و مرتد سمجھتے ہین خدا ہی اس امت کو راہ راست پر لاوے تو لاوے ورنہ یہہ بے ڈھب گمراہی و ضلالت مین پھنسے ہین پہلے جو کچھ ہوا سو گذرا یہہ اب بھی باز نہین آتی بلکہ عوام مسلمان مخالف آل رسول کو فخر سمایۂ افتخار سمجھتے ہین جس قدر کوئی شخص دشمن سادات اور عدو اہل بیت ہو اسیقدر عام مسلمانون مین معزز اور گرامی مانا جاتا ہے۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ انبالہ مین ایک انجمن اسلامیہ قایم ہوئی جس مین سب قوم کے مسلمان تھے اور کسیطرح سید بھی اُن مین شامل ہوگئے تھے پریزیڈنٹ جلسہ شیخ الٰہی بخش صاحب تھے جو قوم سے قصاب تھے۔ منجملہ

مخذول ومنکوب کی گئی حتے کہ جب تک ایک بھی رکن امامت دنیا مین باقی رہا تمام قوم سادات پر ظلم وستم روا رکھی گئی۔ پھر اُن کی محض حکومت ہی غصب نہین کیگئی بلکہ اُن کی تمام عظمتون پر دست برد کی گئی۔ اور وہ تمام فضائل جو درحقیقت ان مین تھے اور وہ تمام منصب جو اُنکی ذات سے متعلق تھے اُس ہر ایک عظمت کا عمامہ جداگانہ غیر مستحقین وناسزاوار شخصون کے سر پر بند ہو لئے گئے۔ ولایت جو خاص منصب اہل بیت رسول کا تھا وہ فرقہ صوفیہ نے چھین لیا کہ ہزارہا مقبری صوفیون کے طیار ہو کر اُن کو اولیاء اللہ کا خطاب دیا گیا اور پرستشگاہ خلائق بنادی گئی۔ اور بمقابلہ حضرت علی وحسنین حضرت شیخ عبد القادر صاحب جیلانی کو غوث اعظم وغوث الثقلین وپیران پیر کا لقب دیا گیا۔ پھر منصب امامت مسائل حقہ دین ختم المرسلین یعنے رہنمائے اُمت کا کام اولاد رسول کے ائمہ کے قبضہ سے نکال چھینہ امامت حضرت ابو حنیفہ صاحب ومالک صاحب و حنبل صاحب وشافعی صاحبان کو ایسے اٹل اور مستقل طور سے پہنایا گیا کہ اُن کو آج دنیا مین وہ رتبہ حاصل ہے جو معاذ اللہ رسول مقبول کو بھی حاصل نہین تھا گیا معنے کہ رسول اللہ صلعم کی ایک طرف

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۷) سادات کسی سید نے کچھہ عذر دربارہ سرمایہ انجمن کیا جسکا مقصد تھا کہ سرمایہ کے ممبر کئی آدمی ہونے چاہئین یہہ بات محض بنظر محافظت سرمایہ کیگئی تھی نہ کسی دوسری منشا سے مگر اسپر بہت سی قیل وقال ہوئی مین نے جلسے کے اُٹھکر جو لوگ دہنی جولاہے باہر کھڑے ہوئے تھے انکو کہتے سنا کہ سید تو یہہ چاہتے ہین کہ ہم کو سردار بنا دیا جاوے جو ہرگز نہین ہو سکتا یہہ سنکر مجھے نہایت افسوس ہوا کہ دیکھو اہل اسلام کے دل مین سادات سے کسقدر رنجش ہے کہ یہ ایک معمولی بات تھی کہان سے انکو یہ خیال گذرا تب سینی اُن مین سے

اور امام صاحب کا ارشاد ایک طرف پس ہر مسلمان کو ہدایت ہے کہ جو مسئلہ امام صاحب کا ہے اُسکی پیروی کرنا چاہئے خواہ تم کو کیسا ہی یقین صحت حدیث کا حاصل ہو۔ پھر جو کچھہ تحقیقات ہر چہار امام کر چکے سو کر چکے اب آیندہ اُس سے بہتر تحقیقات ہو ہی نہین سکتی لہذا اُن کے مجریہ مسائیل بلا کسی عذر کے اُن کے پیروان پر تا یوم القیامہ قابل التعمیل ہین۔ حکومت و ریاست و ملک داری سے تو اُن کو قرن اول ہی مین جواب مل چکا تھا کہ وہ اُن کا ایک اضافی منصب تھا پھر طرفہ یہہ ہے کہ ان ہر چہار امام مین جو تخالف ہے وہ رحمت ہی اور باوجود اختلاف آرا وہ سب حق پر ہین مگر مذہب اہل بیت رسول و ائمہ دین اولاد ختم المرسلین افترا محض ہے اور وہ راہ ضلالت وگمراہی ہے اور اُسکے پیرو ضال وگمراہ ہین۔ حالانکہ محققین ملت نے یہہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ جس قدر مسائیل کہ فرقہ امامیہ مین مروج ہین وہ سب ایسی ہین کہ ہر ایک مسئلہ فرقہ امامیہ کا کسی ایک نہ ایک ان ائمہ عامہ کا معمول بہ ہے۔ جب اوسی مسئلہ کو کہو کہ یہہ مذہب شافعی کا ہے تو سب مولوی بالاتفاق اُسکی صحت پر مہرین کر دینے کو آمادہ ہین اور جب کہدو کہ یہہ فرقہ امامیہ کا مسئلہ ہے تو سب علماء سنیئے المذہب

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۷) ایک کو مخاطب کر کے کہا کہ سید تو منجانب اللہ سردار ہین اُن کو تمہارے سردار بنانے کی کچھہ حاجت نہین یہ تمہارا خیال محض فضول ہے۔ اور پھر ایکدفعہ مینے شیخ اللہ بخش کی زبان سے جو پریزیڈنٹ تھے یہ سنا کہ سید والے تو بہت چاہا کہ مین میر مجلس نہ رہون مگر اُن کے اختلاف سے کیا ہو سکتا ہے دیکھو خلافت رسول پر بہتیرا جھگڑا ہوا مگر جسکو خدا نے چاہا تھا وہی خلیفہ ہوا ایسے ہی وہ کتنا ہی ہاتھہ پاؤن مارین مگر مین میر مجلس خدا کا بنایا ہوا ہون یہہ کون ہوتے ہین۔ سنا آپنے؟ یہان تک اب بھی امت محمدی کو آل رسول سے مخالفت ہے

اُسکی تکذیب کے درپے۔

دیکھو یہ کیا عجب بات ہے کہ جن بزرگوارون نے مذہب اسلام شایع کیا جن کے بزرگون کا مسلمان کلمہ پڑہین اُن کا راہ تو باطل کہلاوے اور جو حقیقی رہنمایان کی راہ سے منحرف ہوکر من مانے پیرون کے طریق اختیار کرلین وہ دیندار اور سچے مسلمان۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس سب حالت کو مدنظر رکھکر اللہ تعالےٰ نے یہہ حکم دیا ہے کہ جو امامت کو منصوص من اللہ نہ جانے گا اور اصلی مستحقان امامت کی ہدایت کی پیروی سے منکر ہوگا اُسکا کوئی عمل درگاہ ایزدی مین قبول نہوگا گو اُسنے تمام عمر عبادت خدا مین بسر کی ہو اور کوہ ابو قبیس کے برابر خزانہ راہ خدا مین خرچ کیا ہو ہر سال حج کی تکلیف بہی اٹھاتا رہا ہو قایم اللیل وصایم الدہر بھی رہا ہو لیکن بروز قیامت بلاکسی عذر کے سر کے بل واژگون داخل جہنم ہوگا۔ اب سنئے ہمنے تو خوب غور کی اور کوئی دقیقہ حد مقدور تحقیقات کا اُٹھا نہین رکھا مگر اس اعتقاد کا صرف ایک ہی فرقہ مسلمانون مین پایا جو امامیہ یا شیعہ یا اثنا عشریہ کہلاتا ہے کہ یہی امامت کو منصوص من اللہ مانتا ہے اور یہ اعتقاد سوائے اس ایک فرقے کے کسی فرقہ کے مسلمانون مین نہین جس سے صریح ناری اور ناجی کا فرق آشکار ہوتا ہے۔ اور یہی ایک فرق ناری اور ناجی فرقہ مین ہے جسپر رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ منجملہ ۷۳ فرقہائے اسلامیہ صرف ایک ناجی ہے۔

اسی موقعہ پر میرا دل چاہتا ہے کہ کچھ کیفیت تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی کی بھی لکھون اور اُسکی تصدیق وتطبیق بہی کتب سلف یعنے بائبل سے کرون کیونکہ یہہ ایک عجیب رسم برخلاف تمام

تمام فرقہائے اسلامی صرف اس فرقہ مین نظر آتی ہے جو معتقد امامت ہے اور اس رسم کا بہی تعلق صرف امامت ہی سے ہے تا کہ اُسکی وجہ بہی ہمارے مسلمان بہائیون کو بالخصوص اور جملہ اہل مذہب کو بالعموم معلوم ہو جاوے کہ یہہ کیا بات ہے۔

مرثیہ اور تعزیہ

مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری صرف شیعہ یا فرقہ امامیہ ہی نہین کرتا بلکہ ہر فرقہ کا مسلمان اس عمل کا عامل دکہائی دیتا ہے اور عجب تر یہہ ہے کہ علاوہ اہل اسلام اور اور مذاہب کے لوگ بہی اس عمل مین مسلمانون کے شریک ہین اور اس عمل کا کچہہ ایسا رواج ہو لیا ہے کہ بعض شہرون مین تو ہندو صاحبان بہی مال کثیر اسپر صرف کرتے ہین اور لکہو کہا روپیہ اُسپر لگاتے ہین عہد جناب ختمی مرتبت مین تو جناب امیر حمزہ کی شہادت کے موقعہ کا حال کتب تواریخ مین پڑہو کہ خود جناب سرور کائنات نے اپنے اصحاب سے فرمایا تہا کہ جو لوگ احد مین شہید ہوئے ہین اُن سب کے گہرون مین سے رونے کی آواز آتی ہے ہمارے چچا امیر حمزہ کو کوئی نہین روتا۔ یہہ سنکر جن جن اصحاب کی اقربا شہید ہو گئے تہے اُنہون نے اپنے اپنے متعلقین کو حکم دیا کہ پہلے سب امیر حمزہ کی تعزیت کو جایا کرین تب اپنے عزیزون کو رویا کرین اور امام حسین کے حال شہادت کو یاد کر کے تو قبل از وقوع واقعہ رسول کریم خود رویا کرتے تہے حتے کہ بعض اوقات روتے روتے ایکی ریش مقدس آنسوؤن سے تر ہو جاتی تہی۔ اب رہی یہہ بات کہ امم سابقہ مین بہی مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری کی کوئی نظیر ہے یا نہین سو واضح ہو کہ یہہ معاملہ خود بے نظیر ہے اور جن حضرت کا معاملہ ہی او ...

وجود پاک سے ازپیدایش تا وقت وصال جو جو امور متعلق ہین وہ بہی سب بے مثل ہین جنکی تفصیل (۱) آپکا چھ ماہا پیدا ہو کر زندہ رہنا (۲) آپکا بجاے شیر مرضعہ صرف انگشت رسول اللہ چوس کر پرورش پانا وغیرہ) موجب طوالت ہے جسکا جی چاہے کتب تواریخ و سیر سے اُن حالات کو معلوم کرے مگر ہان مرثیہ خوانی کی ایک مثال جسکا دایم قایم رکہنے کا وعدہ منجانب اللہ ہے توریت مین موجود ہے جسکا وجود ایسے ہی خدا کی نافرمانی پر مبنی ہے جیسا کہ مرثیہ خوانی کا وجود۔ سو مین وہ آیات مندرجہ توریت یہان درج کرتا ہون دیکہو استثنا باب ۳۱ آیہ ۱۶ پھر خداوند نے موسےٰ کو فرمایا کہ تیرے دن آپہونچے کہ جن مین تجھے مرنا ہے سو یشوع کو کہلا بہیج اور تم جماعت کے خیمہ مین آپ کو حاضر کرو تا کہ مین اُسے تاکید کرون چنانچہ موسےٰ اور یشوع روانہ ہوے اور انہون نے اپنے تئین جماعت کی خیمہ مین حاضر کیا اور خداوند بدلی کے ستون مین ہو کے خیمہ مین نمودار ہوا اور بدلی کا ستون خیمہ کے دروازے پر قایم ہوا تب خدا نے موسےٰ کو فرمایا دیکہہ تو اپنے باپ دادون مین سو رہیگا اور اس قوم کے لوگ اُٹہین گے اور اس سرزمین مین جہان وہ بستے ہین اُنکی اجنبی معبودون کی پیروی کرنے سے زناکار ہو جاوین گے اور مجھے چھوڑ دینگے سو تم یہہ گیت اپنے لئے لکہو اور اُسے بنی اسرائیل کو سکہا دو اُسے اُن کے موہنہ مین رکہو تا کہ یہہ گیت بنی اسرائیل پر گواہی دے وغیرہ۔ تب وہ غیر معبودون کی طرف پھر جاوینگے اور اُنکی عبادت کرینگے اور مجھے غصہ مین لاوین گے اور میرے عہد کو توڑین گے اور یون ہوگا کہ جب بہت سی آفتین اُن پر پڑین گی تو یہہ گیت اُنکے برخلاف گواہ کی طرح گواہی دیوے گا کہ اُسکا پڑہنا اُنکی نسل کے موہنہ سے بہلایا نہ جاوے گا۔ وغیرہ۔ چنانچہ موسےٰ نے اُسی دن یہہ گیت

لکھا اور اُسے بنی اسرائیل کو سکھایا اور اُسنے نون کے بیٹے یشوع کو حکم کیا اور کہا مضبوط ہو اور دلاوری کر۔ اسی طرح مسلمانون کی مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری جو امام حسین کی مظلومیت اور یزید بدکردار اور اُس کے لشکریان شوم ناہنجار کی ظلم کی بابت ہی بے معنے نہین بلاشبہ یہہ گیت منجانب خدا ہمارے زبانون اور موہون مین ڈالا گیا ہے کیونکہ مرثیہ خوانی بیگمان اِس واقعہ ہائلہ کی کامل شہادت ہے اور مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری بلاشبہ تا قیام قیامت اہل اسلام کے موہون اور ہاتھون مین رہے گی اور بروز قیامت ظالمون پر اُن کے ظلم وستم کی گواہی ہو گی۔

ایہا الاخوان دیکھو تو کہ اس مرثیہ خوانی و تعزیہ داری کی کس سختی سے بادشاہون اور مولویون نے مخالفت کی ہے اور کئے جاتے ہین لیکن وہ بجائے کمی کے یوماً فیوماً رو بہ ترقی ہے۔ سچ ہے جس بات کو خدا بڑہانا چاہے اُسکو کون گھٹا سکتا ہے۔ ہم خود ہی ملاون کا وعظ سنکر اُسکو برا جانتے ہین۔ اور خلاف شرع سمجھتے ہین پھر ہم ہی تعزیئے بناتی اور مرثیہ خوانی کرتے ہین۔ اب کوئی مجکو سمجھاوے کہ یہہ بات اگر منجانب خدا نہین تو اور کیا ہے۔ مین تو یہہ سمجھتا ہون کہ یہہ بات منجانب خدا امام حسین کی مظلومیت اور حق پر شہید ہونے پر اور یزید پلید کے ظلم اور غصب حق پر شہادت کی غرض سے جیسے وہ توریت والا گیت ہے جاری کی ہوئی ہے۔ ورنہ اور کیا ہے۔

صدقت یا رسول اللہ۔ اسکے مضمون پر جب غور کیا جاتا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ جو کچھ امم سابقہ مین ہو گذرا ہے وہ سب نعل بالنعل میری امت مین یکجا جمع ہو گا تو برابر اُسکی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ دیکھو گیت واسطے شہادت انحرافات از خدا اُمت موسے کے ہوئے موہون

میں ڈالا گیا تھا تو یہاں امام حسین سے انحراف یہ کہ وہ بھی فی الواقع انحراف از خدا ہے مرثیہ خوانی لوگوں کے موہوں میں ڈالی گئی ہے جو کسی طرح بھی اور کبھی بھی تا قیامت بند نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ایک نظیر ہے امت محمدی میں اس گیت کی جو امت موسیٰ کے موہوں میں ڈالا گیا تھا و بس۔

فصل چہارم قرآن شریف کا بیان

قرآن شریف یا فرقان حمید وہ مقدس کتاب ہے جو محمد مصطفےٰ خیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا نے بنا بر ہدایت مخلوق نازل فرمائی ہے جب خدا کا کلام آن حضرت پر نازل ہوتا تھا تب آپ پر ایک خاص حالت طاری ہوتی تھی اور آپ ایسے سنگین اور گران بار ہو جاتے تھے کہ اونٹ بھی آپ کے بار کا متحمل نہ ہو سکتا تھا کتب تواریخ میں ایسا ثابت اور ہویدا ہوتا ہے کہ صرف ایک ناقہ موسومہ بہ ناقہ قصواے بحالت وحی آنحضرت کے بار کی تاب لا سکتا تھا مگر وہ بھی گرانی بار سے عاجز آ کر کانپنے لگتا تھا اور اس کی بھی ایسی حالت ہو جاتی تھی جیسے کوئی مرد صوفی حالت وجد میں ہو۔ حضرت علی جو رسول اللہ کے برادر عموزاد اور داماد تھے اور ساتھ ہی اسکے اُن کو آن حضرت کی شاگردی کا بھی فخر حاصل تھا بالعموم کتابت وحی پر تھے۔ گو بعض اوقات بعدم موجودگی علی بعض دیگر صحابہ سے بھی آن حضرت کتابت وحی کا کام لے لیتے تھے۔ کیونکہ جس وقت وحی نازل ہوتی تھی فی الفور ضبط تحریر میں لائی جاتی تھی نہ یہ کہ پھر کسی دوسرے وقت۔

اسطرح جداگانہ اوقات مین یہہ کلام پاک جناب پیغمبر خدا پر نازل
ہوا اور رفتہ رفتہ وہ سب کلام قید کتابت مین آکر ایک کتاب ہو گئی
جسکا نام قرآن رکھا گیا۔ قرآن کا لاجواب اور بے مثل ہونا اس بات
کی کافی دلیل ہے کہ وہ خدا برتر کا جو خود بے مثل اور بے عدیل ہے
کلام ہے۔ جس زمانہ مین قرآن نازل ہوا ملک عرب فصاحت و بلاغت
مین شہرہ آفاق تہا۔ اور فی الواقع ملک عرب فن فصاحت و بلاغت
مین اوج کمال پر پہونچا ہوا تہا اور تمام ملک مین دیہہ بدیہہ قریہ بقریہ
شعر وسخن کے چرچے اور جلسے ہوتے تہے۔ میلون مین لوگ اپنی تصنیفات
لاتے اور مجمع عام مین اُسکو پڑہکر سناتے تھے۔ بچے سے لیکر بوڑہے
تک جسکو دیکھو اپنے مذاق کا شیفتہ۔ دیہاتی یا قصباتی اُس دُہن کی
عاشق اور گرویدہ۔ رذیل خواہ شریف سب مئے سخن کے متوالے امیر
غریب تمام زیر کلام کے پرکہنے والے حتے کہ ہر سال مکہ معظمہ مین
اطراف وجوانب کے بڑے بڑے نامور شاعر جمع ہوتے اور اپنی اپنی تصنیفات
بمراد اظہار لیاقت علی روس الاشہاد پڑھکر سناتے اور باسوا
لوگون سے داد چاہتے تہے اور جب کوئی قصیدہ یا غزل یا عبارت
مقبول خاص و عام ہوکر بے مثل اور لاجواب قرار پاتی تب وہ بغرض
جواب و آگاہی عوام وبنظر شہرت و نام در کعبہ پر آویزان کیجاتی تہی
چنانچہ قصائد سبعہ معلقہ در کعبہ پر بھی آویزان رہکر لاجواب اور
بے مثل قرار پاچکے تھے اور وہ آجتک بھی محفوظ و مقبول شعراء زمانہ
مانے جاتے ہین۔ اُسی زمانہ کے کامل بلکہ اکمل فصحا و بلغاء عرب کی
تصنیفات سے ہین۔

ڈاکٹر لٹنر صاحب جو ایک فاضل جلیل القدر اور عالم بے بدل
ملک انگلنڈ کی ہین لکھتے ہوئے کہ: "اہل عرب نے شروع اسلام اور اُس سے

سو برس پہلے سے فصاحت وبلاغت مین ایسی مہارت پیدا کی تھی کہ ایک مرد فصیح جماعت کثیر کو صرف اپنی قوت تقریر اور زور کلام سے جس ارادے سے چاہتا تھا روک سکتا تھا اور جدھر چاہتا تھا جھونک دیتا تھا اور یہہ جوہر اُن کا گویا ذاتی جوہر ہو گیا تھا نہ کسبی۔ اُن کے چھوٹے چھوٹے بچے تک لطف کلام شیرین زبانی مین طوطی و مرغ ہزار داستان سے کم نہ ہوتی تھی؛ ایسے فصاحت وبلاغت کے زمانہ مین قرآن نازل ہوا۔ اور اُس نے یہہ دعوے کیا کہ اے اہل عرب اگر تم کو میری کلام خدا ہونے مین شبہ ہو تو تم میری ایک ہی سورت کے موافق کوئی عبارت لکھہ لاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ۔ ترجمہ:۔ اگر تم کو اس مین شک ہے جو کچھہ کہ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا تو تم اُسکی ایک سورۃ جیسی لکھہ لاؤ۔

اور ایسا دعوے قرآن مین چار جگہہ بعوقعہاے مختلف حسب ذیل پایا جاتا ہے:۔

(الف) اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ بسورۃ بقر۔

(ب) اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ بسورۃ یونس۔

(ت) قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا بسورۃ بنی اسرائیل۔

(ث) اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ بسورۃ ہود

جس سے صاف ظاہر ہے کہ تین آیتون مین تو یہہ کہا گیا ہے کہ قرآن
کے کسی ٹکڑے ہی کے موافق لکھہ لاؤ۔ اور ایک مین یہہ دعوے ہے کہ
اگر انس وجن اسباب پر مجتمع ہون کہ قرآن کی کسی عبارت کے موافق لکھہ
لین تب بھی ہرگز یہہ امر ممکن نہین گو ایک دوسرے کو مدد بھی دے۔

مگر باوجود اس دعوے کے جو قرآن نے تمام اہل عرب سے
جس مین یہود و نصارے بھی تھے اور ہزارہا مخالفان فصاحت وبلاغت
مین بے مثل دوران و یکتائے زمان موجود تھے کسی نے بھی اسکی
ہمسری کا دعوے نہین کیا اور ایک آیت تک کا بھی کسی نے جواب
ندیا۔ اسیپر ہی رسول اللہ نے اکتفا نفرماکر سورۃ کوثر در کعبہ پر جسکے صرف
تین چھوٹے سے فقرے یہہ ہین۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ
وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ چسپان کرادی تاکہ اگر کسی کو
حوصلہ وجرأت ہمسری قرآن ہو تو اس چھوٹی سی سورۃ ہی کے بالمقابل

حاشیہ:۔ سر سید احمد صاحب مقتدائے اہل نیچر نے "قل فاتوا بکتاب من عند اللہ
ہو اہدی منہما اتبعہ ان کنتم صادقین" کو پیش کرکے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن باعتبار
عبارت معجز نہین دیکھو اس قسم کا دعوے قرآن مین نسبت توریت بھی کیا گیا ہے
حالانکہ توریت کو کسی نے فصیح نہین مانا۔ مگر کمال افسوس ہے کہ اس آیت سے یہہ استدلال
کیا اور یہہ نکیا کہ قرآن اور جمیع صحف انبیا باعتبار مضمون حسب آیت شریف
لاجواب اور بے مثل خدا کی کلام ہین۔ لیکن قرآن اس آیت اور آیات صدر کے
بموجب ہمہ نظر بے مثل مضامین اور ہمہ وخیال باعتبار بے مثل عبارت معجزہ ہے
اس مضمون اور مطلب کی بحث جو وہ بھی بے مثل اور لاجواب خیز تحریر مین آئی ہو
یہ کتاب اعجاز التنزیل مصنفہ عالی جناب معلی القاب مشیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سید محمد حسن
خانصاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر اعظم ریاست پٹیالہ کی درج ہے جسکو دیکھکر پھر اس مطلب کے
حاصل کرنیکیواسطے کسی اور کتاب کی احتیاج باقی نہین رہتی +

کچھہ لکھکر لاوے۔ اور اپنا دلی بخار نکال لے۔ مگر اسپر بھی کسی نے
کان نکھڑ کھڑ لائے اور نہ کسی سے کچھہ بن ہی پڑی۔ اور اگر ایک نامی
گرامی شاعر نے لکھا بھی تو یہہ لکھا " ھٰذا کلام اللہ لا کلام البشر "
اور مسٹر جان ہورڈ صاحب لکھتے ہین کہ لبید بن ربیعہ شاعر جو منجملہ
مصنفان قصاید سبعہ معلقہ تھا اُسنے جو چند آیات قرآنی در کعبہ پر آویزان
دیکھین۔ شرما کر فوراً اپنے قصیدہ کو کہ وہ منجملہ انہین مشہور قصاید
سبعہ کے تھا اوتار لے گیا۔ اور کعب بن مالک اور حسان بن ثابت
طوطی عرب عباس بن مرداس عبداللہ بن قیس ابو ذویب الہدلی
ابو لضبیر بن قیس نابغہ جعدی کعب بن زہیر سواد بن قارب یہہ تمام
نامور شاعر فصاحت قرآن کو معجزہ مان کر مسلمان ہو گئے اور ولید
بن مغیرہ کافر جو وہ بھی ایک مسلّم اور نامی شاعر تھا قرآن کو سحر اور
رسول اللہ کو ساحر کہا کرتا تھا۔ ایسی حالت مین اگر قرآن کلام خدا نہین
تو اور کیا ہے علاوہ برین بہت سے معززین و اشراف عرب جیسے حضرت
امیر حمزہ حضرت جعفر طیار۔ عثمان بن طلحہ سلمہ عبداللہ بن مسعود
زبیر بن عوام زید بن حارث عمارہ سعد وقاص۔ ابو عبیدہ جراح ابو عبید
بن حارث سعید بن زید۔ ابو جندل مصعب بن عمیر رئیس قوم بنی
اسہل۔ بریدہ اسلمی۔ عبداللہ بن سلام فقیہ یہود۔ عبداللہ بن عوف
منذر بن عامر قرۃ بن عمر صوبہ دار عمان۔ ہرقل سلطان روم نصرانی
سعد احسب قاریب شاہ دمشق نصرانی جبلہ امیر غسانی منذر بن سعد
سلطان بحرین حارث بن ضرار۔ امیر بنی مصطلق۔ باذان حاکم یمن
نجاشی بادشاہ حبشہ یہہ سب کے سب اعلے ترین رتبہ و منزلت کے نامی گرامی
اہل عرب تھے جو محض قرآن کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ جانتے
تھے اور اس معجزہ ہی کے اعتبار پر مسلمان ہو گئے دیکھو کتب تواریخ

ثابت ہوتا ہے کہ ایک سو اَسّی نامی گرامی شعرا جو زمانہ رسول مقبول مین تھے وہ سب کے سب باعجاز قرآن مسلمان ہوئے تھے اور ہمیشہ عبارت قرآن اور رسالت پیغمبر اخرالزمان کی مدّاح اور مصدق رہتے تھے۔ جب ایسے ایسے ذی رتبہ صاحبان دولت ومنزلت اور ذی علم ذی کمال نظم ونثر کی عبارتون کے لکھنے مین بے مثل وبے عدیل اصل عرب نے اہل زبان ہو کر قرآن پاک کو بحیثیت فصاحت وبلاغت معجزہ تسلیم کرلیا تو پھر قرآن کے کلام خدا ہونے مین کیا جاے کلام باقی رہی۔

دوسرے قرآن مجید کے احکام ایسے حاوی کل ہین کہ جس بات کا جواب چاہو قرآن سے لے لو۔ یہہ ایک دوسرا دعوے اس کتاب معجز بیان کا ہے چنانچہ اُس مین یہہ آیت موجود ہے ”لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ“ اور یہہ بات ہرگز کلام انسانی مین ممکن نہین پس یہہ بھی ایک دلیل قرآن کے کلام خدا ہونیکی ہے۔

تیسرے کیسا ہی عالم وفاضل ہمہ دان رطب اللسان معجز بیان شخص کوئی عبارت لکھے مگر عیب گیر نکتہ چین لوگ کوئی نہ کوئی عیب اسمین نکال ہی مارتے ہین۔ اور ممکن ہی نہین کہ کلام انسان عیب سے مبرا ہو جیسا کہ خود انسان۔ مگر قرآن پاک وہ کلام صداقت نشان ہے کہ کسی قسم کا عیب اس مین پایا نہین جاتا۔ اور باوجودیکہ مخالفان قرآن نے اپنی حد مقدور اوس مین حرف گیری کرنے کی بے حد کوشش اور سعی کی مگر جب کچھہ بن نہ پڑی اپنا سا موُنھہ لیکر چپ ہو رہے۔

چوتھی قرآن کی ایک سورۃ بلکہ ہر ایک آیت خدا لگا نہ اثر رکھتی ہے اور اس بات کو ہزارہا بلکہ لکھوکھا مسلمانون نے آزمایا ہے اور دائم آزماتے اور اسکے اثر سے فائدے حاصل کرتے رہتے ہین۔ اور

اب بہی جو چاہے کلمہ تشہد بصدق دل پڑہکر کسی آیت کا اثر آزمالے
پنجم قرآن پاک مین کتنی ہی پیش خبریان ہین جیسے فتح روم کی خبر جو پوری ہو چکی اور بعض اور اخبار - اور اخبار غیب بجز عالم الغیب اور کوئی دے نہین سکتا - اگر قرآن کلام خدا نہوتا تو اُس مین آیندہ کی خبرین ہرگز پائی نہ جاتی -

ششم قرآن شریف مین اللہ تعالے نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے - چنانچہ اُس مین یہہ آیت موجود ہے " وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "
چنانچہ جسقدر حفاظت اس کلام پاک کی دنیا مین ہو رہی ہے آج تک کسی دوسری کلام کی ایسی حفاظت نہین ہوئی - کہ ایک زیر زبر کا اُس مین فرق آنا محال ہے -

اور اگر بقول حضرت عمر آیۃ رجم جسکا ذکر صحیح بخاری مین ہے جمع ہونے سے باقی رہگئی تو وہ بہی مسلمانون کے معلومات مین ہے اور اُسکے حکم کی بہی تعمیل و پابندی ہوتی ہے - جس سے یہہ امر اور بہی اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ اللہ تعالے اپنے حکمونکا یعنے قرآن کے ہر لفظ

حاشیہ :- ہم یہان ایسے لیعقل کم فہم متعصب اشخاص کی حرف گیری کو حرف گیری خیال نہین کرتے جو زبان عرب سے مطلق بے خبر اور نا آشنا ہو نیپر قرآن پر معترض ہوتے ہین اُن کی شان مین تو یہہ مصرعہ بس ہے " بہ چہ داند بوزنہ لذات آدرک " جو آج تیرہ سو برس کی مسلمہ کتاب پر اپنی جہل اور نادانی سے نکتہ چینی کرنے بیٹھتے ہین -
جیسے عماد الکفر اور بعض ویسے ہی ہندی کندہ ناتراش جو زبان عرب اور اس کے محاورات سے بالکل بے خبر اور نا آشنا جنہون نے محض بطمع نان دین فروشی کی ہے - اور جن کو صحیح و غلط مین تمیز نہین اور کم ظرف خود بین ارذل ہین - اور ارذل بھی ایسے ارذل جو کھلی مین سے تیل لینا چاہتے ہون *-

اور ہر نکتہ تک کا محافظ ہے اور اُس کی محافظت کا مدار محض مخلوق کی ہی محافظت پر نہین ہے۔ یعنے وہ اپنی کلام کی ظاہر و باطن سب طرح نگرانی فرماتا ہے۔

ہفتم قرآن مجید کے کلام خدا ہونے اور محمد مصطفٰے کے نبی برحق ہونے کی خبر مکاشفات یوحنا باب ۴ آیت ۲ مین درج ہے

(مکاشفہ یوحنا باب ۴۔ آیت ۲)

تب مین روح مین شامل ہوگیا پھر کیا دیکھتا ہون کہ آسمان پر ایک تخت دھرا ہے اور اُس تخت پر کوئی بیٹھا ہے۔ (۴) اُس تخت کے آس پاس چوبیس تخت تھے۔ اور ان تختون پر مینے چوبیس بزرگ سفید پوش بیٹھے دیکھے اور اُن کے سرون پر سونے کے تاج تھے۔

(۶) آیت اور اُس تخت کے آگے شیشے کا ایک سمندر بلور کی مانند تھا اور تختون کے بیچون بیچ اور تخت کے گرد اگرد چار جاندار تھے جو آگے پیچھے آنکھون سے بھرے تھے اور پہلا جاندار ببر کی مانند تھا اور دوسرا جاندار بچھڑے کی مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تھا اور چوتھا جاندار اوڑتے عقاب کا سا (۸) آیت۔ اُن چارون جاندارون مین سے ہر ایک کے چھ چھ پر تھے اور اون کے چارون طرف اور اندر آنکھین ہی آنکھین تھین۔ اور وے رات دن فراغت نہین رکہتے تھے مگر کہتے تھے قدوس قدوس قدوس۔

(۹) آیت جب وہ جاندار اُسکی جو تخت پر ہے بزرگی کرتے ہین تب وے چوبیس بزرگ اُسکے سامہنے جو تخت پر بیٹھا ہے گر پڑتے ہین اور اُسکو جو ابد تک زندہ ہے سجدہ کرتے ہین۔

پھر باب پانچ مین (۱) آیت۔ اور مینے اُسکے داہنے ہاتھ مین جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر باہر لکھی ہوئی اور سات

مہرون سے بند تہی اور مینے ایک زور آور فرشتے کو دیکہا کہ ملبند آواز سے منادی کرتا ہے کہ کون اس لایق ہے جو اس کتاب کو کہولے اور اُس کی مہرین توڑے پر کسی کو مقدور نہوا نہ آسمان پر نہ زمین کے نیچے کہ اُس کتاب کو کہولے یا اُسے دیکہے۔

(۴) آیت۔ اور مین بہت رویا کہ کوئی اس لایق نہ ٹہرا کہ کتاب کو کہولے یا اُسے دیکہے اور پڑہے۔

(۵) آیت۔ تب اُن بزرگون مین سے ایک نے مجہے کہا مت رو دیکہہ وہ ببر[١] غالب ہوا ہے کہ اس کتاب کو کہولے اور اُس کی ساتون مہرون کو توڑے ٭۔ آیت (۶)۔ اور مینے نگاہ کی اور کیا دیکہتا ہون کہ اُس تخت کے آگے اور چارون جاندار کے درمیان اُن بزرگوارون کے بیچ ایک برہ یون کہڑا ہے کہ گویا ذبح کیا گیا ہے۔

(۷) آیت چنانچہ وہ آیا اور اس کے داہنے ہاتہہ سے جو تخت پر بیٹہا ہے اُس کتاب کو لیا اور جب اُس نے کتاب لی تہی وہ جاندار چارون اور چوبیس بزرگ اُس برے کے آگے گر پڑے۔

اگرچہ اس مکاشفہ مین بہت بڑی دقت آکر یہہ واقع ہوئی ہے کہ اگر کہا جاوے کہ صورت ممثل بہ برہ نے کتاب کہولی تب آیت (۷) کا مضمون جس مین چارون جاندار اور چوبیس بزرگ کا پیش کیرندہ کتاب

[١] یہان یہہ عبارت اور درج ہے (وہ ببر جو فرقہ یہودا سے ہے اور داؤد کی اصل ہے غالب ہوا ہے)۔ مگر یہ فقرہ اصل کتاب کا نہین ہے بلکہ الحاقی ہے۔ کیونکہ مکاشفہ باب ۵ آیت ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ منجملہ چارون جاندارون کے ایک وہ جاندار جو بصورت ببر ہے کتاب کہولیگا۔ اور آیت ۶ مین بجز اُسکے کوئی اور پانچوان جو بصورت برہ ہے اُسکے کہولنے والا بتلایا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فضول اور بے فایدہ کوشش مسیح کو کاشف کتاب قرار دینے کی کیگئی ہے ٭

گرنا لکھا ہے غلط ہوتا ہے کیونکہ اس صورت مین کہنا چاہیے کہ تینون
باقی جاندار اور چوبیس بزرگ کاشف کتاب کے سامنے گرے۔ اور اگر
کہا جاوے کہ مضمون آیت (۵) باب (۵) کا صحیح ہے کہ صورت مثل بہ
بزرگی گیرندہ و کاشف کتاب ہے تو مضمون آیت (۶) کا جس مین برہ مذبوح
کاشف کتاب قرار پایا ہے محض موضوعی و الحاقی ہوا جاتا ہے۔ خیر
اس کی تو سزا و جزا جس شخص نے کتاب خدا مین بیجا دست اندازی
کر کے اپنے نفس اور اہل دین پر ظلم کیا ہے اُسکو بیشک بارگاہ خداوند عالم
سے ملے گی۔ مگر ہم اتنا کہتے ہین کہ اوس ظالم خدا ترس نے تو بد نسبت
خود بہت ہی ہاتھ پاؤن مارے کہ مضمون مکاشفہ کو بدلے مگر تاڑنی
والے تاڑ گئے اور پرکھنے والے پرکھ گئے کہ مقصود مکاشفہ کیا ہے
یہہ صاف اور صریح بات ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی مخلوقات
کی ہدایت کو علاوہ بیشمار نبیون کے ۴ اُولی العزم رسل اور ۴ کتابین
بھیجی ہین کہ کسی مرسل کی عظمت اور کسی کتاب کی وقعت منجملہ ان ہر چہار
ارکان دین اللہ کے کسی فرقہ کے عدم تسلیم سے کم نہین ہو گی۔ نہ
عیسیٰ اور انجیل کی عظمت یہود کے انکار سے جاوے اور نہ محمد مصطفےٰ
اور قرآن پاک کی فضیلت نصاریٰ کے نہ ماننے سے کم ہو۔ انکار کر کے
روسیاہی عقبیٰ جو چاہے حاصل کر لے۔ چنانچہ مکاشفہ مذکور الصدر
سے بھی یہی مقصد ظاہر ہوتا ہے کہ چار رسل جو صاحب کتاب
ہین خدا کے گرد گرد حاضر ہونگے۔ اور قرآن پاک جس مین جملہ سہ
کتب سماویہ یعنے زبور توریت انجیل کا خلاصہ اور نیز دیگر احکام
خداء برتر باین طور کہ جس خدا نے فرمایا۔ لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ
اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ درج ہین بروز قیامت خداء برتر کی
ید قدرت مین ہوگی۔ اس کتاب سے مراد سوائے فرقان حمید کے اور

کتاب ہے ہرگز نہیں ہوسکتی - کیونکہ اگر اس کتاب سے زبور مراد لین تو توریت و انجیل رہی جاتی ہین جو وہ بھی مسلمہ خدا کی نازل کی ہوئی کتابین ہین وقس علے ہذا - اگر توریت یا انجیل اُس سے مقصود سمجھین تب اُن کی غیر کتب یعنے زبور وغیرہ معطل ہوئی جاتی ہین کیونکہ یہہ ایک صریح اور صاف بات ہے کہ یہہ تینون کتابین جدا جدا مضامین رکہتی ہین - اور پھر اگر بالفرض ان ہر سہ کتب کی مجموعہ سے مراد لی جاوے اور قرآن کو کتاب آسمانی خیال کیا جاوے تو چوتہا جاندار باوجودیکہ وہ چارون ایکسی منزلت اور مرتبہ کے ہین صاحب کتاب نہین رہتا - جس سے اون کی مساوات باطل ٹھہرتی ہے نظر بوجوہات بالا قرآن کا کتاب آسمانی ہونا اور جناب محمد مصطفے کا نبی برحق ہونا یقینی اور قطعی قرار پاتا ہے - اور مخصص ہونا قرآن کا واسطے ید قدرت الٰہی کے بیوم قیام قیامت اس سبب سے ہے کہ وہ آخری کتاب کتب سماوی سے ہے جس کے بعد پھر کوئی اور کتاب یا ہدایت منجانب اللہ نازل نہین ہوئی کو اور اُس مین وہ سب مضامین بھی موجود ہین جو ہر سہ کتب سماویہ سابقہ مین تھے - علاوہ جدید ہدایات و احکامات مخصوصہ قرآن کے - اور یہی ہدایت نامہ یا قانون الٰہی دنیا مین نفاذ پذیر ہوتے ہوئے قیامت قایم ہوگی - پس اس مکاشفہ مین جو کتاب مقصود تہا وہ قرآن ہے اور چوتہے جاندار کا شخص کتاب جناب محمد مصطفے ختم المرسلین ہین جن کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہ ہوگا

آب مین ان چارون جاندارون کی شکلون کے ہر چہار مرسل صاحب کتاب سے مطابقت کرتا ہون اور دکہلاتا ہون کہ مکاشفہ مین ان شکلون کے ذکر سے کیا نتیجہ ہے -

اس مکاشفہ مین وہ جاندار جو اوڑتے عقاب کی مانند بتلایا گیا ہے

بظاہر وہ حضرت داؤد ہین کہ الحان خوش ہین ضرب المثل ہین اور
یہہ ظاہر ہے کہ لحن آواز ہے اور آواز ہوا ہے جس کے ذریعہ سے وہ
مخلوق کو اپنی طرف مایل یعنے اپنے دام محبت کا شکار بناتے تھے
اور ببر سے مراد حضرت کلیم اللہ ہین کہ وہ مثل شیر دشمنان خدا پر
حملہ فرماتے اور انکو قتل کم فرماتے اور مامور بجہاد تھے ۔
اور بچھڑی سے مراد حضرت مسیح ہین کہ وہ نہایت غریبانہ طور
سے محض بوعظ و پند لوگون کی ہدایت پر مامور تھے ۔
اور وہ جاندار جسکا چہرہ انسان کا سا تہا وہ پیغمبر آخر الزمان
جناب محمد مصطفے ہین کہ ہم بجہاد و ہم بوعظ و پند جسطرح مناسب ہو
اشاعت دین اللہ پر بجناب خدا مامور تھے اور آن حضرت کی جلالت
قدر و عظمت شان پیش پروردگار عالم ایسی نہ تھی کہ آپ کو سوائے
انسان جو اشرف المخلوقات ثابت ہو چکا ہے کسی دوسرے حیوان سے
ممثل کیا جاتا ۔
علاوہ براین اگر یہہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ آیت صحیح ہے تب
بہی اس سے مسیح کسی طرح مقصود نہین ہو سکتے کیونکہ مسیح بقول
نصارا صلیب پر چڑہائے گئے ہین ذبح نہین کیئے گئے پہر اوسپر
برہ مذبوح کی تمثیل کس طرح صادق آسکتی ہے ۔
البتہ برہ مذبوح کی مثال امام حسین پر جو مسلمانون کے
امام پیغمبر آخر الزمان کے دل و جان ہین ۔ جنکی نسبت لحمك ..... لحمی
ودمك دمی ارشاد رسول انام ہے اور جو واقعی مثل گوسفند راہ
خدا مین اس دار فنا مین ذبح ہوئے ہین اور جن کی شہادت شہادت
پیغمبر خدا مانی گئی ہے ۔ بہت ہی اچھی طرح صادق آتی ہے ۔ اور
اگر بدین وجہہ کاشف کتاب امام حسین کو قرار دے دیا جاوے تو

بعید از قیاس نہین۔ اور امام حسین کا کاشف کتاب ہونا گویا خود آن حضرت کا ہی کاشف کتاب ہونا ہے۔

اور مکاشفہ مین آیت پانچ وچھ کا اختلاف بھی اس صورت مین معرض اعتراض مین نہین رہتا۔

اتنا لکھہ کر مین اس امر کو ناظرین کی غور اور توجہ پر چھوڑتا ہون

المختصر یہہ مکاشفہ قرآن مجید کے آسمانی کتاب اور جناب محمد مصطفیٰ کی نبوت برحق کی نہایت ہی عمدہ شہادت ہے۔ کیونکہ یہہ مکاشفہ بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ چار مرسل صاحب کتاب منجانب خدا بنا بر ہدایت خلق اللہ دنیا مین مبعوث ہوئے ہین۔ اور یہ تعداد جب تک کہ قرآن شریف کو کتاب آسمانی نہ مانا جاوے کسی طرح پوری نہین ہوسکتی۔ اور اگر سوائے ان چارون کتابون کے کسی کے نزدیک کوئی اور سلسلہ چار کتب آسمانی کا باین خوبی ہے وہ ہم کو تبلاوے کہ کونسا سلسلہ اس شد و مد سے مسلمۂ خلایق ہے وبس ٭٭۔

فصل پنجم قیامت کے بیان مین

متذکرہ صدر ہر چہار اصول کے بعد حشر و نشر اور یوم الآخر یعنی قیامت کا اعتراف بھی ہر انسان کو لازم اور مسلمان ہونیکو لابد اور ضروری ہے کیونکہ اسلام کے عقاید مین یہہ اعتقاد جزو ایمان ہے دنیا کا آخر دن قیامت ہے اور بندون کی سزا و جزا کا دن محشر کہلاتا ہے۔ یعنے ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ کل دنیا فنا ہو جاوے اور غیر خدا کچھہ باقی نہ رہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ

رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
اُسکے بعد پھر تمام خلق خدا زندہ کی جاوے گی اور اُن کے حسنہ اور سیئہ اعمال کا حساب وکتاب لیا جاوے گا اور جنت و نار کو بندونکو اُن کے اعمال کے موافق معمور کیا جاویگا چنانچہ قرآن پاک مین وہ خدا پاک یون ارشاد فرماتا ہے :-

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ - تم عدم تھے مینے تمکو ہست کیا پھر تمکو ذائقہ موت چکھاونگا اور پھر تم کو حلاوت زندگی بخشون گا - اور پھر تمہارا رجوع اُسی کی طرف ہوگا -

مسلمانونکا اعتقاد یوم الاخر کی نسبت اسطرح ہے . ایک وقت ایسا آوے گا کہ دنیا مین کوئی دیندار متنفس باقی نہ رہے گا زمانہ تاریکی کفر سے اندھیر ہوجاویگا اکثر زمین پر زلزلے آیا کرین گے اور چاند اور سورج کے گرہن یعنے کسوف وخسوف متواتر ہوا کرین گے - قحط اور وبا پیدر پے ظہور پذیر ہونے لگین گے . اور یکے بعد دیگرے جھوٹے مہدی ادعائے مہدویت کرین گے جب ایسے ۱۲ جھوٹے مہدیون کے ۱۲ جھنڈے نصب ہوچکین گے تب ایک شخص موسوم بہ دجال پیدا ہوکر لوگون کو چاہ ضلالت مین پھنساویگا - اُسوقت بحکم رب قدیر حضرت مہدی دین جو اولاد جناب ختمی مآب یعنی رسول کریم اور جگر گوشہ پاک امام حسین علیہ السلام سے ہون گے یکایک ظہور فرماوین گے اور جس وقت آپ ظاہر ہون گے ایسا معلوم ہوگا جیسے کہ اُن کی عمر چالیس سال کی ہے - یہہ امام دوازدہم یا امام آخرالزمان کہلاوین گے اور دنیا کو جبکہ وہ ظلم وفسق اور کفر اور بدعت سے معمور ہوگئی ہوگی ضیاء عدل وداد سے منور اور روشن فرماوین گے تب تمام جہان

مین ایک مذہب یعنی دین اسلام پہیل جاوے گا۔ اور سب ادیان باطلہ نیست و نابود ہوجاوین گے۔ امام آخرالزمان کی مدد کے واسطے مسیح ابن مریم بہی آسمان سے نزول اجلال فرماوین گے۔

ان سب واقعات کے بعد ایک دن ایسا ہوگا کہ آفتاب بحکم کردگار بجائے مشرق مغرب سے نمودار ہوگا اور نیزہ وار زمین سے بلند ہوگا تب حضرت اسرافیل صور پہونکین گے۔ اور صور کے پہونکتے ہی سب کان و ما یکون نیست و نابود ہوجاوین گے پہر الله تعالے اپنے سب بندون کو زندہ کرکے حساب وکتاب لیوے گا اور بعد اُسکے مومنین کو مدام کے لئے داخل بہشت اور کفار کو مخلد فے النار کرے گا۔ یہہ مختصر او مجمل اعتقاد مسلمانون کا ہے نسبت یوم الآخر یوم المحشر۔

اب ہم اس اعتقاد کی تصدیق توریت و انجیل سے کرتے ہین۔ اور وہ آیتین نقل کرتے ہین جو حضرت مسیح نے نسبت قیامت اپنی امت کو خبر دی ہے۔

متی باب ۲۴ آیت ۳ شاگردون نے اُسکے پاس آکر خلوت مین کہا ہم سے کہہ کہ یہہ کب ہوگا اور تیرے آنے اور زمانہ کے اخیر ہونے کا کیا نشان ہے تب یشوع نے جواب مین کہا خبردار کوئی تمہین گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آوینگے اور کہین گے مین مسیح ہون اور بہتونکو گمراہ کرین گے اور تم لڑائیون کی خبرین سنوگے خبردار مت گہبرائیو کیونکہ ان سب باتون کا ہونا ضرور ہے ابتک آخر نہین ہے قوم قوم پر بادشاہت بادشاہت پر چڑہ آویگی۔ اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہہ بہونچال آوینگے یہہ سب کچھہ قصہ کا شروع ہے۔

آیت ۱۱ جہوٹے نبی آوینگے اور اُسکی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی تمام دنیا مین ہو یعنی حضرت مہدی کی بادشاہت ۱۴ تاکہ

جہتیرون کو گمراہ کرین گے آیت ۱۲ اور بے دینی کے بڑہجانے سے محبت ٹھنڈی ہو جاویگی ۔

سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا۔ پس جب تم اُس ویران کرنے والی مکروہ چیز کو جسکی خبر دانیال پیغمبر نے دی ہے پاک جگہہ مین کھڑے دیکھو (یعنے دجال کو) تب جو یہودیہ مین ہین پہاڑون مین بھاگ جائین۔

(۲۱) کیونکہ اُس وقت ایسی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک کبھی نہین ہوئی۔ بلکہ کبھی نہ ہوگی۔ (آیت ۲۷) کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندکے پچھم تک چمکتی ہے ابن آدم یعنے مسیح کا آنا ہوگا ان دنون کی مصیبت کے بعد سورج اندھیر ہو جاوے گا چاند اپنی روشنی نہ دیگا تارے آسمان سے گر جاوین گے اور آسمان کی قوتین ہل جاوین گی۔ اور وہ نرسنگی یعنے صور کے ساتھہ اپنے فرشتون کو بھیجیگا اور وہ اُسکے برگزیدونکو چارون طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرے گا (یہ مراد نیک بندون اور کامل مومنین اور حضرات ائمہ اثنا عشر علیہ السلام سے ہے۔ اور رجعت بھی ہے)۔

آیت ۳۲ مین سچ کہتا ہون جب تک یہہ نہو لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جاوین کے۔ لیکن اس دن اور اس گھڑیکو میرے باپکے سوا آسمان کے فرشتے تک کوئی نہین جانتا۔

اب حشر کی بابت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ وہ ایسے ہولناک اور سہمگین ساعت ہے کہ اُسوقت پیغمبر تک مارے خوف کے نفسی نفسی پکارینگے اور ایک کو دوسرے کی کچھہ خبر نہوگی اور آفتاب کی حرارت سے لوگ تنگ ہو جاوین گے یعنے آفتاب سوا نیزہ پر آجاویگا اس دن خدا تعالےٰ اپنے بندون کے نیک و بد اعمال کا حساب و کتاب لیکر سزا و جزا دیگا۔

اور جناب مسیح اس روز کی بابت یون خبر دیتے ہین وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ آیت ۹۴ آخر مین ایسا ہوگا کہ فرشتے آوین گے اور راستبازون کو شریرون سے الگ کرینگے اور شریرون کو جلتی ہوئے

تنور مین ڈالدینگے اور وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا (جلتے ہوئے تنور سے مراد صریح جہنم ہے)۔

یہہ پانچون اصول جملہ اہل اسلام کے معتقدات مین داخل ہین جنکو مقدس بائبل سے ثابت کیا گیا ہے اب ہم مذہب اسلام کے ضروری شرعی مسائل کی توریت و انجیل سے تطبیق و تصدیق کر کے دیکہاتے ہین۔

باب دوم

احکام شرعیہ اسلامیہ کی توریت و انجیل سے تطبیق و تصدیق

آیت قرآن سورۃ الشورے آیت ۱۱۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ - جسکے معنی یہہ ہین: تم کو وہی دین کی راہ بتلائی گئی ہے جو بتلائی تھی ہمنے نوح کو اور جو حکم بہیجا ہمنے تیری طرف اور جو بتلائی تہی ہمنے موسے اور عیسے کو۔

مسائل مذہب اسلام دو قسم پر منقسم ہین ایک عبادت و ریاضت

ف منکرین نعمائے بہشت کو یہہ فقرہ پڑہکر شرمانا چاہئے کیونکہ جہنم جلتی آگ کا نام ہے تو بہشت لہلہاتے باغ کا نام کیون نہو۔ اور جب عذاب اخروی مشل بہ عذاب دنیا ہے تو راحت عقبے مشل براحت دنیا ہونا کیا عجب ہے۔

دوسرے تمدن و معاشرت بنابران اس باب کو دو قسم پر منقسم کیا گیا ہے۔

فصل اول فروع دین ہین اور وہ چھہ ہین روزہ نماز حج زکواۃ خمس جہاد۔ یعنے احکام عبادت و ریاضت فرع اول

حکم صوم

صوم یعنے روزہ صبح کے پوہٹنی سے لے کر شام کی سیاہی کے نمود ہو جانے تک محض بغرض رضائے خدا ہر قسم کے کہانے پینے کو ترک کرنے اور جماع اور دیگر ممنوعات ناقص صوم سے باز رہنے کو روزہ کہتے ہین جیسا کہ قرآن پاک مین ہے:۔

آیت۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ جسکے معنے یہہ ہین:۔ کہ کہاؤ تم اور پیو تم حتے کہ ظاہر ہو تم پر سپیدہ صبح کا سیاہی مین سے پھر تمام کرو روزے کو جب رات شروع ہو۔ اور اس مین ہر قسم کے منہیات اور مکروہات سے بہی احتراز و اجتناب شرط ہے۔ پہر قرآن شریف مین ہے:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ یعنے اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جاتے ہین جیسے تمسے پہلی امتون پر بہی تہے مقرر دنون مین۔

واضح ہو کہ روزہ ضبط خواہشات نفسانی کو کہتے ہین اور اسکو صبر بہی کہا گیا ہے روزے سے عادت ضبط اور صبر کی ہو جاتی ہے اور ایسی عادات اصلاح اخلاق کے لئے ازبس مفید ہے ایسے زمانہ مین

جب کہ کسی وجہ سے مثلاً اکل وشرب کا میسر آنا دشوار ہو ایسی عادت کی وجہہ سے انسان تکلیف سی بچ سکتا ہے۔

اب دیکھو کتب سماوی سلف مین اسکی نسبت کیا ہے۔ انجیل مین روزے کی نسبت یون لکھا ہے۔ انجیل متی باب ۶ آیت ۱۶ پہر جب تم روزہ رکہو ریاکارون کی مانند اپنا چہرہ اوداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا موٹھ بگاڑتے ہین کہ لوگون کے نزدیک روزے دار ظاہر ہون جب تو روزہ رکہے سر پر چکنا لگا اور موٹھ دہو تاکہ تو آدمی پر نہین بلکہ تیرے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزے دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدہ ہے اور پوشیدگی مین دیکہتا ہے آشکارا تجہے بدلا دے۔

پہر لوقا باب ۵ آیت ۳۳۔ اور انہون نے اُس سے کہا کہ یوحنا کے شاگرد تو اکثر روزہ رکہتے ہین اور دعا مانگتے ہین اور اسیطرح فریسیون کے شاگرد بہی پر تیری کہاتے پیتے ہین۔ اُس نے اُن سے کہا کہ تم براتیون سے جب تک دولہا اُن مین ہے روزہ رکہوا سکتے ہو پہر وے دن اوین گے کہ دولہا اُن سے جدا کیا جاوے اُن دنون البتہ وہ بھی روزے رکھین گے۔

یہہ آیت مسیح کے ساتھ سوال وجواب ہے۔ لیکن باوجودیکہ انجیل مین روزے کی نسبت ایسا حکم ہے عیسائی اُسکے شاذونادر ہی تعمیل کرتے ہین۔ آیۃ مندرجہ انجیل لوقا مین اگر دولہا سے مراد حضرت مسیح ہین تو جناب مسیح کو اپنی امت سے علیحدہ ہوئے ایک عرصہ دراز گذر گیا ہے نہین معلوم کہ اب مسیحی تعمیل حکم صوم سے اپنے آپ کو کس طرح بری سمجہتے ہین۔ شاید انہون نے دولہا شیطان کو مانا ہے۔ پس جو عیسائی روزہ نہین رکہتے بموجب آیۃ مذکور اُن کے کرب کے شیطان سوار رہتا ہے۔ ہم ان کے لئے دست بدعا ہین کہ خداوند اُن عیسائی صاحبان کو شیطان

علیہ اللعن کے مضبوط پنجہ سے نجات بخشے۔ تاکہ وہ صراط مستقیم پر آکر
اُس خداوند کریم کے حکم کی جو اُسنے روزے کی بابت دیا ہے تعمیل کرین
آمین ثم آمین ٭

فرع دُوم حکم صلوٰۃ

نماز کے معنی دعا ہین مگر اُس قاعدے سے پیش خدا دعا کرنے کو نماز کہتے ہین جس قاعدے سے دعا کرنا پیغمبر برحق نے تلقین و تعلیم فرمائی ہے۔ مذہب اسلام مین نماز کے پانچ وقت قرار پائے ہین جو قرآن پاک مین صبح ظہر عصر مغرب عشاء کے اسما سے تعبیر ہوئی ہین۔

اوقات نماز کی بابت آیۃ شریفہ۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا نماز واسطے قائم رکھنے مسئلہ توحید کے ایک عمدہ اور بے مثل چیز ہے۔

اور مسلمان اس طرح نماز پڑھتے ہین کہ نماز سے پہلے وضو کرتے ہین یعنے مونھ ہاتھ دہوتے اور سر اور پاؤن پر مسح کرتے ہین تاکہ انکا خیال

حاشیہ نمبر (۱۹) بعض عیسائی اور دیگر مخالفان اسلام کا نسبت صوم یہہ اعتراض ہے کہ روزہ ایسے مقامات پر جہان دن اور رات بہت بڑے بڑے ہوتے ہین جیسے کہ شمالی ملکون مین بعض جگہہ ۶ ماہ تک دن نہین نکلتا کس طرح رکھا جا سکتا ہے اسپر مجھے ایک میرے عزیز سید جعفر حسین نے ایک کتاب موسوم بہ ٹینیسن مین لکھا دکھایا کہ ایسے ملکون مین بڑے دنون مین ادن اوقات پر جبکہ ملک ہائے منطقہ معتدلہ پر دن لمبا ہوتا ہے ایک سپید خط نظر آتا ہے اور وہ اس قدر عرصہ تک رہتا ہے جس قدر عرصہ تک ممالک معتدلہ مین دن نمایان رہتا ہے اور اُسکو انگریزی مین دنار دون عیدن [illegible] کہتے ہین اسیطرح حال لکھا ہے

نماز شروع کرنے سے پہلے ہی اللہ کی طرف رجوع ہو جاوے اور ان کے دماغ مین بوجہ اُس ٹھنڈک کے جو مونہہ ہاتھہ دہونے سے پہونچی ہے تازگی و شگفتگی آجاوے۔ قرآن مجید مین وضو کی ترکیب باترتیب یون ارشاد ہوئی ہے: فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ جسکے صاف اور صریح بلا کسی تاویل کے یہہ معنے ہین: کہ دہوؤ تم اپنے موہون اور ہاتہون کو کہنیون تک اور مسح کرو تم اپنے سر اور پاؤن کا ٹخنون تک۔

بعد وضو کے وہ اپنے اہل مذہب کے جمع کرنے کو گوشہ مسجد مین یا مسجد کے مینار پر ایستادہ ہو کر باآواز بلند اذان کہتے ہین۔ جس سے خدا کی عظمت و جلالت اور اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے اس طرح پر کہ پہلے وہ کعبہ یعنے بیت اللہ کی جانب رُخ کر کے مودب ایستادہ ہو کر چار مرتبہ اللہ کا جلال بلفظ اللہ اکبر اظہار کرتے ہین۔ پھر دو دفعہ بلفظ اشہد ان لا الہ الا اللہ خدا کی توحید کی گواہی دیتے ہین پھر دو دفعہ اشہد ان محمد ارسول اللہ کہکر اپنے پاک نبی کی نبوت کا اقرار کرتے ہین۔ پھر وہ مسلمانون کو دو دفعہ حیّ علی الصلوٰۃ

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۹) خط جنوبی کا ہے اور اسی طرح ایک خطہ اسود ظاہر ہوتا ہے جو نشان شب ہے، بابت ملکھائے معتدلہ کے۔

یہان سے قرآن کے کلام خدا ہونے کا بہی ایک ثبوت بہم پہونچتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس خدا نے اس پاک کلام مین واسطے تعیین اوقات صوم لفظ خیط الابیض کا استعمال فرمایا ہے جو حاوی کل ہے اور یون نہین فرمایا کہ دن مین روزہ رکھو اور رات کو کہولو۔ کیونکہ وہ علیم و خبیر عالم تھا کہ دن اور رات کے لفظ سے اُسکا مقصد پورا نہین ہوگا اور ساکنان خطہ ہائے بارہ اُسکی تعمیل مین قاصر رہین گے اور کہ یہ حکم مافوق طاقت بشری ہو جاوے گا۔ کیونکہ اُن خطون مین دن اور رات

یعنے نماز کے لئے ہوشیار ہوجاؤ کہکر خواب غفلت سے چونکاتے ہین پہر دو دفعہ حیّ علی الفلاح یعنے کارخیر کے واسطے امادہ ہوجاؤ کہہ کر لوگون کو متنبہ کرتے ہین. پہر تیسری مرتبہ حی علی خیر العمل یعنے نیک کام کے لئے جاگو کہکر حجت دعوت جوزیادہ سے زیادہ تین بار کسی کام کے لئے کہنا ہے تمام کرتے ہین۔ پہر اُسی کلمۂ اللہ اکبر کا دو دفعہ اعادہ کرکے خدا کی جلال اور بزرگی سے لوگون کے دلون کو متاثر کرتے ہین اُسکے بعد پہر دو دفعہ اقرار توحید ملفظ لا الہ الا اللہ کرکے لوگون کو اُس پاک پروردگار کی پرستش کیطرف توجہ دلاتے ہین۔ المختصر ان الفاظ سے باآواز بلند پکار کر مسلمانون کو ہر پنج وقت خدا کی عبادت یعنے نماز کے لئے بلاتے ہین۔

فی الواقع خدا کا سچا عاشق ان لفظون کو سنکر تہ دل سے پکار اوٹھیگا کہ لاریب یہہ الفاظ خدا کے اظہار جلال اور اقرار توحید و نبوت

بقیہ حاشیہ نمبر (۱۹) بہت ہی دراز ہوتے ہین پس وہ لفظ استعمال فرمایا کہ جو اُن کے کاربار شروع کرنے کی علامت و راحت اور سونے کے وقت کے لئے اُن کے واسطے علامت کردانا تہا. چنانچہ خطہ ہاے مذکورہ مین وہانکر اس ذرا سے خط سپید کے ظاہر ہونیسے کاربار شروع کرتے ہین اور خط سیاہ کے پیدا ہوتے سے ارام کرتے ہین ہ

نٹ: کیون صاحبو! کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ کبہی خطہ بارده یعنے قطب شمالی کے قریب یا اُس سے پرلے خطہ مین تشریف لے گئے ہون یا کوئی شخص ایسا نشان دے سکتا ہے جس سے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کبہی ایسی تحقیقات کی خبر ملی ہے ..... ہرگز نہین. بلکہ سچ تو یہی ہے کہ رسول مقبول پر وحی نازل ہوتی تہی جو وہ لفظاً لفظاً قلمبند کراتے رہے اور وہی پاک پروردگار جو واقف کل و عالم جزو کل کا ہے ایسے مضامین حضرت پر نازل فرماتا تہا جو معلومات انسانی سے زائید ہین گو کسی دوسرے وقت ایسے معلومات لوگون کو ہون ع +۔

اور لوگون کو خدا کی عبادت کی طرف مائیل ور اغب کرنے اور پکارنے کے لئے نہایت ہی موزون و مناسب ہین۔ اور کہ عبادت خداء برتر کے لئے بلانیکو یہہ طریقہ انسانی ایجا ہرگز نہین بلکہ تعلیم رحمانی و یزدانی ہے۔

اس مطلب کے واسطے عیسائی گہنٹہ بجاتے ہین اور ہندو و یہود ناقوس پہونکتے ہین مگر ایک صاحب ایمان جسکا دل نور ایمان سے واقعی منور ہو بخوبی سمجہہ سکتا ہے کہ ان الفاظ سے گہنٹہ و ناقوس کو کیا نسبت ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اب مین مسلمانون اور عیسائیون کی نمازین سناتا ہون۔ بعد فراغ از اذان اگر لوگ جمع ہو گئے تو ایک شخص اُن مین سے جو ہر طرح اُس مجمع مین برگزیدہ و منتخب بالخصوص ارکان و احکام نماز سے بخوبی ماہر و واقف سب کے آگے مثل سردار امام بنکر رو بقبلہ کھڑا ہو جاتا ہے اور سب لوگ اُسکے پیچہے صف بصف مودب رو بقبلہ کھڑے ہو جاتے ہین۔ اور اگر تنہا ہے تو اکیلا ہی اپنی نماز مین مصروف ہوتا ہے۔ تب اول اپنے دل مین جسوقت کی نماز پڑہنی ہے اُسکا خیال جماتا ہے اور خدا کے نام کا وہی جلالی لفظ یعنے اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہوتا ہے اور اس موقعہ پر اس لفظ اللہ اکبر کو تکبیرۃ الاحرام کہتے ہین۔ یعنے اسکے بعد مُصلی پہر سوائے خدا اور اوسکی نماز کے کسی دوسری طرف نگاہ یا توجہ نہین کرتا۔ پہر وہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جسکے معنے یہ ہین کہ مین خداء رحمان و رحیم کے نام سے اس عمل کو شروع کرتا ہون خدا کی

نوٹ:- ناقوس کا دستور بحکم خدا توریت گنتی باب ۱۰ پہلی آیت مین درج ہے جو معمول بہ یہود کا ہی اسیطرح خداتعالے نے طریق اذان مسلمانون کو تعلیم فرمایا ہے۔

تقدیس بجالاکر سورۃ فاتحہ شروع کرتا ہے۔ اور اصل نماز یہی صورت ہے کیونکہ اس مین دعا ہے۔ اگر کوئی شخص نماز مین یہہ سورۃ نہ پڑہے خواہ تمام قرآن پڑہے نماز نہین ہوتی۔ اور وہ یہہ ہے:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنے خدا ہر تعریف کے سزاوار ہے جو دونون جہان کا پروردگار ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ جو رحمان اور رحیم اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔ یہہ کہکر مصلے اُسکی طرف متوجہ ہوکر اور اُسکو گویا اپنے سامہنے حاضر ناظر جانکر یون کہتا ہے کہ اے خداے برتر جو تو ان صفات سے متصف ہے جو بیان کی پس مین اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ تجہی کو عبادت کرتا ہون اور تجہسے ہی مدد مانگتا ہون۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تو ہم کو سیدہی راہ پر قائم رکہہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ یعنے ایسے رستے پر جسکے لئے تو نے اُن پر انعام کیا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور جو گمراہون اور مغضوب لوگون کا رستہ نہین۔ اسکے بعد وہ تبرکاً و تیمناً کوئی اور قرآنی سورہ پڑہ لیتا ہے۔ اور اس حالت کا نام جس مین ایستادہ ہوکر یہہ سورتین پڑہی گئی قیام ہے تب وہی خدا کا جلالی لفظ اللہ اکبر کہکر مصلی اپنے اُس عظیم و اعظم خدا کی حضور دست بزانو خم ہو جاتا ہے۔ اور یہہ خم ہونا رکوع کہلاتا ہے۔ اور اسحالت مین سبحان ربی العظیم کا ورد کرتا ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا پاک اور بڑا قابل حمد ہے۔ اور یہہ تقدیس کم از کم تین بار کہکر پہر وہی جلالی لفظ اللہ اکبر کہکر سیدہا کہڑا ہو جاتا ہے اور ایک تہوڑے وقفہ کے بعد وہی جلالی لفظ کہکر اپنی پیشانی زمین پر جا رکہتا ہے جسکو سجدہ کہتے ہین تب وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ یعنے اللہ پاک اور برتر قابل ستائش ہے کہکر تمجید الٰہی ادا کرتا ہے پہر وہی جلالی لفظ اللہ اکبر

کہکر سر اٹھا لیتا ہے اور لمحہ واحد کے لئے بیٹھ جاتا ہے اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ جسکے معنے یہہ ہین کہ مین خدا کی حضور اپنے تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون کہکر پھر وہی جلالی لفظ اللہ اکبر کہہ کر دوسری مرتبہ اپنا سر زمین پر رکھدیتا ہے یعنے سجدہ کرتا ہے اور پھر وہی ورد سُبحان ربی الاعلےٰ شروع کردیتا ہے اور کم از کم تین بار کہکر اللہ اکبر کہتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے اور نہایت خفیف توقف سے یون کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے بحول اللہ وقوتہ اقوم و اقعد۔ یعنے میری نشست و برخواست خدا کی امداد پر ہے۔ تب وہ پھر سوۃ حمد یعنے وہی سورۃ فاتحہ پڑہتا ہے اور اسکے بعد بسم اللہ کہکر سورہ اخلاص جس مین خدا کی توحید ہی پڑہتا ہے اور وہ یہہ ہے :۔

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ جسکے معنے یہہ ہین :۔ کہ خدا ایک ہو نہ وہ کسی سے جنا نہ اُس سے کوئی جنا گیا اور نہ اُسکا کوئی شریک ہو۔ اسکے بعد مصلی اپنے ہاتھہ آسمان کی طرف اُٹھا کر بعض آیات قرآنی جن مین دعا ہے پڑہتا ہے اور اسموقعہ پر ہاتھہ اُٹھا کر دعا مانگنے کو قنوت کہتے ہین۔ اور کہا جاتا ہے کہ نماز مین قنوت بمنزل جان کے ہے اور بالعموم اللھم اغفرلنا وارحمنا وعافنا واعف عنا فی الدنیا والاخرۃ وانک علیٰ کل شئ قدیر یعنے خداوند ہماری مغفرت کر اور ہم پر رحم کر اور ہم کو دنیا اور آخرت مین بخش کہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ علاوہ براین عاشقان الٰہی اور شائقان نماز اور عابد اور زاہد بندگان خدا اسی موقعہ پر اپنے دلی ولولے اور اپنا قلبی جوش محبت الٰھی اور اپنا عجز و نیاز اور اپنے شامت اعمال کے لئے استغفار وغیرہ ادا کرتے ہین اور بڑے خضوع وخشوع اور سوز دل وحضور قلب سے ایسی آیات قرآنی

جن مین دعا و استغفار ہے پڑھتے ہین۔

تب پھر مثل رکعت اول رکوع و سجود کرکے اگر دو رکعتی نماز ہے تو نماز کو تمام کرتے ہین یعنے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھکر کچھ الفاظ تقدیسیہ زبان سے ادا کرکے شہادت توحید و نبوت ادا کرکے اپنے پاک نبی پر درود بھیجتے ہین اور پھر تمام انبیا پر سلام اور نیک اور صالح بندون پر سلام اور اہل جماعت حاضرین پر سلام کہکر تین بار وہی جلالی لفظ اللہ اکبر بجہر کہہ کر جس سے کہ نماز شروع کی تھی نماز سے فارغ ہو جاتے ہین۔

یہ ہے نماز اہل اسلام کی۔ مسلمان نماز بہ نہایت عجز و نیاز ادا کرتے ہین اور اسی سبب سے اُن کی مساجد مین بنچ و کرسیان اور میزین نہین ہوتی ہین کہ وہ کپڑے پر بھی نماز نہین پڑھتے بلکہ سجدہ زمین طاہر پر کرنے کو نہایت مستحسن جانتے ہین ورنہ بوریا وغیرہ پر اور اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھتے ہین تو مٹی کی سجدہ گاہ سجدہ کی جگہہ رکھتے ہین۔ اور عیسائی کرسی یا بنچ پر بیٹھکر صرف میز پر سر جھکا کر دعا مانگتے ہین جو بظاہر طریقہ ادب و نیاز سے بسا بعید ہے گو وہ خداوند خدا ہر ایک کی ہر طرح دعا سنتا ہے خواہ کوئی تخت پر بھی بیٹھے بیٹھے دعا کیون نہ کرے مگر بنظر ادب و بلحاظ تعظیم خود ہر فرد انسان پہ صورت عجز و نیاز بنا کر اُس احکم الحاکمین کی حضور حاضر ہونا چاہئے

حاشیہ نمبر (۳۴) سجدہ زمین پر یا جو زمین سے اُگے اُسپر قرار دیا گیا ہے لیکن جو چیز کہ انسان کے اکل و شرب مین مستعمل ہو اُسپر سجدہ منع ہے فرقہ شیعہ امامیہ خاک تربت حسینؑ پر سجدہ کرتے ہین اور کربلا کی مٹی کی سجدہ گاہین استعمال مین لاتے ہین وہ بطور یادگار امام مظلوم ہے ہان جبکہ نماز مین درود بھیجا جاوے اور جس نے نماز مین درحالیکہ سر سجدہ خالق مین تھا اپنی جان راہ خدا مین دی اسکی یادگار ایسی ہی چیز ہونی چاہئے

نکتہ :- مسلمان نماز مین کھڑے بھی ہوتے ہین جھکتے بھی ہین اور اپنے خدا کے سامنے سر کو بھی زمین پر رکھتے ہین اور بیٹھتے بھی ہین۔ اور ان حرکات کے ساتھہ ساتھہ بہ تہ دل خداء پاک ذات کا شکر ادا کرتے رہتے ہین یعنے دل ہی دل مین یون کہتے ہین کہ اے خدا ہم تیرا ہم شکر کرتے ہین کہ تیری بہت سی مخلوق ایسی ہے کہ وہ صرف کھڑے ہونے کی طاقت رکھتی ہے اور تو نے ہم کو سیدہے کھڑے ہونے کے لائق بھی پیدا کیا ہے اور معہ ہذا ہم جہک بھی سکتے ہین۔ اور اے خدا تیرا شکر ہے کہ تیری بہت سی مخلوق ہے جو زمین پر پڑی پڑی چلتی ہے اور ہم لیٹ بھی سکتے ہین اور سیدہے اولٹے بھی ہو سکتے ہین اے ہمرے پروردگار ہم تیری ہزار جان سے تقدیس کرتے ہین کہ تیری بہت سی مخلوق صرف جھکتی اور بیٹھتی ہے مگر تو نے ہم کو جہکنے اور سیدہے ہونے کی دونون قوتین عطا کین ہین یہی وجہ ہے کہ جناب رسول مقبول نے اپنی امت کو نماز مین قیام قعود و سجود کی تعلیم دی ہے۔

سبحان اللہ اس سے بہتر نماز کا طریق کسی مذہب مین پایا نہین جاتا اور ایک بے تعصب شخص جب کہ مسلمانون اور عیسائیون اور یہودیو کے طریق عبادت دیکھی پائینے بے اختیار دل سے پکار اٹھیگا کہ عبادت خدا کا طریق مسلمانون سے بہتر کسی دوسرے مذہب مین نہین۔ واضح رہے کہ مسلمان نماز مین صرف قرآن پڑھ سکتے ہین یا دعا اس کے سوا اور کچھہ نہین بولتے۔

عیسائیون کی نماز

اب نصارحی کی نماز سنیئے از روئے مذہب و بروئے احکام انجیل ہر عیسائی کو تین وقت ہر روز نماز پڑہنی چاہیئے مگر عیسائی اوس پر مطلق

عمل نہین کرتے۔ نمازمین عیسائی بہی سوائے آیات انجیل اور کچہ نہین پڑہ سکتے جو اُن کو جناب مسیح نے بتلائی ہین وہ آیت ۵ سے ۱۵ تک انجیل متی باب ۶ مین درج ہین۔ مسیح فرماتے ہین کہ تم اس طرح دعا کرو یعنے نماز پڑہو۔ اے ہمارے باپ جو تو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسے آسمان پر ہے زمین پر بھی آوے ہماری روزینہ کی روٹی ہم کو آج بخش اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہین تو اپنے دین کو ہمکو بخش اور ہمین آزمایش مین مت ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی لئے ہے۔ آمین۔ اسکے سوا اگر اور الفاظ مین دعا مانگی جاوے گو دعا ہے مگر نماز نہین کہلاتی اور پہر جس طرح مسلمان جمعہ کو جمع ہو کر نماز پڑہتے ہین عیسائی روز یکشنبہ اور موسائی شنبہ کو پڑہتے ہین۔

الغرض نماز سب نبی خود بہی پڑہتے رہے اور اپنی امتون کو بھی نماز کا طریق سکہلاتے رہے ہین۔ مگر سب کے طریقے جداگانہ اور مختلف ہین۔

دیکہو دونون نمازین یہہ ہی ظاہر کر رہی ہین کہ اصل نماز تو ضرور دونون مذہب مین ہے مگر تکمیل آئین نماز و طریقہ ادائے صلوٰۃ بانی اسلام نے فرمائی ہے۔

از آدم تا این دم جتنے نبی گذرے کسی کی نماز اسلام کی نماز سے بہتر نہین اور کیونکر ہو کہ یہہ طریق نماز کا وہ طریق ہے کہ اب آیندہ اُس مین کوئی تبدیلی ہوگی اور کامل طریق نماز کا ہے اور اس سے بڑہکر اور کوئی طریق عجز و نیاز اور دعا کا ہو نہین سکتا۔ مجہے اُسکی تعریف و توصیف لکہنے کی کچہ حاجت نہین ہر انسان نیک و بد مین خود تمیز کر سکتا ہے

اور بقول شاعر ع

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

اسی جگہہ جمعہ کی نماز کا بہی بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

یوم السبت

اہل اسلام مین یوم سبت کی احکام بروز جمعہ بموجب حکم خدا ادا کئیے جاتے ہین۔ عیسائی یکشنبہ کو یوم السبت مناتے ہین یہود شنبہ یوم السبت بتلاتے ہین۔ القصہ یوم السبت تینون مذہبون مین مانا گیا ہے۔ مگر دن جدا جدا قرار دیئے ہوئے ہین۔ اپنے اپنے سبت کے دن ہر ایک فرقہ تعطیل مناتا ہے اور جمع ہوکر نماز پڑہتا ہے اور تمام دنیاوی کاروبار ترک کئے جاتے ہین۔

یوم السبت فی الاصل یوم شنبہ ہی کا نام ہے جو بائبل مین خدا نے خاص بنی اسرائیل کے واسطے تا ابد مقدس گردانا ہے مگر اللہ تعالے نے مسلمانون کے واسطے بعوض یوم السبت جمعہ کے دن کو مقدس کردیا کیونکہ اللہ جب چاہے اور جس کے لئے چاہے اسی حکم کو تبدیل فرمانے یا منسوخ فرمانے کا اختیار رکہتا ہے۔ اس مین کسی کو جائے قیل و قال نہین اور اس سے اُسکے عالم الغیب ہونے پر کوئی الزام عائد نہین ہوسکتا اور نہ اس سے نقص حکم پر دلالت ہوسکتی ہے یہہ بحث اور ہے اور یہان اُسکی گنجائش نہین۔

چنانچہ اللہ تعالے نے جیسا بنی اسرائیل کے لئے یوم السبت کو مقدس کہا تہا مسلمانون کے واسطے جمعہ کو مقدس کردیا ہے قرآن پاک مین جمعہ کے واسطے سورۃ جمعہ موجود ہے جسکی چند آیات درج کرتا ہون:۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے اے ایمان والو جب تم جمعہ کے دن نماز کے واسطے بلائے جاؤ فوراً خدا کے ذکر کے واسطے دوڑو اور خرید و فروخت بند کرو یہہ بات تمہارے حق مین بہت اچھی ہے اگر تم سمجھو۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ پھر جب نماز پڑھ چکو تو اپنی اپنی جگہہ چلے جاؤ اور اللہ کو یاد کرو یہہ تمہارے لئے مفید ہے۔ اسی طرح توریت مین یہہ آیتین ہین جو سبت کے دن دنیاوی کاروبار سے منع کرتی ہین۔

خروج باب ۳۱ اور آیت ۲ تا ۱۷ پھر خداوند نے موسیٰ سے ہمکلام ہوکر کہا تو بنی اسرائیل کو فرما اور اون کو کہہ کہ تم میرے سبتون کو مانو آیت ۱۲ پس تم سبت کو مانو اسلئے کہ وہ تمہارے لئے مقدس ہے جو کوئی اُسکو پاک نہ جانے وہ ضرور مار ڈالا جاوے۔ جو اُس مین کوئی کام کرے وہ اپنی قوم سے کٹ جاوے چھہ دن کام کرنا لیکن ساتوین دن آرام کے لئے سبت ہے وہ خداوند کے لئے مقدس ہے پس جو کوئی سبت کے دن کام کرے وہ ضرور بالضرور مار ڈالا جاوے۔ پس بنی اسرائیل سبت کو مانین اور اُسے اپنے پشت در پشت عہد ابدی جانکے اُس مین آرام کرین۔ میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہہ عہد ابدی ہے اسلئے کہ چھہ دن مین خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ساتوین دن آرام کیا اور تازہ ہوا یہودی اس حکم کی پوری پوری تعمیل کرتے ہین ایسا ہی انجیل مین بھی یوم السبت مقدس مانا گیا ہے اور انجیل مین ہے کہ ابن آدم سبت کے دن کا بھی مالک ہے۔

مگر نصاریٰ نے بجائے یوم السبت روز یکشنبہ کو مقدس قرار

نے رکھا ہے۔ حالانکہ انجیل مین کوئی ایسا حکم پایا نہین جاتا کہ جس سے
ثابت ہو کہ نصارا کے واسطے بجائے یوم السبت یکشنبہ کا دن
خدا نے مقدس قرار دیا ہے یہہ امر خود نصارا نے برخلاف حکم خداکشانہ
اختیار کیا ہے جسکی جوابدہی اُن کی گردن پر ہے جمعہ کے دن مسلمان
قریب دوپہر جوق جوق مسجد جامع مین جمع ہوتے ہین۔ اور ایک مجمع
کثیر کے ساتہہ نماز جمعہ ادا کرتے ہین جہان مسلمان کے کان مین
آواز اللہ اکبر آئی اور اُس نے سب کاروبار چھوڑ کر مسجد کی راہ لی جسوقت
کسی جامع مسجد مین جمعہ کی نماز ہو رہی ہو وہ ایک عجیب پر رعب نظارہ
ہے اُس سے خدا کا جلال عیان ہوتا ہے اُس سے اللہ کا تجمل آشکار
ہوتا ہے وہان خدا کی برکت اور رحمت آسمان سے نزول کرتی ہوئی
نظر آتی ہے وہان پیش پروردگار عجز و نیاز ہوتا ہے اور اُس کی تقدیس
اور تمجید کی صدائین بلند ہوتی ہین وہان خدا کے جلال کے نعرے بلند
ہوتے ہین سب نمازیون کا ایک امام کے پیچھے کھڑا ہونا یہہ ثابت
کرتا ہے کہ وہ خدا کی فوج ہے اُنکا مودبانہ سر جھکائے خاموش کھڑا رہنا
اور امام کا قرأت قرآن دلپر ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے جس سے خود بخود
انسان کا خیال خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اُن کے قعود قیام سے
خدا کی شان نمود ہوتی ہے بار بار لفظ اللہ اکبر مضبوط سے مضبوط
دل کو ہلا دیتا ہے اور انسان کے دل پر اللہ کا دبدبہ پیدا کر دیتا ہے
اور باوجود اس قدر مجمع کے ایسا سکوت ہوتا ہے کہ گویا وہ سب کسی
گروہ کا مرقع تصویر ہے سوائے قرأت قرآن ممکن نہین کہ کوئی
کسی قسم کی آواز زیر و بم کان مین پڑے۔

خطبہ اور خطیب کا ذکر

خطیب جس وقت خطبہ پڑہتا ہے وہ ایک ممبر پر موجود ایک
لمبا عصا ہاتہہ مین لے کر ایستادہ ہوتا ہے اور تمام مسلمان بادشاہ
سے لیکر فقیر تک ایک حالت مین پائین ممبر بیٹھے رہتے ہین اور سب کے
کان خطبہ کی طرف لگے رہتے ہین وہ اول حمد باری پہر نعت رسول و
ائمہ دین کر کے اپنے وقت کے بادشاہ کے حق مین دعا کرتا ہے اور اُسکے
لئے خدا سے برکت مانگتا ہے اور اسکے بعد وہ ایک تھوڑی دیر کو بیٹھ
جاتا ہے۔ تاکہ اگر کسیکو کچہہ استغفار کرنا ہو کرلے اور پہر کہڑا ہو کر خطبہ ثانی
شروع کرتا ہے یہہ ایسا پرتاثیر وقت ہوتا ہے کہ اگر خطیب فصیح البیان
اور رطب اللسان ہے اپنی تقریر کے زور اور وقت کی تاثیر سے ان سب
سلمانون کو خدا کے بزرگ نام پر جدہر چاہے جہونکدے کسیکو
اس مین کچہہ بہی عذر نہین ہوسکتا۔
الغرض جمعہ کے دن نماز جمعہ سے ایک قدرت خدا نظر آتی ہے
اور اللہ کی جلال کی تصویر آنکہونمین پہر جاتی ہے۔
ہمنے بروز یکشنبہ عیسائیون کو بہی گرجا مین جمع ہوتے اور نماز
پڑہتے دیکہا ہے واللہ جو کیفیت جمعہ کے دن مسجد جامع مین نظر آتی ہے
اُس سے اُسکی کچہہ بہی نسبت نہین ہے زمین اور آسمان کا فرق ہے
اگر یہان یعنے مسجد مین بروز جمعہ خدا کا جلال نظر آتا ہے تو وہان شان
وشوکت دنیا کوٹ کوٹ کر بہری گئی ہے۔ یہان اللہ کے بندے
بعجز و نیاز پیش خدا ایستادہ ہوتے ہین وہان سرمستان بادہ غفلت
ٹھرے ٹوپیان سر پر لئے کرسیون پر بیٹھے ہلتے ہین یہان ذکر الٰہی
ہر شخص کی زبان پر ہوتا ہے وہان آپس مین غپ شپ اڑتی ہے یہان ہر
مصلی کے دل مین یاد خدا وہان گوشہ چشم کے باہم اشارے کنائے
ہوتے ہین مسجد سے جب بعد فراغ نماز مصلی باہر نکلتے ہین اُن کے ہاتھون مین

تسبیح اور زبان پر درود اور وہان لوگ گلرویان مہ جبین و حسینان نازنین کے دوش بدوش ہاتھہ بغلون مین دبائے ہوئے باہر آتے ہین۔

القصہ جو فرق دنیا اور دین مین واقعی ہے وہی فرق ان دونون مین ان ہر دو موقعہ پر ہو بہو نظر آتا ہے۔ اگر میرے بیان مین شک ہو تو جمعہ کے دن کسی جامع مسجد مین اور یکشنبہ کے دن کسی چھاونی کی گرجا مین جاکر میرے قول کی تصدیق فرمالو۔

فرع سوم خمس[۱]

خمس کی بابت قرآن شریف مین یہہ آیت ہے:-

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ جس کے معنے یہہ ہین کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ اسکا حق اللہ اور رسول اور رسول کے رشتہ دارون اور رسول کے اقربائے یتیم۔ اور مسافر اقربائے رسول کا ہے

اب اگرچہ کتب سلف مین خاص خمس کا ذکر نہین ملتا مگر بعض حقوق اقربائے انبیا کے جو امت کے اوپر منجانب اللہ مقرر تھے وہ حق خمس کی نظیر و تمثیل کو کافی ہین۔ اور چونکہ موسے اور امت موسے کی تشبیہ ساتھہ جناب محمد مصطفٰے اور اُن کی امت کے حدیث سے ثابت ہے لہذا مین یہان اُن حقوق کا توریت سے ذکر کرتا ہون جو رشتہ داران موسٰی کے حقوق خداوند تعالٰے نے اُمت موسے پر لگائے ہوئے تھے۔

دیکھو حضرت موسے کے زمانہ مین خدا کی نذر کی قربانی جو لوگ پیش خدا

---

[۱] یعنے خمس ایک نذرانہ ہے از قسم ٹیکس۔

حاضر کرتے تھے وہ حضرت ہارون برادر موسیٰ اور پسران ہارون کا حق ہوتی تھی۔

احبار باب ۶ آیت ۱۴ سے لغایت ۱۸۔ اور نذر کی قربانی کا یہہ حکم ہے کہ اُسے ہارون کے بیٹے مذبح مین خداوند کے روبرو گذرانین اور اس مین سے ایک مٹھی بھر لیوے نذر کی قربانی کی میدے مین سے اور کچھہ تیل مین سے اور سب لوبان جو اُس نذر کی قربانی پہ ہے اُٹھا لیوے اور مذبح پر یادگاری کے واسطے خداوند کی خوشبو کے لئے جلا دیوے اور باقی کو ہارون اور اُسکے بیٹے کھاوین۔

اسیطرح آیت ۱۸۔ ہارون کی اولاد مین سے سب مرد اُسے کھاوین تمہاری پشت در پشت خداوند کی آگ کی قربانیون کی بابت یہہ قانون ہے جو کوئی اُسے چھووے سو مقدس ہو۔

احبار باب ۷ آیت ۲۸ سے لغایت ۳۴ پڑہو اس مین سلامتی کی قربانی کا تذکرہ ہے۔ آیت ۳۰ مین ہے کہ سلامتی کی قربانی مین سے سینہ ہارون اور اُسکے بیٹون کا ہوگا۔

۳۴۔ آیت مین خدا یون فرماتا ہے۔ کہ ہلائی کا سینہ اور اُٹھائی کا شانہ بنی اسرائیل کی سلامتی کی قربانیون کے ذبیحون مین سے مینے لیا اور ہارون کاہن اور اُس کے بیٹون کو دیا اور یہہ قانون بنی اسرائیل کے لئے ہمیشہ کو ہے۔

گنتی باب ۱۸ آیت ۸ سے ۲۰ تک۔ پھر خداوند نے ہارون کو فرمایا دیکھہ مینے بنی اسرائیل کی سب پاک چیزون مین سے سب اُٹھائی ہوئی قربانیونکا محافظ تجھے بنایا۔ یعنے انہین ممسوح ہونے کے سبب تجھے اور تیرے بیٹونکو ہمیشہ کے قانون کے طور پر دیا۔ سب پاک چیزون مین سے جو آگ سے محفوظ ہین وہ تیری ہونگی اُن کی ہر ایک قربانی کیا نذر کی قربانی کیا

خطا کی قربانی کیا تقصیر کی قربانی جو میرے لئے لاوین تیرے اور تیرے بیٹون کے لئے نہایت مقدس ہونگی تو اُس کو اُس جگہہ پر جو نہایت مقدس ہو کہائیو ہر کوئی مردون سے اُسے کہا وے یہہ تیرے لئے مقدس ہے۔ اور یہہ ہی تیرے لئے ہی بنی اسرائیل کی ہدیے کے اُٹھائی ہوئی قربانی اُن کی سب ہلائی ہوئی قربانیون سمیت تجہے اور تیرے بیٹون کو نجر سمیت ہمیشہ کے قانون کے طور پر دین جو کوئی تیرے گہر مین پاک ہو اُسے کہا وے۔ سب اچہے سے اچہے تیل اور اچہے اچہے می اور گیہون اور اُن چیزون کے پہلے پہل جنہین وے خدا کے لئے گذرانین مینے تجہہ کو دیئے۔ اُن کی زمین کے سارے پہلے پہل جو کچہ لاوین جنہین وے خداوند کی حضور لاوین تیرے ہون گے۔ تیرے گہر مین جو پاک ہو اُسے کہا وے۔ ہر ایک جو پہلے پیٹ کا کہولنے والا ہے جاندارون مین سے جسے وے خداوند کی قربانی لاوین خواہ انسان خواہ حیوان تیرا ہوگا۔ القصہ اسی طرح کے بہت اور لاانتہا حقوق حضرت ہارون برادر موسے کی اولاد ہارون کے یہودیون پر منجانب خدا لگے ہوئے ہین جو ہمیشہ یہودی بہ تعمیل حکم خدا حضرت ہارون کی اولاد کے حضور پیش کش کرتے تھے اور کرتے رہتے ہین۔

ایسا ہی خمس بہی ایک حق ہے جو خداوند تعالے نے اپنا اور اپنے رسول کا اور رسول کی اولاد کا گردانا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اہل اسلام کے فرقہ عامہ مین اس حق کا کسیکو خیال تک نہین بلکہ اُسکا نام تک بہی کوئی نہین جانتا ہے۔ یہ تو ایک حق ہے یہان مسلمانون مین تو مینے بعض لائق لائق اور ذی علم لوگون کو یون کہتے سنا ہے کہ سید جو اپنے آپ کو سب اُمت سے بزرگ سمجہتے ہین اور نیز اپنے بزرگون کی نسبت ذکر احادیث رسول در بارہ فضیلت بیان کرتے ہین وہ محض لغو ہین

بلکہ جناب رسول مقبول کی نسبت محض اتہام ہے۔ آن حضرت کے نزدیک سب امت ایک ہی موافق تھی۔ اگر رسول اللہ نے بھی اپنی اولاد کو امت پر شرف دیا ہے تو پھر برہمنون کے بزرگ[1] نے جو برہمنون کو عزت و شرف ہندوؤن پر دیا ہے۔ اس مین اور اُس مین کیا فرق رہتا ہے۔ اور یہہ نہین سمجھتے کہ حکم خدا مین کسی جا قیل و قال نہین جب قرآن پاک اور احادیث نبوی مودت اولاد رسول پر شاہد ہین تو پھر اس قسم کے فضول اور لغو اعتراضات کا آخر نتیجہ کیا ہوگا۔

فرع چہارم زکاۃ

ذکوۃ۔ چالیس روپے مین سے ایک روپیہ اور دس من غلہ مین سے ایک من غلہ اسی طرح بھیڑ بکری بیل گائے اونٹ اور دیگر اشیا مین سے حسب نصاب معینہ شرعی راہ خدا مین خیرات کرنیکو جسکی بابت قرآن مجید مین جابجا تاکید وارد ہے جیسے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ نماز پڑھو اور ذکوۃ ادا کرو۔ اسکا نام ذکاۃ ہے۔ جسکو ہم آجکل کے لفظون مین ٹیکس کہتے ہین۔ توریت مین اُسکی تمثیل دیکھو کتاب استثنا باب ۱۴ آیت ۲۲۔ تو غلے مین سے سال بسال جو تیری

---

[1] اگر یہ اعتراض مان لیا جاوے تو پھر حضرت موسےٰ نے جو بحکم توریت ارواد اور ہارون کے بیٹون کے حقوق اپنی اُمت پر لگائے تھے اسکا کیا جواب ہے اور اسطرح یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنی نوع انسان سب ایکہی قسم ہین خداتعالےٰ نے جو بنی نوع مین سے چند کو منتخب کر کے نبی و ولی کا رتبہ بخشا یہ کون انصاف ہے اگر وہ چاہتا تو سبکو یکسان خلق کر دیتا۔ پھر قرآن مین ہے کہ بنی اسرائیل کو خدا نے سب مخلوق پر شرف دیا ایسا کیا کہا جاوے گا۔ پھر قرآن مین ہے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اسکو کیا کہا جاوے گا۔

کھیتی مین سے حاصل ہوتا ہے دسوان حصہ وفاداری سے خدا کو دیجیو
اپنے غلّے اپنی تیل اپنے مے مین سے وہ یکی نکالنا۔
مگر جس شدومد سے اس خیرات کا حکم قرآن مجید مین پایا جاتا ہے
کسی دوسری آسمانی کتاب مین باین تاکید اُسکے لئے حکم نہین
اور واقعی خیرات سے بڑھکر کوئی عبادت نہین اس حکم کی پوری پوری
تعمیل اہل اسلام نے کی ہے اور تکمیل حکم ذکاۃ قرآن پاک مین
ہوئی ہے۔

فرع پنجم حج

حج یہ ایک خاص قسم کی عبادت ہے جو امرا اور اہل دولت
مسلمانون کے لئے خدا نے مختص فرمائی ہے جو بیشمار فوائد پر مبنی ہے
اور اس سے اسلام کو اسقدر فایدے پہونچتے ہین جسکا ذکر اس کتاب
مین گنجایش نہین رکھتا۔ اور قرآن پاک مین اُسکی نسبت یہہ آیت
ہے۔ وَعَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ سورہ
آل عمران۔

تمام عمر مین ایک دفعہ مکہ معظمہ جاکر اعمال متعلقہ حج کا بجالانا ہر
دولتمند مسلمان پر اللہ تعالےٰ نے فرض گردانا ہے۔ اُس مین عبادت
ہے ریاضت ہے۔ خیرات ہو۔ انکسار ہے۔ طواف ہے۔ سعی ہے۔ قربانی
ہے جنکا مفصل ذکر کتب فقہ اہل اسلام مین بالتفصیل درج ہے
غرض اُس سے اجتماع متمول اہل اسلام اور مقتدر اشخاص کا شہر
مکے مین ہے جہان پر جاکر اُنکو اپنی سلامتی کے واسطے قربانی کرکے
راہ خدا مین تقسیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ کعبہ بیت اللہ ہے۔ جو بجائے
بیت المقدس جس طرح پہلی انبین اپنی سلامتی کی قربانی بیت المقدس مین

چڑہاتی تہین اب اہل اسلام کو وہان یعنے کعبہ مین اپنی سلامتی کی قربانی چڑہانے کا حکم ہے۔

بیت المقدس مین برابر تمام سال یہہ عمل قربانی کا جاری رہتا تہا یہان سال بھر مین صرف ایک دن یہ عمل کیا جاتا ہے وہان امیر غریب سب پر کئی قسم کی قربانیان لازم تہین یہان صرف امراء پر۔

فرع ششم جہاد

قرآن شریف مین جہاد کی بابت یہہ آیت ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ اے نبی لڑائی کر کفار ورمنافقین سے اور اُن پر سختی کر انکا ٹہکانا جہنم ہے اور بُری جگہہ پہر جانیکی ہے دیکھو سورۃ توبہ۔

اس طرح جہاد سب نبی بحکم خدا ہمیشہ کرتے رہے ہین۔ سوائے مسیحؑ کہ جنکو خداوند عالم نے جہاد پر مامور نہین فرمایا تہا۔ اور اسی سبب سے جناب مسیحؑ نے بڑی خوشی سے اپنی شہادت کو قبول فرمالیا۔ اور اُن کے شاگرد جو بیچارے چہوٹی چہوٹی قوم کے غریب آدمی تھے وہ حضرت کو اکیلا چہوڑ اوڑ گئے اور سوائے مسیح دو ہی چار نبی ایسے ہین جو جہاد سے بری تھے۔

جہاد تو شعار انبیا قرار پاچکا ہے اور جہاد ایک بڑا ضروری کام نبوت کا ہے۔ اسکی کیفیت تو بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتی ہے

توضیح۔ کعبہ بیت المقدس سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر فرمایا تہا اور وہ ہمیشہ سے جاء امن اور پرستشگاہ جلالی رہا۔

جس کے پڑہنے سے بخوبی روشن ہوسکتا ہے کہ تقریبًا تمام نبی اس کام پر منجانب خدا مامور تھے اور کہ پچھلے نبی کس کس طرح کفار سے جنگ کرتے تھے اور خدا اپنے نبیون کو کیسی کیسی ہدایتین فرماتا تھا اور کس خوبی سے فوجی خدمت لیتا تہا حضرت موسےٰ علیہ السلام ہمیشہ کفار سے لڑتے اور جنگ وجدال کرتے رہے جب موسےٰ ۱۲۰ برس کی عمر بہگت کر رہگرائے عالم بقا ہوئے اور اپنا وصی حضرت یوشع بن نون کو بحکم خدا فرما گئے تب یوشع بن نون نے بموجب فرمودۂ خدا تلوار پکڑی اور ہمیشہ کفار کے نیست ونابود کرنے مین مصروف رہے اور ایک دم اُن کی قتل وغارت سے دست کش نہوئے دیکھو یوشع کی کتاب مندرجہ بائیل۔ پھر قاضیون کی کتاب پڑہو اور اس مین جدعون نبی کے جنگ وجدال کی کیفیت پر غور کرو اسیطرح کتاب السلاطین مندرجہ بائبل مین نبیون کی لڑائیون کے حالات درج ہین اور ان سب لڑائیون کے حالات دیکہنے سے یہہ بہی بخوبی معلوم ہو جاوے گا کہ سب لڑائیون مین نبیون کے ساتہہ امداد غیبی رہتی تھی اور خدا ہمیشہ اور ہر جنگ مین اپنے نبی کو مدد دیتا اور تدبیرین سمجہاتا اور بتلاتا رہتا تہا۔ اور کہ انبیا کو یہ بھی حکم تہا کہ جو شخص خدا کا منکر تم کو ملے فورًا اُسکو قتل کرڈالو۔

اب مین چند آیات مندرجہ بائبل درج کرتا ہون تا کہ کچہہ کچہہ کیفیت جہاد انبیاء سلف ناظرین کتاب ہذا پر منکشف ہوجاوے۔

دیکھو استثنا باب ۱۷ آیت ۲۔ اگر تمہارے درمیان تیری کسی بستی کے پہاٹکون کے اندر جو خداوند تیرے خدا نے تجہ کو دیا ہے کہین کوئی عورت یا مرد پایا جاوے جس نے خداوند تیرے خدا کی حضور بدکاری کی ہو یعنی اُس کے عہد کو توڑا ہو اور جا کے غیر معبودون کی بندگی کی ہو اور اُنہین سجدہ کیا ہو خواہ چاند خواہ سورج خواہ آسمانی فوج کے کسی چیز کو

جن کی پرستش کا حکم مینے نہین کیا اور یہہ تجہے کہا جاوے اور تو سن
پاوے اور تحقیقات کرے اور دیکہو یہہ سچ نکلی اور یہہ بات یقین کو
پہونچے کہ بنی اسرائیل مین ایسا گہنونی کام ہوا ہے تو تو اُس مرد یا عورت
کو جس نے یہہ بُرا کام کیا ہے پہاٹکون پر لاؤ اور اُس مرد یا عورت
پر یہان تک پتھراؤ کیجیو کہ وے مرجاوے۔

پہر استثنا باب ۲۰ آیت پہلی اور جب تو جنگ کے لئے اپنے دشمنونکا
ساہمنا کرے اور دیکہے کہ اُن کے گہوڑے تجہہ سے زیادہ ہین تو تو
اُن سے خوف نکر الی آخرہ۔

آیت ۳۔ اور یون ہوگا کہ جب تم جنگ کے لئے اُن کے پاس جاؤ
تو کاہن لوگون کے پاس آکے خطاب کرے اور کہے اے بنی اسرائیل
سنو تم آجکے دن اپنی دشمنون سے نزدیک ہوئے ہو کہ اُن سے جنگ
کرو سو تمہارے دل ہراسان نہون تم خوف مت کرو۔ آیت ۵ اور
لوگون سے خطاب کرکے کہین تم مین سے کون شخص ہے جسنے نیا گہر
بنایا ہو اور اُسے مخصوص نہ کیا ہو تو وہ روانہ ہو اور اپنے گہر پہر جاوے
تا نہو کہ وہ جنگ مین قتل ہو اور دوسرا شخص اُسے مخصوص کرے۔ اور
کون ہے جسنے تاکستان لگایا ہو اور اُسکے پہل ہنوز کچہہ کہایا نہین
وہ بہی روانہ ہو اور اپنے گہر کو پہر جاوے تا نہو کہ وہ جنگ مین مارا جاوے
اور دوسرا کوئی اُسے کہاوے۔ اور کون ہے جس نے کسی عورت سے
منگنی کی ہو اور وہ اُسے اپنے پاس نہین لایا تو وہ بہی روانہ ہو اور اپنے
گہر جاوے تا نہ ہو کہ وہ لڑنے وقت مرجاوے قتل ہو جاوے اور
دوسرا مرد اُسے لے اور منصبدار پہر لوگون سے مخاطب ہو کر یہہ بہی
کہے کہ کون شخص ہے جو خوفناک اور کچا دل ہی سے روانہ ہو اور اپنے
گہر جاوے نہ ہو کہ اُسکے بہائیون کے دل اُسکی مانند بودے ہو جاوین

اور جب منصبدار سپہہ سب کچھہ لوگون سے کہہ چکین تب لشکر کے سرگروہون
کو لوگون کے آگے جانیکے لئے مقرر کرین۔
آیت ١٠۔ اور جب تو کسی شہر کے پاس اُس سے لڑنے کو آپہونچے
تو پہلے اُس سے صلح کا پیغام کر تب یون ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے
کہ صلح منظور ہے اور دروازے تیرے لئے کھولدے تو ساری خلق جو
اس شہر مین پائی جاوے تیری خراجگذار ہوگی۔ اور تیری خدمت
کرے گی اور اگر وہ تجھسے صلح نکرے بلکہ تجھسے جنگ کرے تو تو اُسکا
محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اُسے تیرے قبضے مین کردیوے تو
وہان کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دہار سے قتل کر مگر عورت اور لڑکون
اور مویشی کو اور جو کچھہ اُس شہر مین ہو اُسکا سارا مال لوٹ۔
آیت ١٥۔ اسیطرح تو اُن سب شہرون سے جو تجھہ سے بہت
دور ہون اور اُن قومون کے شہرون مین نہین ہین کیجیو۔
آیت ١٨۔ تاکہ وے اپنے سارے کریہہ کامون کے مطابق جو
اُنہون نے اپنے معبودون سے کئے تم کو عمل کرنا نہ سکھلادین کہ تم خداوند
خدا کے گنہگار ہوجاؤ۔
آیت ١٩۔ جب تم کسی شہر کو اس آزادی سے کہ لڑائی کرکے
اُسے لے لو مدت تک محاصرہ کئے رہو تو تبر چلا کر اُس کے درختون کو خراب
نہ کیجیو باب ٢١ آیت ١٠۔ اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنون پر خروج
کرے اور خدا اُن کو تیرے ہاتھون مین گرفتار کرے اور تو اُنہین اسیر
کر لاوے اور اُن اسیرون مین خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی
اُسے چاہے کہ تو اُسے جورو بناوے تو اُسے اپنے گھر مین لا۔
القصہ جہاد کے احکام سے تمام کتب انبیاء سلف مین کوئی بھی
ایسی کتاب نہین جو خالی ہو بجز انجیل اور بعض صحیفون کے۔ اور اکثر

انبیا جہاد کرتے رہے ہین اور ہمیشہ خدا کی راہ مین بحکم خدا کفار سے لڑتے رہے ہین۔ اخیر مین جناب محمد مصطفےٰ جہاد فی سبیل اللہ پر مامور تھے اور آپنے بھی جسقدر جہاد کئے سب بحکم خدا کئے اور سب لڑائیو نمین امداد غیب آپکی شامل رہتی اور فتح دائم آپ کی ملازم رکاب آپکے جہادون یعنے غزوات کی کیفیت کتب تواریخ مین دیکھنے سے قدرت خدا نظر آتی ہے۔ اور تہوڑی بھوڑی جمعیت کا گروہ کثیر پہ فتح نمایان حاصل کرنا اور ہر ایک مسلمان کا بے دھڑک کفار پر حملہ کردینا اور جان کو پرکاہ سے زیادہ نہ خیال کرنا اور کفار کا مقابلہ سے فرار ہوجانا صاف ظاہر کررہا ہے کہ رسول کی امداد کو ہمیشہ آسمانی فرشتے حاضر رہتے تھے۔ بلکہ بعد رسول مقبول جو لڑائیان خلیفہ صاحبان نے کین۔ اُن مین بھی جہاد رسول کا پرتو نظر آتا ہے[۱]۔

المختصر اس جہاد کے حکم کی تعمیل اسلام نے واقعی بڑی شد و مد سے کی دنیا جہاد کے نام سے تہرا گئی اور اب تک بہی اس نام کا اثر مضبوط سے مضبوط دل اور بڑی سے بڑی طاقت پر ہوجاتا ہے۔ اور ہونا چاہئے بہی۔

فصل دوم احکام تمدن و معاشرت

تمدن و معاشرت کی جن چند احکام اسلامیہ کی توریت سے تطبیق کتاب ہذا مین کیگئی ہے اُسکی تفصیل یہہ ہے۔

نوٹ:۔ [۱] کیونکہ اسلام کی امداد کا خدا نے وعدہ فرمایا تہا پس جو کوئی بہی حامی اسلام بنا اُسکی تائید ہوئی خواہ متقی نفس ہی کیون نہو جیساکہ اسپر ایک حدیث بہی گواہ ہے وہ یہہ ہے یوید الاسلام برجل الفاسق جیسے تجار۔ اور جسنے اسلام کی امداد کا بیڑہ اُٹھایا حمایت خدا اُسکے حق مین مددگار ہوئی

[١] ختنہ۔ [٢] عقیقہ۔ [٣] سود۔ [٤] خرید و فروخت غلامان۔ [٥] ذبح حیوانات [٦] حرام و حلال جانور۔ [٧] شراب۔ [٨] تعداد ازواج۔ [٩] غسل جنابت۔ [١٠] منی۔ [١١] جائز ناجائز نکاح یعنے کون کون عورتیں مرد پر حلال ہیں۔ [١٢] غسل مس میت۔ [١٣] جادو و نجوم۔ [١٤] موئے سر و ریش۔ [١٥] زن فاحشہ۔ [١٦] شہادت یعنے گواہی۔ [١٧] طلاق۔ [١٨] سزائے زنا۔ [١٩] نجاست سگ۔ [٢٠] تعظیم کتاب [٢١] ہجرہ۔ [٢٢] حرامزادہ۔ [٢٣] بنی امیہ۔ [٢٤] زن حائض و نفسا۔ [٢٥] مقدس مکانات میں جوتہ اوتارنا۔ بست و ششم مہر یعنے کابین۔ یہہ وہ احکام ہین جن کو ہم دین اللہ کا ہیولا یا ڈہانچہ کہہ سکتے ہین جو حضرت آدم سے تا جناب خاتم ایک ہی طرح پر رائج چلے آتے ہین۔ ان احکام سے کسی ایک کا بہی منکر اللہ کے دین کے احاطہ سے خارج ہوجاتا ہے اور ان احکام پر عمل کرنا موجب تذکیہ روح ہے۔ گو ان مسائل کی تعمیل انسان کی ظاہری حالت پر موثر نظر آتی ہے اور اسی سبب سے اسکو شریعت ظاہری کہا جاتا ہے مگر فی الواقع اسکا اثر باطن پر پڑتا ہے اور تصفیہ او تذکیہ نفس کے لئے اتباع شریعت محمدی لابدی اور ضروری امر ہے جو لوگ شریعت کی اطاعت سے انحراف کرکے حدود خدا کو توڑتے ہین جیسا اُن کا ظاہر انحراف شریعت سے خوار و ذلیل نظر آتا ہے۔ ویسا ہی اُنکا باطن بھی تیرہ و تار ہوجاتا ہے۔ نور ایمان کی روشنی اُن کے قلب سے محو ہوجاتی ہے اور روح کا پاک و صاف آئینہ لوث معصیت سے ملوث اور گندہلا ہوجاتا ہے۔

وہ احکام الٰہی کی اطاعت نہ کرنے سے دنیا کا ہر کام آزادانہ کرکے دام محبت دنیا مین مقید ہوجاتا ہے اور اللہ کی یاد سے اُسکا دل بالکل خالی رہجاتا ہے۔

المختصر جو احکام شریعت ظاہری کا منکر ہے اور اُسکی تعمیل

نہین کرتا اُسکو وہ مقدس ذات شاید ہی کبھی یاد آتی ہو۔ مگر پابند شریعت ظاہری کا ہر دم اور ہر لحظہ اور ہر عمل اور ہر فعل خدا کی یاد سے خالی نہین۔ اُس کو چونکہ ہر ایک ظاہری باطنی افعال مین حکم کی اطاعت کرنی ہے۔ لہذا بالضرور اُس احکم الحاکمین کی یاد سے وہ ایک دم بھی غفلت نہین کر سکتا۔ پس ایک سچے دیندار کا یہی فرض ہے کہ وہ ظاہر و باطن دنیا و آخرت کے کامون مین مطیع فرمان الٰہی بنے تب خدا کو یاویگا۔

اس دنیا کی آزادی انسان کو آگ کے تنور مین جسکا ذکر انجیل مین ہی ضرور قید کراوے گی۔

اوّل حکم ختنہ

ختنہ بحکم خدا جلیل اسلام مین رائج ہے اور تمام انبیا بعد از حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکی تاکید فرماتے رہے ہین اور امم سابقہ مین بھی اُسکا عمل جاری رہا ہے اور کہ سب نبی مختون ہوئے ہین حتے کہ جناب مسیحؑ کے بھی ختنہ کیے گئے ہین۔ موسےٰ کی کتاب اجبار باب ۱۲۔ آیت ۲۔ فقرہ ۳۵۔ آٹھوین دن لڑکے کی ختنہ کیا دے۔

پھر موسےٰ کی کتاب خروج باب ۱۲ پھر خداوند نے موسےٰ اور ہارون کو کہا کہ فسح کی رسم یہہ ہے کہ کوئی بیگانہ اُسے نہ کھاوے لیکن ہر ایک شخص کا غلام جو زر خرید ہے جب اُسکا ختنہ کیا جاوے تو وہ کھاوے۔ خروج باب ۱۲ آیت ۲۷ و ۴۰۔ اگر کوئی بیگانہ تمہارے ساتھہ مقیم ہو اور خداوند کا فسح کھانا چاوے تو اُس کے سب مرد ختنہ کراوین تب وہ نزدیک جاوین۔ موسےٰ کی کتاب پیدائش باب ۱۷

نوٹ دیکھو ختنہ کیسا تاکیدی حکم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ۹۹ برس کی عمر مین ختنہ کرایا۔

آیت ۸ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کے جب آٹھہ روز کا ہو ختنہ کیا جاوے۔ پیدایش باب ۱۷ آیت ۱۲ تیرے زر خرید غلام اور خانہ زاد کا ختنہ کیا جاوے۔ پیدایش باب ۱۷ آیت ۲۳ تب ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل اور سب خانہ زادون اور اپنے سب زر خریدون کی یعنے ابراہیم کے گھر کے لوگون مین جتنے مرد تھے سب کو لیا اور اسی روز ختنہ کرایا جس طرح خدا نے اُن کو فرمایا تھا جس وقت ابراہیم کا ختنہ ہوا وہ ننانوین ۹۹ برس کا تھا اور جب اُسکے بیٹے اسمٰعیل کے ختنہ ہوے وہ تیرہ برس کا تھا سو اُسی روز ابراہیم اور اُس کے بیٹے اسمٰعیل کے ختنہ ہوے اور اُسکے گھر کے مرد کیا گھر کے پیدا کیا پردیسیون سے خریدی ہوے سب کا ختنہ اُس کے ساتھ ہوے۔

پہر انجیل یسوع باب ۵ آیت ۵ سے ۹ تک بہی ذکر ہے کہ سب بنی اسرائیل کے لوگ جو ختنہ بیہ بعد حضرت موسے باقی رہگئے تھے حضرت یشوع نے اُن ختنہ کرادیئے۔ انجیل لوقا باب پہلا آیت ۵۹ کہ وے آٹھوین دن لڑکے کے ختنہ کرنے آئے اور اُسکا نام ذکریا جو اُسکے باپ کا نام تہا رکہنے لگے پہر اُسکی مان نے کہا نہین بلکہ اسکا نام یوحنا رکہا جاوے۔ لوقا باب اول آیت ۲۱ جب آٹھہ دن پورے ہوئے کہ لڑکے کے ختنہ ہون اُسکا نام یسوع یعنے مسیح کہا گیا۔

علاوہ آیات متذکرہ صدر توریت اور انجیل اور دیگر صحف انبیا مین متعدد مقامات پر ختنہ کا حکم ہے۔

الغرض ختنہ سب نبیون کے ہوئے ہین اور امم سابقہ اُسکی عامل رہی ہین معلوم نہین کہ عیسائی سنت ختنہ کے تاکیدی حکم سے کسطرح اور کس حیلہ سے منکر ہین۔ اگر نام کے عیسائی سنت ختنہ سے منکر ہون تو ہون۔ حضرت ابراہیم کو حکم دیا گیا تھا کہ یہہ نشان تیری اولاد مین

ابد تک رہے اسی لئے اُمت محمدی کے لوگ جو حضرت ابراہیم کی نسل
سے ہین کیونکر اس نشان ابدی سے محروم رہسکتے ہین۔

جب کسی عیسائی پر ختنہ کی بابت اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ اور
کچھہ نہین مگر یہہ جواب دیتا ہے کہ ظاہری ختنہ سے کچھہ فائدہ نہین ہمکو
اپنے دلکی ختنہ کرنا چاہئے۔

مگر کمال افسوس ہے کہ وہ یہہ نہین جانتے کہ دل کے ختنہ بلا
ظاہری ختنہ کے ہرگز نہین ہو سکتے۔ کیونکہ خداوند خدا کا اپنے بندون
سے یہ عہد ابد کے واسطے ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ غیر مختون خدا کی
جماعت سے کٹ جاویگا۔ جب ایک شخص خدا کی جماعت ہی مین نہین تو
وہ دلکا مختون بہی کسیطرح نہین ہو سکتا۔

اور یہہ فقرہ کہ دل کا مختون ہونا چاہئے۔ خود توریت مین بھی درج
ہے جس مین ظاہری ختنہ کرنے کا حکم بڑی شدومد سے دیا گیا ہے
اور حضرت ابراہیم نے اس حکم کی اتباع مین ۹۹ برس کی عمر مین اپنے
ختنہ کرائے تہے۔ کیا حضرت ابراہیم دل کے مختون نہین تھے۔ حالانکہ
وہ خاص بندگان الٰہی بلکہ اُسکے ایک اعلےٰ درجے کے نبی تھے۔ اور جملہ
خلائق کے رہنما اور ہادی۔ پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ ظاہری
ختنہ تمہارے دل کے ختنہ کے مانع نہین اور نہ باطنی ختنہ ظاھری
ختنہ کے ہارج بلکہ یہہ ایک دوسرے کے معین ہین۔ پہلے ظاھری
ختنہ کرو تب تم اس قابل ہوسکتے ہو کہ دل کے مختون بنو۔ دیکھو توریت
استثنا باب ۱۰ آیت ۱۵۔ اُسنے اُن کے بعد اُن کی اولاد کو یعنے تم کو
سارے گروہون کی نسبت پہلے برگزیدہ کیا جیسا کہ آج ہے پس
اپنے دلونکا ختنہ کرو۔ یہہ لوگ جنکو دل کے ختنہ کو خدا فرماتا ہے
ظاہری مختون بھی تہے۔ پہر آج ظاہری ختنہ کا حکم اس خیال سے

کہ ہم دل کے مختون ہیں کیونکر منسوخ ہو سکتا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ عیسائیوں نے چونکہ راہ ضلالت اختیار کرلی ہے اور خدا کا شریک ماننے لگے پس اللہ نے اُن سے اپنے عہد ابدی کی علامت جو اُس کے خاص بندوں کی ہے اور اُسکے مخصوصوں سے مخصوص ہے اٹھالی اور اب وہ اللہ کی جماعت سے کٹ گئے اور مشرکین میں جا ملے۔

دوم حکم عقیقہ

عقیقہ جب کسی مسلمان کے بیٹا یا بیٹی پیدا ہو وہ ایک دنبہ یا بکرا جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو یعنے لنگڑا اونچا گوش دیدہ یا گوش بریدہ یا کور یا اختہ نہو خدا کے نام پر ذبح کرکے اوسکا گوشت مستحقین کو دیدیں تاکہ خداوند اس مولود کی زندگی میں برکت عطا کرے اس کا نام عقیقہ ہے اور اسکے مفصل مسائل کتب فقہیہ میں دیکھو۔ اسی دن مولود کا نام رکھدیا جاوے۔ اور اُسکا سر مونڈکر قدرے زعفران اُسکے سر پر لگادیا جاوے۔ اور بالوں کے برابر سونا یا چاندی خیرات کردی جاوے۔ اسی طرح اُمت موسے میں بھی بموجب حکم خدا اُسکا رواج تھا اور یہی حکم عیسائیوں کے واسطے بھی ہے دیکھو توریت احبار باب ۱۲ آیت ۶ جب اُسکے پاک ہونے کے دن بیٹے کے لئے ہوں یا بیٹی کے تب وہ ایک برہ سوختنی قربانی کے لئے اور کبوتر یا قمری یا فاختہ قربانی کے لئے جماعت کے خیمہ کے دروازہ پر کاہن پاس لاوے تو اُسے خداوند کے سامنے گذرانے اور اُس کے لئے کفارہ دے اور اُسکو اُسکے خون بہنے سے پاک کرے یہ بیٹا یا بیٹی جننے کا حکم ہے۔ اسیطرح عقیقہ حضرت مسیح کا بھی ہوا تھا۔

علاوہ انہیں یہود بچے کی پیدائش ہوتے پر خدا کی نذر کی قربانی

کیا کرتے تہے جسکو ہم ٹہیک عقیقہ کی ہی تمثیل کہہ سکتے ہین۔

حکم سوم سود کا

ربا یعنے سود کی نسبت قرآن مجید یا فرقان حمید مین لفظ ربا آیا ہے اور اُسکے معنے اردو مین سود ہین۔ اور وہ یہہ ہے کہ کسی شخص کو روپیہ یا غلہ مثلاً گیہون یا خرما وغیرہ قرض دیدینا اور وہی جنس اُس سے جتنی دی تہی کسیقدر زیادہ لینا جیسے روپیہ دے کر سوایا من بہر گیہون دے کر سوا من گیہون لینا قس علے ہذا۔ اسیکو ہمارے پاک دین مین سود یا ربا کہتے ہین جسکی نسبت قرآن مقدس مین یون حکم ہے اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنے بیع تم پر جائز ہے اور سود لینا حرام اب دیکہو توریت کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۲۵ مین یون حکم ہے اگر تو تیرے لوگون مین سے کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے قرض دے تو تو اُس سے بیاجیون کیطرح سلوک مت کر اور اُس سے سود مت لے۔ پہر استثنا باب ۲۳ آیت ۱۹ تو اپنے بہائی کو سود پر قرض نہ دیجیو نہ نقد کی سود پر نہ غلات کی سود پر نہ کسی چیز کے جسکی عاریت سود پر کیجاتی ہو۔ علاوہ برین احبار باب ۲۵ آیت ۳۶-۳۷۔ امثال باب ۲۸ آیت ۸۔ خرقیل باب ۱۸ آیت ۸ یرمیاہ باب ۱۵ آیت ۱۰۔ ۱۵ زبور آیت ۵ مین بہی امتناع سود درج ہے۔ مگر کتاب استثنا باب ۲۳ آیت ۲۹ کے اخیر فقرے یہہ ہین جس سے سوائے اپنے اہل مذہب اور اپنے عزیزون کے غیر لوگون اور غیر مذہب والون سے سود لینے کی ممانعت پائی نہین جاتی۔ تو اجنبی کو

نوٹ اس مسئلہ مین فیمابین فرقہائے اسلامیہ بحث ہے ایک وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ سود خواہ کسی شکل کا حرام ہے تا تمیز مسلم و کافر دوسرا وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ

سود پر قرض دے سکتا ہے پر اپنے بھائی کو سودی قرض نہ دیجیو تاکہ
خداوند خدا اُس سرزمین میں جسکا تو وارث ہونے جاتا ہے اُن سب
کاموں میں جن میں تو ہاتھ لگاوے تجھے برکت دے۔ یہی حکم سود کا
مسلمانوں میں بھی ہے۔

حکم چہارم خرید فروخت غلامان

بیع و شری غلامان۔ بموجب قرآن جائز ہے مگر غلام کے
ساتھ نیک سلوک کرنے اور اُسکو اپنے بچوں کی طرح رکھنے کی سخت
تاکید ہے اور نیز اگر مالک مر جاوے اور اولاد نہ رکھتا ہو تو وہ غلام
اپنے آقا کا بمنزلہ اولاد وارث ہو اور خرید و فروخت غلامان از روئے
توریت بھی جائز ہے۔

استثنا باب ۵ آیت ۱۴ تو اس دن کام نکرنا تیرا بیٹا نہ تیری
بیٹی نہ غلام نہ تیرا گدھا نہ تیرا بیل نہ تیرا کوئی اور اُن اجنبیوں کے لڑکوں
میں سے جو تمہاری زمین میں پیدا ہوئے یا بود و باش رکھتے ہوں مول
لیجیو وہ تمہاری ملکیت ہونگے اور تو انہیں میراث کی طور پر رکھ
تمہارے بعد تمہارے لڑکوں کی موروثی ملکیت ہونگے ابد تک
تمہارے پیروہیں۔ استثنا باب ۱۲ آیت ۵ یہ بھی یاد رکھ کہ مصر کی زمین
میں تو غلام تھا۔ کتاب احبار باب ۲۵ آیت ۴۴ تمہارے غلام اور
تمہاری لونڈیاں جنہیں تم رکھو چاہیئے کہ اُن قوموں کی ہوں جو تمہارے
آس پاس رہتے ہیں تم اُن میں سے غلام اور لونڈیاں مول لینا
اور نسبت اہل اسلام جو عیسائی بابت خرید و فروخت غلامان معترض ہیں

بقیہ نوٹ:۔ ربا وہ ہے جو مسلمان مسلمان سے بقاعدہ صدر لین دین کرے اور اگر
غیر مسلم سے اسطرح معاملہ کیا جاوے نہ سود ہے نہ حرام۔

کہ مذہب اسلام مین خرید وفروخت غلامان جو بالکل خلاف رحم ہے جایز رکھی گئی ہے۔

یہ بالکل نادرست اور لغو ہے غلامون کی خرید وفروخت بحکم توریت دنیا مین قبل از اسلام مروج ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔ اور مذہب اسلام نے تو غلامون کے آزاد کرنے کی خوبیان اور ثواب لوگون کو تعلیم کئے ہین اور غلامون کے اوپر رحم کرنا اور اُنسے بقدر طاقت کام لینا اور اُن کو جو کچھہ آپ کہاوین کہلانا جو آپ پئین پلانا جو آپ پہنین پہنانا اور اگر آقا کی کوئی اولاد نہو غلام کا وارث یعنی بمنزلہ فرزند قرار دینا سکھایا ہے جسکا جی چاہے کتب فقہ اسلامیہ کو دیکھلے۔

مختصر یہ کہ مذہب اسلام غلامون کی آزادی کا جیسا طرفدار رہے اور کوئی مذہب ایسا طرفدار نہین۔ اور عیسائی جو آجکل آزادی غلامان مین ساعی ہین۔ یہہ اُن کے مذہب نے اُن کو ہدایت نہین کی بلکہ ابتدا تو اسلام کی مخالفت اُن کو آزادی غلامان کی طرف محرک ہوئی اور اب رفتہ رفتہ گویا یہہ عیسائی لوگونکا ایک شعار قرار پاگیا ہے۔

اور خرید وفروخت غلامان جبکہ بروئے توریت جایز ہے اور ایسی خرید فروخت بیرحمی وگناہ ہے تو عیسائیون کو اپنی کتب مقدس پر اعتراض کرنا اور اپنے خدا سے جنگ وجدال پر امادہ ہونا چاہیے نہ بیگناہ مسلمانون پر جنکا مذہب غلامون کے آزاد کرنے کی رغبت دلاتا ہے اور بحالت غلامی اُن پر اعلے درجہ کے رحم کی تاکید کرتا ہے۔

حکم پنجم طریق ذبح حیوانات

ذبیحہ اور مُردار سے مذہب اسلام مین یہ مراد ہے کہ جو جانور حلال

بموجب حکم شریعت ذبح کیا جاوے وہ ذبیحہ ہے اور حرام جانور یا جو حلال جانور خود بخود مرجاوے یا بلا ادائے احکام ذبح قتل کیا جاوے یا مار دیا جاوے وہ فرار۔ اُس جانور کو جس کو شریعت نے ہمارے اوپر حلال کیا ہے اللہ اکبر کہکر تیز چہری سے رو بقبلہ لٹا کر سبک ہاتہہ سے بہ نرمی و تیزی شہ رگ تک کاٹ دینا اور مچہلی کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر جال سے نکال کر خشکی مین ڈالدینا اور اونٹ کی شہ رگ پر نیزے سے ضرب لگانا جسکو نحر کرنا بولتے ہین۔ یا شکار پر اللہ اکبر کہکر تیر چلانا یا شکاری کتے کو جسکو شکار کرنا سکہلایا ہے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر شکار پر چہوڑنا یہہ سب قسمین ذبح کی ہین۔ اور جس جانور کی جان اسکے سوا کسی اور طرح سے نکلی ہو وہ مردار ہے۔ اور حرام جانور خواہ کسی طرح مرے یا قتل کیا جاوے وہ ہر طرح مردار ہے۔ ذبح کی نسبت مذہب اسلام مین یہہ ہدایت ہے جو بیان کیگئی۔ اور یہہ سب اسلئے ہے تاکہ ذبیحہ ما اُہل بہ لغیر اللہ کے تحت مین اگر حرام نہو جاوے جو قرآن مین وارد ہے۔

اب آیات توریت لکہتا ہون۔ خروج باب ۲۲ آیت ۳۱ مین یون درج ہے درندون کا پہاڑا ہوا جانور جو میدان مین پڑا ہو مت کہاؤ تم اُسے کتون کو دیجیو۔ احبار باب ۱۷ آیت ۱۵۔ اور جو کوئی کسی حیوان کو جو از خود مر گیا ہو یا اُسے درندے نے پہاڑا ہو کہاوے تو وہ شخص خواہ تمہارے دیس کا ہو خواہ پردیسی ہو اپنے کپڑے دہووے اور پانی مین غسل کرے اور شام تک ناپاک رہیگا تب وہ پاک ہوگا۔ اگر وہ نہ دہوئے نہ غسل کرے تو وہ اپنا گناہ آپ اُٹہاویگا۔ یہہ سب صورتین مردار جانورون کی ہوئی۔ اب ذبیحہ کی بابت یہہ آیت ہے اگر تم سلامتی کا ذبیحہ خداوند کے نام پر ذبح کرو تو تم اُسے اپنی رضامندی

سے ذبح کرو۔

(خداوند کے نام پر ذبح کرنے سے مراد وہی ہے جو مسلمانون مین یعنے خداوند کا نام لے کر)۔ یہان سے صاف وصریح ظاہر ہوگیا کہ قاعدہ مقررہ شریعت کے موافق جانور ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال قابل اکل وخورش ہے اور اُسکے علاوہ اگر کسی اور طرح کوئی جانور بیجان ہو جاوے تو مردار ہے اور حرام بھی ہے۔ یہی مسئلہ دین الدین ہمیشہ سے جاری ہے۔ اور جو لوگ اسکے خلاف عامل ہین وہ مخالف خدا ہین۔

حکم ششم بہ تفصیل حلال وحرام جانوران

قرآن پاک مین نسبت حلال وحرام جانورون کے مفصلہ ذیل آیات درج ہین:-

سورۃ مایدہ آیت پہلی رکوع پہلا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ جسکے معنے یہ ہین۔ مسلمانون اپنے اقرار پر مضبوط رہو۔ چوپائے جانور تمپر حلال کردیئے گئے ہین مگر وہ جو تمکو آگے پڑھ کر سنائے جاوین گے۔ لیکن جب تم احرام مکے کی حالت مین ہو تو شکار کو حلال مت جاننا بیشک خدا حکم دیتا ہے جیسا چاہتا ہے۔ پھر آیت چوتھی اسی سورۃ کی حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ

٥٠ مذہب اسلام نے اُن جانورون کے کہانیکو منع فرمایا ہے جنکا گوشت مضر صحت انسانی ہے اور بہائم اور طیور مین اُن کی شناخت کے قواعد مقرر کردیئے ہین۔

لِغَيْرِ اللّٰهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ۔

جسکے معنے یہ ہین. کہ مرا ہوا جانور لہو اور سور کا گوشت اور جس جانور پر بوقت ذبح خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اور جو گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو یا جو چوٹ سے مرا ہو یا گر کر مرا ہو یا جو سینگ لگنے سے مرا ہو یہ سب چیزین تم پر حرام کی گئی ہین اور درندون کا پھاڑا ہوا جانور جسکا تذکیہ نہ کیا گیا ہو یعنے مرنے سے پہلے اُسپر تکبیر نہ پڑہی گئی ہو یا تھانون پر چڑہے ہوئے جانور اور تیر سے جو اکھیلنے سے حصے بین لئے ہوئے جانور ان سب کا کھانا حرام ہے اور تمہارے لئے گناہ ہے۔ پہر اسی آیت مین ہے فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ الرَّحِيمُ۔ یعنے بحالت اضطراب بلا میلان طبع بمجبوری اگر ان مین سے کوئی چیز کھاؤ تو خدا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

پہر آیت پانچمین ہے اسی رکوع کی۔ يَسْئَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔

جسکے معنے یہ ہین. اے پیغمبر لوگ تمسے پوچہتے ہین کہ کونسی چیز انکے لئے حلال ہے سو تو بتلادے اُنکو وے سب چیزین جو طیب ہین تمہارے لئے حلال ہین اور شکاری جانورون کے شکار کئے ہوئے جانور بشرطیکہ وہ شکاری جانور تمہارے سکھائے سدھائے ہوئے ہون اور اُنکو بسم اللہ کہکر شکار پر چھوڑا گیا ہو اگرچہ قبل از ذبح مرجاوین وہ بھی تمہارے لئے حلال ہین اور خدا بہت جلد حساب

لینے والا ہے:۔

پہر آیت ۵ اسی رکوع مین ہے۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَ
وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ
جسکے معنے یہہ ہین۔ آج تمام طیبٰت چیزین اور اہل کتاب کا طعام یعنی
کہانا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے اور طعام تمہارا اُن کے لئے۔

اور سورہ بقر ۲۱ رکوع مین ہے:۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا
لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ جس کے معنے یہ ہین اے مسلمانون کہاؤ
تم رزق طیبت اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اُسی کی بندگی کرتے ہو۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
بہ تحقیق کہ اللہ نے تم پر مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیز
جو سوائے نام اللہ کے اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہے حرام کی ہے
اورصورت اضطراب مین بمجبوری اگر کہا تو کچہہ گناہ نہین خدا بخشنے
والا اور رحیم ہے پہر سورہ انعام رکوع ۱۴ مین ہے۔ فَکُلُوْا مِمَّا
ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ۔ پس کہاؤ تم جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح
کیا گیا ہے۔

پہر اسی رکوع مین ہے وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔ اور مت کہاؤ وہ جانور جسپر اللہ کا نام لیکر ذبح نہ کیا گیا
ہو کہ یہہ گناہ ہے اور اسی سورۃ مین ہے۔ ۱۷ رکوع۔
وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَلَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اور مویشی مین سے بعض بوجہ کش
اور بعض چہوٹے۔ اور کہاؤ تم جو اللہ نے تمہاری روزی گردانی ہین اور

اور شیطان کی پیروی مت کرو۔ پھر سورۃ انعام رکوع ١٨ مین ہے
یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ یعنے طیب چیزون
کو اُن پر حلال اور خبیث چیزون کو اُن پر حرام کرتا ہے۔ پھر سورۃ نحل
١٤ رکوع مین ہے وہی عبارت جو سورۃ بقر کے ٢١ رکوع مین ہے جسکا
ذکر کیا گیا صدر مین پھر سورہ حج رکوع ٤۔ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ۔ ان چیزون کے سوا جو تمپر ظاہر کردیگئی
ہین سب مویشی تمپر حلال ہین پس نجس چیز سے بچو۔

یہ ذکر حلال و حرام جانورون کا ہے قرآن پاک مین اور تفصیل
حرام حلال جانور کی بھی ظاہر فرمائی امت پر رسول مقبول نے اور
شایع کیا ہے اُس تفصیل کو اسلام مین بوجہ احسن راسخون فی العلم
یعنے ائمہ اطہار علیہ السلام نے۔

اب توریت کی آیات کا ذکر کیا جاتا ہے واسطے میلان کے۔
دیکھو موسٰے کی کتاب احبار باب ١٧ آیت ١٢۔ اس لئے مینے بنی اسرائیل

حاشیہ نمبر (٢٣) لہ لفظ طیب جو آیات قرآنی مین وارد ہے اُس سے بظاہر
تو یہی مراد معلوم ہوتی ہے کہ وہ جملہ حیوانات و پرند و چرند جو پہلے سے امم سابقہ
مین بحکم خدا طاہر و حلال چلی آتی ہین وہی مسلمانون کے واسطے بھی طاہر اور پاک
ہین۔ اور سور اور خون اور غیر ذبیحہ کی حرمت کا ذکر بالخصوص جو قرآن پاک مین
فرمایا گیا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ نصرانی اُن کو برخلاف حکم خدا باستبداد تمام
بڑے ذوق و شوق سے کہانے پینے لگ گئے تھے اور ذبح کے احکام کو بالکل
نسیًا منسیا کردیا تھا اور ایسے ہی وہ خون سے بھی احتراز نہین کرتے تھے چنانچہ
ابتک بھی وہ اسپر مصر ہین۔ اور قرآن شریف مین سورۃ انعام رکوع ١٩ سے
بخوبی تائید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ
وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

سے کہا کہ تم مین سے کوئی خون نہ کہاوے اور کوئی مسافر جس کی بود باش تم مین ہے لہو نہ کہاوے اور بنی اسرائیل مین سے یا مسافرون مین سے جسکی بود باش تم مین ہے جو شخص شکار کرے اور کوئی چرند پرند کہانے مین آوے اور اُسکا لہو بہاوے اور اُسے مٹی مین چہپاوے ایضاً آیت ۱۵۔ اور جو کوئی کسی حیوان کو جو از خود مر گیا ہو یا کسی درندے نے اُسکو توڑا ہو کہاوے تو وہ شخص خواہ تمہارے دیس کا ہو خواہ پردیسی وہ اپنے کپڑے دہووے اور پانی سے غسل کرے اور بابت اُسکی جسکو کسی نے مار ڈالا ہو بلا ارادے ذبح کے۔

پہر احبار باب ۱۹ آیت ۵ اگر تم سلامتی کا ذبیحہ خدا کے لئے کرو تو تم اُسے اپنی رضامندی سے ذبح کرو۔ توریت احبار باب ۱۱ آیت ۷۔ اور سور کہ کُہر اُسکا دو حصہ ہوتا ہے مگر جگالی نہین کرتا وہ بہی ناپاک ہے تمہارے لئے۔

علاوہ اِسکے وے سب جانور جو مسلمانون کے مذہب مین حرام ہین وہی سب بحکم توریت بہی حرام ہین۔ دیکہو احبار باب ۱۱ آیت پہلی سے لغایت ۶۔ پہر خداوند نے موسے اور ہارون سے خطاب کرکے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل سے کہو کہ سب چارپایون مین سے جو زمین پر

بقیہ حاشیہ نمبر (۳۳) مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ جسکے معنی یہ ہین کہ ہمنے موسیٰ کو کتاب توریت عطا کی جس سے نیک بندون کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور اس مین کل باتون کے تفصیلی احکام موجود ہین اور لوگون کے لئے ہدایت اور رحمت ہے اور توریت موسے کو اس واسطے دی گئی تہی کہ لوگ اُسکو پڑہکر اپنے خدا سے ملنے کا یقین لاوین اور یہ قرآن بہی ہمنے ہی نازل کیا ہے اسکے حکم پر چلو اور خدا سے ڈرو عجب نہین کہ تم پر خدا رحم کرے۔

ہین اور تمہین اُنکا کہانا حلال ہے یہہ ہین۔ سب چوپائے کہروالے
جنکا کُھر چرا ہوا ہو اور جگالی کرتے ہون تم اُنہین کہاؤ اور اگر اُن مین
سے جو گالی کرتے ہون یا کہر اُن کے چرے ہوئے ہوتے ہین۔ اُن کو
مت کہاؤ جیسے اونٹ کہ وہ تو جگالی کرتا ہے پر کہر اُس کا چرا ہوا
نہین ہوتا سو وہ ناپاک ہے تمہارے لیئے۔ اور سافن کہ وہ جگالی
کرتا ہے اور کُھر اُسکا چیرا ہوا نہین وہ بہی ناپاک ہے تمہارے لیئے اور
خرگوش کہ وہ تو جگالی کرتا ہے پر اُسکا کُھر چیرا ہوا نہین وہ بھی ناپاک
ہے تمہارے لیئے اور سور کہ کُھر اوسکا دو حصہ ہوتا ہے اور اُسکا پاون
چیرا ہوا ہے پر وہ جگالی نہین کرتا وہ بھی ناپاک ہے تمہارے لیئے تم
اُس کے گوشت مین سے کچہہ نہ کہاؤ اور اُن کے لاشون کو نہ چہوو کہ یہہ
ناپاک ہین تمہارے لیئے اور سب اُن مین سے جو پانی مین ہین جنکا کہانا
تمہین روا ہے سو یہہ ہین۔ سب وہ جانور جنکے پر ہین اور چہلکے ہین
سمندرون مین ہون یا نہرون مین تم اُنہین کہاؤ لیکن وے سب
جانور جن کے نہ پر ہون نہ چہلکے سمندرون مین ہون یا نہرون مین جو
پانی مین رینگتے ہون اور وے سب حیوان جو پانی مین رہتے ہین وہ
مکروہ ہین تمہارے لیئے تم اُن کے گوشت مین سے نہ کہاؤ۔ آیت
۱۳۔ اور پرندون مین جنسے تم گھن کرو اور جن کو نہ کہاؤ یہہ ہین نسر
عقاب گدہ چیل شاہین اور سب قسم اُسکے سب کوّے اور اقسام
اُسکے اور شتر مرغ اور اُلّو اور کوکل اور رخم اور راج ہنس اور حوصل
اور چوہے مار اور لق لق اور بگلا اور سب قسمین اُسکی اور ہدہد اور
چمگادڑ اور سب پرندے جو چار پاؤن پر چلتے ہین وہ مکروہ ہین تمہارے
لیئے مگر سب اُڑنے والے کیڑے مکوڑون مین سے جو پانی پر چلتے
ہین اور اُنکی ٹانگین اوپر سے پنڈلیون پر جہکی جائین کہ وہ اُن سے

گودکر زمین پر چلتے ہین اُن مین سے وے جنہین تم کہاسکتے ہو سو یہہ ہین۔
ٹڈی اور اقسام اسکے پھر سب باقی رینگنے والے ٹڈی مین سے جن کے
چار پاؤن ہین وہ مکروہ ہین تمہارے لئے اور اُن سے تم ناپاک ہوگے
ایضاً آیت ۲۹۔ اور رینگنے والون مین سے جو زمین پر رینگتے ہین یہہ
ناپاک ہین تمہارے لئے چھچھوندر۔ اور چوہا اور گوہ اور اقسام یہہ ناپاک
ہین۔ ایضاً آیت ۴۲۔ اور جو اپنے سینہ پر چلے اور وہ سب جو چار
پاؤن پہ چلتے ہین اور بہت پاؤن والے سب رینگنے والون مین سے
جو زمین پر رینگتے ہین تم انہین نہ کہاؤ اس لئے کہ وہ مکروہ ہین۔
آیت ۲۷۔ اور ہر ایک جو انگلیون کے بل چلتے ہین چار پاؤن پر
چلنے والے ہین سب طرح کے جانورون مین سے ناپاک ہین تمہارے
لئے یہ تفصیل ہے حرام حلال جانورون کی بائبل مین اور مذہب
اسلام مین بھی حسب مذہب امامیہ یعنے بطریق اہل بیت رسول
کریم اسی تفصیل کے موافق حلال و حرام جانور معلوم ہوتے ہین اور
تھوڑی ہی تفاوت ہے مذہب حنفی کی رو سے بھی یہی تفصیل حرام
حلال جانورون کی پائی جاتی ہے اور فرق درمیان مذہب امامیہ
اور مذہب حنفیہ اہل سنت مروجہ ملک ہند نسبت حرام و حلال جانورون
کے یہی صرف خرگوش و ماہی بلافلس اور مور مین کہ یہ تینون جانور بموجب
مذہب امامیہ اور توریت حرام ہین اور مذہب حنفی مین وہ ملائے گئے ہین
حلال۔ اب مین براہ صراحت پیش کرتا ہون ایک نقشہ حرام حلال
جانورون کا بموجب مذہب اسلام و توریت۔

(۱) مذہب اسلام مین جانور تحت بہیمۃ الانعام۔	توریت مین حلال جانور بموجب حکم جیکے کھُر چِرے ہوئے ہین اور جگالی کرتی ہین۔

گائے بیل بہنیس چھوٹا بکری بکرا مینڈھا بھیڑ دمبہ ہرن پاڑا گورخر۔	گائے بیل بہیس چھوٹا بجری بجرا مینڈھا بھیڑ دمبہ ہرن پاہڑا گورخر۔
روجیہ بارہ سنگا نیل گاؤ	روجیہ نیل گاؤ بارہ سنگا

اس تفصیل مین صرف اونٹ کی حلت وحرمت مین درمیان مذہب اسلام اور توریت تفاوت ہے باقی سب بالاتفاق دونون مذہب مین حلال ہین۔

(۲) حرام چوپائے بموجب مذہب جو نہین تحت بہیمۃ الانعام	حرام چوپائے جو بموجب توریت نہین کرتے جگالی یا جنکے کھر چرے ہوئے نہین یا جو نہین کرتے جگالی اور نہین چرے ہوئے کھر۔
ہاتھی خرگوش سور اور مکروہ گھوڑا گدہا۔	ہاتھی خرگوش سور گھوڑا گدہا۔
(۳) سباع حرام بروئے اسلام۔	بروئے توریت وہ چارپائے جو انگلیون پر چلتے ہون حرام۔
بگھیرا۔ لومڑی شیر گینڈا سیہ گوش ریچھ گیدڑ کتا بلی بھیڑیا۔ لنگور۔ بندر۔ تیندوا	بگھیرا۔ لومڑی شیر گینڈا سیہ گوش ریچھ گیدڑ کتا بلی بھیڑیا لنگور۔ بندر۔
(۴) پرند جانور حلال بروے مذہب اسلام۔ بٹیر۔ تیتر۔ بط اگن مرغ۔ کبوتر۔ پیا ڈومنی۔ چکور۔ طوطی ہلالی سارس جبل کوکڑ کونج	حلال پرندے بروئے توریت بٹیر۔ تیتر۔ بط رگن مرغ کبوتر پیا ڈومنی۔ چکور۔ طوطی ہلال۔ سارس جبل کوکڑ۔ کونج لوا پپیرو۔ گوگل۔ ہریل لوٹا پپیا۔

بسیرو۔ گوکل۔ ہریل طوطا۔ بلبیا۔ سیروہی۔ بگلا۔	سیروہی۔
(۵) حرام پرندے اسلام کے بموجب چیل۔ الو۔ نسر عقاب گدہ۔ شاہین۔ باز۔ کوا۔ بوم شتر مرغ رخم ہرکل۔ سمور چوہے مار۔ سحاب۔ بگو۔ سارو دل ستقنقور۔ کوئیل۔ مور۔ ہدہد طوطا۔ چنڈول۔ چمگادڑ۔ سیمرغ۔ حواصل لکلک۔	حرام پرندے توریت کی بموجب نسر عقاب۔ گدہ۔ چیل شاہین باز۔ کوے۔ الو۔ شتر مرغ۔ ہرکل۔ رخم۔ راح۔ ہنس۔ مور حواصل۔ چوہے مار۔ لق لق۔ ہدہد۔ بگلا۔ کوکل۔ چمگادڑ۔

بالعموم پرندے جانور دونون مذہب مین ایک ہی موافق حلال حرام مانے گئے ہین اور اگر کسی جانور کا نام جو شرع اسلام مین حرام ہین توریت مین درج نہین تو وہ از روئے توریت بھی حرام ہی ہے کیونکہ اُس مین بعض جانورون کے ساتھ اُن کے اقسام کا حرام ہونا بھی درج ہے مثلاً کوا اور کوے کے اقسام حرام ہین پس کوئل کا نام توریت مین نہین لیا کیونکہ وہ کوے کے اقسام مین داخل ہے۔ قس علیٰ ہذا۔

(۶) دریائی جانور جو بروئے اسلام حلال ہین۔	دریائی جانور جو حسب توریت حلال ہین۔
صرف ماہی فلس دار	صرف ماہی فلس دار
(۷) اوڑنے والے کیڑے مکوڑے جو بروئے مذہب اسلام حلال ہین۔	اوڑنے والے کیڑے مکوڑے جو بروئے توریت حلال ہین۔
صرف ٹڈی۔	صرف ٹڈی۔

(۸) حرام کیڑے مکوڑے حسب شرع اسلام۔	حرام کیڑے مکوڑے حسب توریت۔
چھچھوندر۔ چوہا۔ گرگٹ۔ گوہ چھپکلی۔ گلہری۔	چھچھوندر۔ چوہا۔ گوہ۔ چھپکلی۔ گرگٹ دال۔ خرادن۔ گلہری۔ بموجب توریت آیت ۴۲۔ حرام ہے۔
(۹) حرام جانور گزندی بروئے مذہب اسلام۔ سانپ بچھو۔ کنکھجورا۔	حرام خزند جانور حسب توریت سانپ۔ بچھو۔ کنکھجورا۔

تنبیہ

اب اس سے زیادہ تصدیق حرام حلال جانورو ں کی جو بروئے مذہب اسلام حرام حلال بتلائے گئے ہین کیا ہو سکتی ہے کہ خود توریت ..... کی حلت اور حرمت پر شہادت دے رہی ہے۔ تسپر بھی اگر مخالفان دین اللہ گوشت خنزیر کھاوین اور ہر جانور کو بلا تمیز حلال و حرام نوش جان کرجاوین تو وہ جانین آخر ایک دن پیش خداوند عالم سبکو حاضر ہونا ہے اور اپنے نیک بد اعمال کی بابت جوابدینا ہے اگر یہان ہٹ دھرمی چل سکتی ہے تو وہان ہرگز پیش نہین چل سکے گی اور وہان انحراف احکام خدا کا نتیجہ ضرور ہی ملیگا۔ لطف تو یہہ ہے کہ خدا کا حکم خود نہین مانتے اور مسلمانون پر جو احکام الٰہی کا ایک نکتہ سے بھی انحراف نہین کرتے زبان طعن و تشنیع دراز کرکے انکا دل دکھلاتے ہین۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔

ساتوان حکم شراب کا

مذہب اسلام مین جملہ مسکرات کا استعمال حرام ہے اور

شراب کی نسبت قرآن شریف مین یون درج ہے۔ اَلْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ اور پھر اِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔

جسکے معنے یہہ ہین کہ شراب اور جوا ناپاک اور عمل شیطان سے ہین اور اُسکا گناہ اُسکے نفع سے زیادہ ہے۔

اب دیکھو انجیل لوقا باب اول آیت ۱۵ یوحنا کی نسبت یہہ آیت ہے کیونکہ وہ خداوند کی حضور بزرگ ہوگا اور نہ مے اور نہ کوئی نشہ پیوے گا اور اپنی مان کے سبب روح القدس سے بہر جاویگا۔ پہر ایک اور جگہہ انجیل مین ہے جو شخص شراب پیوے گا وہ آسمانی سلطنت مین دخل نہ پاویگا۔

توریت گنتی باب ۶ آیت پہلی پہر خداوند نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم کر اور اُن کو کہہ جب کوئی مرد یا عورت اپنے تئین الگ کرکے منت مانئے کہ آپ کو خداوند کے لئے نذر بناوے تو چاہئے کہ وہ مے سے اور نشے کی چیزون سے پرہیز کرے اور مے کا یا شراب کا کوئی سرکہ نہ پیوے اور انگور کا شیرہ ہرگز نہ پیوے یہہ بہی شراب اور نشے کی چیزون کی ناپاک ہونیکی ایک عمدہ شہادت ہے اور اسی طرح انجیل قرنتیون کا باب ۶ آیت ۱۱ اور توریت احبار باب ۱۰ آیت ۹ مین اُسکے استعمال کی ممانعت درج ہے۔ اور نیز قاضیون کی کتاب باب ۱۳ آیت ۷ پہر اُسنے مجہے کہا دیکہہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی تو اب مے یا کوئی نشہ نہ پیجیو۔ اور ناپاک چیز نہ کہائیو کیونکہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے اُسکے مرنے دن تک خدا کا نذر ہوگا۔

پہر قاضیون کی کتاب باب ۱۳ آیت ۱۴ وہ ایسی چیز جو تاک سے پیدا ہوتی ہے نہ کہاوے اور مے یا کوئی نشہ نہ پیوے اور ناپاک

چیز نہ کہاوے ان سب حکمون کی جو مینے لکھے ہین محافظت کرے۔

دیکہو سب نبی شراب اور نشیلی چیزون کی استعمال کی بحکم خدا ممانعت فرماتے رہے ہین لیکن اسلام نے اسکی ممانعت کی پوری تکمیل کر دیکہائی ہے۔

ہشتم حکم نکاح کا

عیسائیون کا نسبت اہل اسلام کیہہ اعتراض کہ مذہب اسلام مین ایک ہی وقت مین کئی کئی جوروئین کرنے کا حکم دیکر لوگون کو بدتہذیب بنا دیا ہے حالانکہ ایک ہی وقت مین کئی بیبیان کرنے سے دنیا مین قسم بقسم کے مفسدات برپا ہوتے ہین۔

یہہ کہنا انکا ہرگز درست نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر سے پہلے عرب اور نواح عرب مین اور نیز دوسری نبیون کی اُمتین بیشمار نکاح کرتے تھے اور کئی کئی بی بیان اپنے عقد مین لیتے تھے اور کوئی حد واسطے نکاح کے مقرر نہ تہی بلکہ بعض پیغمبرون نے بہت بہت نکاح کئے ہین چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بی بیان تہین جو مشہور بات ہے اور حضرت سلیمان کی سات سو بی بیان اور تین سو حرم۔ اول سلاطین ۱۱ باب ۱۔ ۳۔ آیت رحبعام کی ۱۸ بی بیان ۶۰ حرم تواریخ ۲۔ باب ۱۱۔ آیت ۲۱۔ وغیرہ اور ان کے سوا اور نبیون کی بہی کئی کئی بی بیان تہین بمقابلہ اُس کثیر تعداد ازدواج کے جو آنحضرت کے عہد مبارک سے پیشتر اہل عرب اور اُمت ہائے سابقہ مین مروج تہی اسلام نے جو چار بیبیون کی حد قائم

نوٹ:۔ البتہ بزرگان دین جو اپنے نفس پر قادر ہوتے تہے بنظر ترقی النسل یا کسی دوسری وجہ اور مصلحت سے کئی کئی بی بیان کی ہین جسپر کوئی اعتراض عائد نہین ہو سکتا کیونکہ انہون نے ہی وقت واحد مین چار بی بیون سے زیادہ اپنے تحت مین نہین رکہین۔

کردی گویا کثرت ازواج کو فی الاصل معدوم کر دیا تسپر جو لوگ بجائے
شکر گذاری اسلام پر اس معاملہ مین طعن اور اعتراض کرتے ہین وہ فی الواقع
نہایت ہی بے انصاف اور ظالم ولایعقل محض ہین۔ پھر اسلام نے
چار بی بیان کرنے کو بھی مشروط بشرط عدالت کیا ہے جس سے ایک
سچا اور پکا دیندار عام مسلمان ہرگز ہرگز کسی طرح نکاح کرنے کی قابلیت
پیدا نہین کر سکتا گویا اس شرط نے فی الحقیقت عام اہل اسلام کو ایک
ہی نکاح کا پابند بنا دیا ہے۔

دیکھو قرآن مجید سورہ نساء فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً
جسکے معنے یہہ ہین کہ اگر تم ڈرتے ہو کہ درمیان اپنی بی بیون کے عدالت
کا برتاؤ نکر سکوگے تو صرف ایک ہی بی بی کر رہی یہ بات کہ ایک سے
زیادہ نکاح کرنا مورث فساد ہے سو یہہ فتوے بلا سوچے سمجھے براہ
تعصب دیا گیا ہے۔ کیا معنے کہ زنا سخت ترین گناہ سے ہے اور بعض
ملکون کے طاقت ور اور مضبوط لوگ ایسے ہوتے ہین جو ایک شب
بھی بلا عورت بسر نہین کر سکتے چہ جائیکہ مہینون بلا عورت رہسکین پس
ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص کو صرف ایکہی بی بی پر اکتفا کرنا غیر ممکن اور محال ہے
جب تک کہ وہ اپنے نفس پر بڑا ہی جبر نکرین۔ اور درحالیکہ غلیان خون
اور جوش خواہش نفسانی ہو اور پھر اُسپر شیطان کا غلبہ قلب انسان
پر ہوا چھے سے اچھے اور نیک سے نیک مرد کو صراط مستقیم سے ڈگمگا دیتا
ہے۔ اور یہہ خوب طرح ظاہر ہے کہ ایک بی بی کا شوہر جب کہ اُس کی
بیوی کو ایام آتے ہون اور جبکہ اسکی بی بی حمل سے ہو مثل بے جورو والے
آدمی کے ہوتا ہے کیون کہ ان دونون حالتون مین وہ جماع نہین کر سکتا
پھر کیون کر مرد کو ایک بی بی کرنے پر خدا مجبور کرتا اور اگر مجبور کیا جاتا تو
بے شک اُسکے واسطے تکلیف مالایطاق تھی اور اس صورت مین نسبت

اُس فساد کے جو چار بی بیان یا ایک سے زیادہ نکاح کرنے سے خیال کی
گئی ہین زیادہ تر منہیات اور مفسدات برپا ہونیکی اُمید قوی تھی اور
لامحالہ زنا سے بچنا ایسے مغلوب الشہوت لوگونکا غیر ممکن تھا اور نیز یہہ
بھی ہے کہ ایک سے زیادہ بی بیان سبب کثرت اولاد کا بھی ہین جو ایک
بڑا مفید اور ضروری مطلب ہے اور بعض وقت تو ایک سے زیادہ بی بیاں
کرنا آدمی کے لئے سخت ضروری ہوجاتا ہے مثلاً بحالت لاولدی یہ
بھی تجربہ مین آیا ہے کہ ایک بی بی کی گئی اور اولاد نہوئی پھر دوسری کی
تب بھی اولاد سے محروم رہا پھر تیسری بی بی کی تو خداوند عالم نے اولاد
عطا فرمائی بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ تینون سے بھی یکبارگی اولاد ہوگئی
اور اخیر عمر تک اگر انسان کی اولاد نہوئی ہو تو اخیر عمر مین تو دو تین بی بیونکا
کا کرنا بشرطیکہ جوانی مین کوئی شخص محروم الاولاد رہا ہو بہت ہی مناسب
امر ہے کیونکہ مرد بحالت ضعیفی آفتاب سرکوہ کی مثال ہوتا ہے اگر
ایک بی بی ہی پر اکتفا کرے تو ذرا مشکل امر ہے کہ وہ صاحب اولاد
رہے کیونکہ اولاد ہونے مین کم سے کم تین تین سال کا فاصلہ ایک
ایک بی بی سے درکار ہے جس سے ایک اچھا عرصہ اُسکی زندگی کا تمام
ہوجاتا ہے پھر اگر وہ اولاد مرگئی تو پھر جیسا تھا ویسا ہی رہگیا اور تین
یا چار بی بیون سے ایک ہی سال مین کئی بچے ہوسکتے ہین بنا بران
شارع علیہ السلام نے بموجب فرمان خدا جو حکم مسلمانون کو بابت
۴ نکاح کے دیا ہے وہ عین مصلحت و ثواب معلوم ہوتا ہے اور اسپر
کسی نوع کے اعتراض اور الزام کی ایک صاحب دانش آدمی کی نظر مین
گنجایش نہین ہوسکتی عقل انسانی خدا کے احکام کے غوامض اور نکات
کا صحیح اندازہ ہرگز نہین کرسکتی نہ اسپر حرف گیری ہوسکتی ہے
الحاصل اسلام نے ہرگز ایک بی بی سے زیادہ کی ہر ایک کو جو فیما بین

اپنی بی بیون کے عدالت کا برتاؤ نہین کرسکتا اجازت نہین دی مگر خاص خاص لوگون کو جو یقیناً عدالت کو ہاتھہ سے نہین دے سکتے اور جن کے واسطے ایک سے زیادہ بی بیون کی اشد ضرورت ہو پابندی احکام شرع چار بی بیان تک کرنے کی اجازت دیگئی ہے اس مین کسی قسم کی قباحت نہین اگر ایسی مناسب تعداد کا مقرر کرنا عین مناسب اور درست ہے الحق کہ اسلام نے غیر محدود ازواج کی بڑی بیماری روک کر کے ایک نہایت عمدہ مقدار یا تعداد نکاحون کی مقرر کردی ہے۔

نوان حکم غسل جنابت

غسل جنابت۔ جب کوئی شخص جماع کرے یا اُسکو سوتے مین احتلام ہوجاوے ایسی حالت کو جنابت بولتے ہین۔ اہل اسلام جب کوئی شخص ایسی حالت مین ہو اُسکو ناپاک جانتے ہین۔ اور جب تک وہ غسل نکرے پاک نہین ہوتا اور اُس غسل کو جو واسطے رفع جنابت کیا جاوے غسل جنابت کہتے ہین۔

توریت مین بکتاب احبار باب ۱۵ آیت ۱۶۔ اُس کی نسبت یون درج ہے جب کسی شخص کو احتلام ہو تو وہ اپنا سارا بدن پانی سے دھوکر ایضاً آیت اور وہ عورت جس سے مرد صحبت کرے اور منزل ہوے دونو پانی سے غسل کرین۔ دیکھو یہہ مسئلہ کیسا مطابق ایک دوسرے کے ہے۔ پھر دیکھو استثنا باب ۲۳ آیت ۱۰۔ اول سموئیل باب ۲۱ آیت ۴-۲ بغیر پاک ہوئے کے کھانا نہ چاہیئے۔ پھر ۲ سموئیل باب ۱۱ آیت ۴ بغیر طہارت جماع نکرو اسی طرح ۲ قرنتیونکے ۷ باب مین لکھا ہے کہ پس اے عزیز و چاہیئے کہ تم اپنے وعدے پاکے آپکو ہر ایک طرح کی نجاست روحانی اور جسمانی سے پاک رکھو۔

(۱۰) حکم دہم نجاست منی

نطفہ یا منی بروئے مذہب اسلام ناپاک ہی۔ ایسا ہی توریت مین بھی منی کو ناپاک لکھا ہے دیکھو احبار ۱۵۔ آیت ۱۷۔ اور جس کپڑے یا چمڑے پر نطفہ لگ جاوے تو وہ کپڑہ یا چمڑہ پانی سے دھویا جاوے۔

(۱۱) جن عورتون سے نکاح جائز ہی یا ناجائز انکی تفصیل

بروئے مذہب اسلام و توریت

قرآن شریف مین جن عورتون سے نکاح ناجائز ہے انکی تفصیل یون لکھی ہے۔ سورۃ نساء قریب شروع والمحصنات۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

جسکے معنے یہی ہین کہ حرام کی گئین ہین تمپر مائین تمہاری اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجیان اور بھانجیان تمہاری اور جنہون نے تمہین دودھ پلایا ہے اور دودھ پلانیوالیونکی بیٹیان اور تمہاری عورتون کی مائین یعنے ساس اور وہ لڑکیان جو ائین ہون تمہاری جورون کے ساتھ پہلے خاوند سے جو ہون انکی گود مین بشرطیکہ صحبت کی ہو تمنے اس عورت سے اور اگر نہین کی تمنے صحبت اُس عورت سے پس نہین گناہ تمپر اور تمہارے بیٹون کی جوروئین جو ہین تمہاری صلب سے اور نہ

جمع کرو دو بہنون کو اپنے عقد مین مگر جو اس حکم سے پہلے ہین وہ جائز ہین اور خدا مغفرت کرنے والا ہے۔ اور زنان شوہر دار۔

اب دیکھو توریت اجبار باب ۱۸ آیت ۶ تم مین سے کوئی اپنے قرابتی کی برہنگی ظاہر کرنیکے لئے اُسکے نزدیک نہ جاوے کہ مین خداوند ہون تو اپنے باپ کی برہنگی یا مان کی برہنگی ظاہر مت کر وہ تیری مان ہے تو اپنے باپ کی جورو کی برہنگی ظاہر مت کر کہ وہ تیرے باپ کی برہنگی ہے تو اپنی بہن کی برہنگی ظاہر مت کر یا اپنے باپ کی بیٹی کی یا اپنی مان کی بیٹی کی برہنگی خواہ وہ گہر مین پیدا ہوئی ہو یا باہر ظاہر مت کر اپنی بیٹی کی بیٹی اور اپنے بیٹے کی بیٹی کی برہنگی ۔۔۔۔۔۔ کر کہ اُن کی برہنگی عین تیری برہنگی ہے تیرے باپ کی جورو کی بیٹی جو تیرے باپ کے نطفہ سے ہے تیری بہن ہے۔ تو اُسکی برہنگی ظاہر مت کر تو اپنے باپ کی بہن کی برہنگی ظاہر مت کر اپنی مان کی بہن کی برہنگی ظاہر مت کر تو اپنے باپ کے بہائی کی برہنگی ظاہر مت کر اور اُسکی جورو کے نزدیک مت جا تو اپنی بہو کی برہنگی یعنے اپنے بیٹے کی جورو کی برہنگی ظاہر مت کر تو اپنے بہائی کی جورو کی برہنگی ظاہر مت کر تو اپنی عورت کی بیٹی کی بیٹی یا بیٹے کی بیٹی مت لے تو کسی عورت کو اُسکی بہن سمیت جورو مت بنا پہلی کی جیتے جی کہ یہہ اُسکا چلانا ہے اور وہ عورت جو اپنی نجاست کے سبب علیحدہ رہی تو اُسکی برہنگی ظاہر مت کر اور تو اپنے ہمسایہ کی جورو کی ساتہہ صحبت مت کر۔

دیکہو یہی تفصیل ہے آیت قرآن مندرجہ صدر مین۔ اور نجس یعنے زن حائضہ کا جو حکم توریت مین ہے وہی شرع اسلام مین بھی ہے کہ زن حائضہ سے جماع منع ہے۔

(۱۲) حکم بارہوان قبل غسل مس میت کا غسل

ازروئے مذہب اسلام جب مردہ ٹھنڈا ہو جاوے اور ابھی اُسکو
غسل میت نہ دیا گیا ہو وہ ناپاک ہے اور اس مردے کو کوئی مس کرے یعنے
چھووے تو یہہ چھونے والا شخص جب تک غسل مس میت نہ کرے وہ نہی ناپاک
ہے الّا اس مسئلہ مین فیما بین اہل اسلام اختلاف ہے مگر مذہب اہلبیت
رسول یعنے فرقہ امامیہ یہی ہی جو ذکر ہوا۔

اور سوائے فرقہ امامیہ اور مسلمان نہ میّت کو قبل غسل ناپاک جانتے
ہین نہ قبل غسل یا بعد غسل میّت کو مس کرنے سے کسی پر غسل عائد ہونا قبول
کرتے ہین۔ اب اس مسئلہ کی تطبیق کے لئے ہم بائبل پیش کرتے ہین۔

گنتی باب ۱۹ آیت ۱۱ جو کوئی شخص کسی شخص کی لاش کو چھویگا سات
دن تک ناپاک رہیگا وہ اپنے تئین تیسرے روز اُس سے پاک کرے
اور ساتوین دن پاک ہوگا لیکن اگر وہ اپنے تئین تیسرے دن پاک نکریگا
تو ساتوین دن پاک نہوگا جس کسی نے مرے ہوئے آدمی کی نعش کو چھوا اور
آپ کو پاک نہ کیا تو اُسنے خدا کے مسکن کو ناپاک کیا وہ شخص بنی اسرائیل
سے کٹ جاویگا۔ کیونکہ جدائی کا پانی ابھی اُسپر چھڑکا نہین گیا وہ ناپاک
ہے اور علیحدگی کی ناپاکی ابھی اُسپر ہے۔

۱۳ حکم جادو نجوم بھوت پریت

جادو کرنا اور سکھانا مذہب اسلام مین حرام ہے اور احکام نجوم
پر اعتقاد کرنے کو بھی شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے ایسا ہی حکم
نسبت اعتقاد بھوت پریت کے ہے۔

اور اسیطرح توریت مین بھی اسکی نسبت لکھا ہے۔

دیکھو احبار باب ۱۹ آیت ۲۶ جادو مت کرو اور ساعتون کا لحاظ
مت کرو پھر آیت ۳۱۔ اور تم انکی طرف جنکا یار دیو ہے توجہ نکرو اور نہ جادو گرونکی

جانب ہو کر ان کے سبب سے ناپاک ہو جاؤگے۔ پھر استثنا باب ۱۸ آیت ۱۰ لغایت ۱۲ پڑھو۔ ہم مین سے کوئی مانا نہ جاوے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ مین گراوے یا غیب گو یا نجومی یا فال کھولنے والا یا ڈرین سے مانتر پڑھنے والا ہو نہ یار دیو سے سوال کرنے والا ہو رمال نہ ساحر ہو کیونکہ وے سب جو ایسے کام کرتے ہین خداوند کی نفرت کا باعث ہین۔

۱۴ حکم چودہوان موئے سر و ریش

اسلام مین سر و ریش کے بالون کا یہ حکم ہے کہ یا تو سر کے کُل بال منڈوا دو یا سب رکھو اور ریش کے بالون کا مونڈنا بالکل حرام اور منع ہے مگر قبضہ سے زائد بڑہانا موئے ریش کا بھی بہتر نہین یہ سب حکم احادیث رسول سے مستنبط ہوتا ہے۔ اور توریت احبار باب ۱۹ آیت ۲۷ مین نسبت اسکے یہہ درج ہے۔ تم اپنے سرون کے گوشے مت مونڈو اور اپنی داڑھی کے کونون کو مت بگاڑو۔

الغرض ایک دیندار آدمی موئے سر و ریش کی نسبت بھی کوئی عمل آزادانہ نہین کرسکتا اس بارے مین بھی ہر انسان پر اطاعت حکم خدا لازم ہے۔

۱۵ حکم پندرہوان زن فاحشہ کی بابت

مذہب اسلام مین زن فاحشہ سے نکاح کرنے مین کراہت تبلائی ہے۔ اور توریت احبار باب ۲۱ آیت ۷ مین لکھا ہے فاحشہ عورت کو جورو مت بنا۔

۱۶ حکم سولہوان نسبت شہادت یا گواہی

اسلام مین دو عادل مرد یا ۴ عادلہ عورتین یا ایک عادل مرد اور دو عادلہ عورتین گواہی کو کفایت کرتے ہین ایک گواہی ناکافی ہے اسی طرح توریت استثنا باب ۹ آیت ۱۵ کسی شخص کی کسی طرح کی بدکاری اور کسیطرح کے گناہ پر کوئی گناہ کیون نہو ایک گواہ بس نہین بلکہ دو گواہ کی گواہی یا تین گواہ سے ہر ایک بات ثابت کیجیو۔

۱۷ حکم سترہوان طلاق کی نسبت

مذہب اسلام مین کوئی شرط واسطے صدور طلاق کی رکھی نہین گئی بلکہ جب کسیطرح عورت سے مرد جدائی چاہے طلاق دینے کا مجاز ہے مگر شرائط واحکام صدور طلاق اسقدر تنگ و مشکل ہین جس سے وقوع طلاق گویا فی الواقع رد کا گیا ہے۔

اسیطرح توریت استثنا باب ۲۴ آیت پہلی اگر کوئی مرد کوئی عورت لیکے اُس سے بیاہ کرے اور بعد اُسکے ایسا ہو کہ وہ اوسکی نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ اس مین کوئی پلید[۱] بات پائے تو وہ اُسکو طلاقنامہ لکھہ کے اسکے ہاتھہ دے اور اُسے اپنے گھر سے باہر کرے۔

۱۸۔ اٹھاروان حکم زنا کی سزاء

فقہ اسلام کی حکم سے زن زانیہ اور مرد زانی بشرطیکہ عورت شوہر دار ہو سنگسار ہونے چاہئین اسیطرح توریت مین ہے دیکھو استثنا باب ۲۲۔ آیت ۲۲۔ اگر کوئی مرد شوہر دار عورت سے زنا کرتا پایا جاوے تو وے دونون مار ڈالے جاوین۔ استثنا باب ۲۲۔ آیت ۲۳ جو کنواری لڑکی ہے

[۱] کوئی پلید بات یعنی کوئی ایسی بات جس سے خاوند کو نفرت ہو۔ اس سے صرف زنا مراد نہیں ہے۔ مگر انجیل مین بغیر زنا طلاق نہین دے سکتا۔

اور کسی کی منگیتر ہے اور کوئی شخص اُسے شہر مین پاکر اُس سے صحبت کرے تو تم اُن دونون کو اُس شہر کے دروازے سے نکالکر اُن پر پتھراؤ کرو حتےکہ وہ مر جائین۔

افسوس اور تعجب خیز بات ہے کہ شریعت تو زنا کی ایسی سخت سزا کا حکم دیتی ہے اور نصارا نے عورتون کو وہ آزادی دی ہے کہ ایسی آزادی اُن کو سلف مین کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ اور نہ سوائے نصارا اور کسی قوم کی عورتین ایسی بے باک ہوتی ہین۔ اور نہ کوئی اور قوم عمل زنا سے ایسا اغماض کرتی ہے۔ گویا زانی اور زانیہ مجرم ہی نہین اور نہ زنا کوئی جرم۔ اس کی تصدیق یورپ کی سیر سے بخوبی ہو سکتی ہے کہ جس جرم کی سزا خدا تعالےٰ نے سنگساری مقرر کی تھی وہ یورپ مین کیسی سبک اور خفیف بات مانی گئی ہے۔

اور تعجب مزید ہے کہ اس فعل قبیح پر نہ اعتراض نہ غصہ بلکہ اہل اسلام کے تعدد نکاح پر اس خفگی اور سختی سے اعتراض کرتے ہین کہ جس کی کچھ حد ہی نہین۔

۱۹ حکم نجاست سگ

کُتا شریعت محمدی مین نجس العین ہے۔ اور ایسا ہی اُسکی نسبت بائبل بکتاب توریت درج ہے۔ توریت استثنا باب ۲۳ آیت ۱۸ تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کُتے کی قیمت کسی منت کیلئے خداوند اپنے خدا کے گھر مین مت داخل کر خداوند تیرا خدا اُن دونون سے نفرت رکھتا ہے متی باب ۷ آیت ۶ وہ چیز جو پاک ہے کتون کو مت دو۔

پھر انجیل مکاشفات ۲۲۔ آیت ۱۵ مگر کُتے اور جادوگر اور حرامکار اور خونی اور بت پرست اور جو کوئی جھوٹ کو چاہتا اور بولتا ہے سب

بہشت سے باہر ہین۔ دیکھو اس آیت کی رو سے کتا اور بت[۱] پرست وغیرہ بوجہ ناپاک ہونیکے داخل بہشت نہون گے لکھا ہے ایسا ہی مسلمان بھی اعتقاد رکھتے ہین۔

ان احکام کی رو سے کتون کے ساتھہ چھونا یا پیار کرنا صریح منع ہے۔

۲۰ تعظیم کتاب کی نسبت حکم

جس طرح کتاب کی تعظیم مسلمان کرتے ہین ویسے ہی توریت مین اسکی تعظیم کا حکم ہے احبار ۲۶ آیت ۲ تم میری سبتونکی محافظت کرو اور میری مقدس کتاب کی تعظیم۔

ہمنے بچشم خود دیکھا ہے کہ اکثر عیسائی صاحبان کتاب کو پاؤن کیطرف پہینکتے ہین اور نہایت بے تعظیمی سے اُسپر پاؤن رکھدیتے ہین گو یہ سچ ہے کہ ہماری رسوم اور اُن کی رسوم تعظیم مین فرق ہے مگر تاہم اسطرح جب ہم کتاب کی بے تعظیمی دیکھتے ہین بیشک برا معلوم ہوتا ہے اور اس مین حرج ہی کیا ہے کہ کلام خدا کو پاؤن نیچے رکھنا یا اوسپر بیٹھنا کتاب کو بیحرمت کرنا ہے جو صریح خلاف حکم خدا ہے۔

۲۱ ہجڑا یعنے خنثہ کی بابت حکم

برو ئے مذہب اسلام ایسا شخص پیش نماز نہین ہو سکتا اور بہشت مین جانیکی نسبت ہی بحث ہے۔ ایسا ہی برو ئے توریت۔ استثنا باب ۲۳

[۱] مسلمان ہو کر بت پرست لوگونکا کہاتے پیتے ہون وہ ہیگمان کتون سے بدتر ہین اور عیسائی ہو کر کتون سے ربط ضبط کرنا کتے کے موافق اپنے آپ کو نجس بنانا ہے۔ کسی نجس کے کہنے سے کتا جو نجس ہے پاک نہین ہو سکتا اُسکو اللہ نجس فرماتا ہے۔

آیت ایک جسکی خصیے کہولے گئے ہون یا آنت کاٹ ڈالی گئی ہو وہ خداوند کی جماعت مین داخل نہوگا۔

۲۲ حرام زادہ کی نسبت حکم

حرام زادہ بہی منصب پیشوائی سے محروم ہے اور اُسکے بہشتی ہونے مین بہی مذہب اسلام مین قیل وقال ہے۔ اگرچہ بہشتی ہونیکے لئے محض صحت اعتقاد شرط ہے۔ توریت استثنا باب ۲۳ آیت ۲ حرامی بچہ خداوند کی جماعت مین داخل نہو اُسکی دسوین پشت تک وہ خداوند کی جماعت مین شامل نہو۔

۲۳ بنی امیہ کے قابل نفرین ہونیکا حکم

اسلام کے فرقہ امامیہ مین یون حکم ہے کہ بنی اُمیہ قطعی قابل نفرین ہین اب یہہ عقیدہ چونکہ ایک مسلمان فرقہ کا ہے لہذا ہم اُسکو بہی کتب سلف سے مطابقت کرنیکے لئے آیات ذیل نقل کرتے ہین۔

اور دکہاتے ہین کہ عہد حضرت موسے مین بہی دو قوم کی نسبت ایساہی حکم تہا دیکہو توریت استثنا باب ۲۳ آیت ۳ یعنے اُسی سلسلہ مین جہان آیت پہلی مین ہیجڑے اور آیت ۲ مین حرامزادہ کا ذکر ہے وہان آیت تیسری مین یون درج ہے کوئی عمونی یا موابی خداوند کی جماعت مین دسوین پشت تک داخل نہوں عمونی کبہی ہمیشہ تک خداوند کی جماعت مین شامل نہوں اسلئے کہ انہون نے جب کہ تم مصر سے نکلے راہ مین روٹی پانی لے کر تمہارا استقبال نہین کیا۔

(من مؤلف) یہان پر جائے غور ہے کہ عمونی یا موابی اقوام نے تو صرف تواضع ہی مین کوتاہی کی جسکے سبب سے وہ مردود ازلی ہوگئی

اور یہان تو بنی اُمیہ نے خاندان رسالت کو بدانست خود بیخ دین سے ہی استیصال کردیا تہا پہروہ کیونکر اس امر یعنے نزول دائمی کے مستحق اور سزاوار نہوتے۔ بنی امیہ ایسی گروہ ہے کہ وہ حالت کفر مین دشمن جانی رسول مقبول کی تھے پہر جب مسلمان ہوئے منافق رہے اور مؤلفۃ القلوب کی شمار مین آتے رہے بعد رسول کریم پہر اپنی اصلی عداوت پر کمر بستہ ہوکر انہون نے خاندان رسول کا خاتمہ کردیا جناب امیر کی شہادت کا باعث بھی ملعون فرقہ ہے امام حسن کو اسی فرقہ کے پیشوا نے زہر دلوایا امام حسین کو اسی جہنمی فرقے نے شہید کرایا تعظیم کعبہ اور تعظیم مسجد رسول کا کہونا اور بربادی مدینہ اسی ناپاک گروہ کے باعث ہوئی۔ منصور دوانیقی جو اشد ترین ظالمان ہے اُسنے وہ ظلم سادات پر کئے ہین جو کافر بھی مسلمانون پر روا نہین رکھتے سوائے عمر ابن عبد العزیز اس قوم کے تمام بادشاہ جو ۹۰ برس حکمران رہے سب قاتل و دشمن آل رسول تہے پھر اگر یہہ گروہ دائم کے لئے باعتقاد اہل اسلام مردود ہے تو کیا عجب ہے۔

علاوہ برین بموجب حدیث رسول خدا اس اُمت محمدی مین بھی ضرور تہا کہ دو قوم بغرض مماثلت اُمت موسےٰ دائم کے لئے مردود ہون مضمون حدیث شریف یہہ ہے کہ جو کچھہ امم سابقہ مین ہوگذرا ہے وہ اُمت محمدی مین نعل بالنعل سب ایکجا بہم ہوگا حتے کہ اُمم سابقہ مین ایک ایسا شخص گذرا ہے جسنے اپنی مان سے زنا کیا تہا۔ سو اُمت محمدی مین بہی ایک شخص ایسا ثابت ہوچکا ہے۔ جسکا ذکر کتب فقہ و تاریخ مین موجود ہے جو شخص اُسکو معلوم کرنا چاہے کتب فقہ و تواریخ کی طرف رجوع کرے۔ اور خاندان عباسیہ کی بادشاہون کے نامۂ اعمال پر نظر ڈالے جس سے اُسکو معلوم ہوکہ جیسے اموی کی مماثلت ساتھ اُمیہ کے راست ہے اسیطرح قوم موابی کی مماثلت کو بنی عباس اہل اسلام مین ایک ظالم

قوم ہو چکی ہے اگرچہ عداوت آل رسول مین اُسکو بنی امیہ کا درجہ نہین ملا مگر اس قوم نے بہی جب تک ان کی آل رسول و اولاد بتول پر ایسے ایسے ظلم وجور کیئے ہین جو بنی امیہ کے ظلمون سے ہم پلہ تھے۔

یہان مین ناظرین رسالہ ہذا کے ملاحظہ کو چند سطرین تاریخ چین سے لیکر نقل کرتا ہون جو مسٹر جیمس کارکرن صاحب ایک یورپین عیسائی مذہب نے ہلاکو خان کے حال مین درج کی ہین۔ وہو ہذا:-

عبارت از تاریخ چین مطبوعہ مطبع پادری طامس صاحب واقعہ شہر کلکتہ صفحہ ۲۴۷ جلد دوم

بعد اسکے روز انتقام اُن بدلونکا جو اکثر خلفائے آل عباس نے کیا تہا مثل روز قیامت کے آن پہونچا اور ہلاکو خان بغداد کیطرف متوجہ ہوا اُس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہے غرض راقم کو حیرت اُس اقبال پر ہے کہ جسنے قبل اس ایام کے اُس قوم زوال کو خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تہا کیونکہ دوسری باتون کو جانے دیجیئے اگر انکا ظلم صرف بنی فاطمہ کے اوپر خیال کیا جاوے تو تعجب یہی ہے کہ اہل اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل مردکو کیونکر دم بہر کے لئے زندہ چہوڑا تہا دشمن مصنف زندہ چہوڑنا تو درکنار مسلمان تو اس قوم کے ہر ایک پادشاہ کو امام اور پیشوا سمجہتے تھے اور جسقدر کوئی خلیفہ آل رسول کا زیادہ دشمن ہوتا تہا اُسی قدر اُسکو متقی اور دیندار جانتے تھے۔ اور اگر کوئی بادشاہ کسی ادنے بات مین بہی طرفداری رسول اللہ کی اولاد کی کرتا تہا تو عوام اُسکے دشمن ہو جاتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز اموی کی موت کا باعث جو تواریخ مین درج ہے وہ ایک کافی شہادت میرے قول کی ہے۔ اور اب تک بہی سوائے طرفداران آل رسول جملہ اہل اسلام خلفائے اُمیہ و بنی عباس کو بنظر عظمت

دیکھتے ہین اور اُنکو موئید اور برقرار رکھنے والے اسلام کے خیال کرتے ہین۔
افسوس ہزار افسوس ایسے مسلمانون پر۔ اور واقعی مسٹر جیمز کارکن صاحب
کا تعجب اندرین باب قابل قدر اور توجہ ہے۔ سوائے اُسکی دولت کے زوال
کے لئے کئی باتین مخصوص ہین یعنے ظلم اور غرور اور عیش اور طمع اور نفاق
اور ان پانچون مین سے خانہ خرابی کے لئے ایک کافی ہے غرض خلیفہ مین
خصوص معتصم باللہ کی ذات مین یہ تمام صفتین موجود تھین اور اسی سے تعجب ہے
کہ اُس قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اس خلیفہ کا ظلم ایسا تھا
کہ منجملہ اور بے رحمیون کے ہزارہا بنی فاطمہ کو دیوارون مین اُس نے چنوا دیا تھا دوسرے
غرور ایسا کہ اپنی دہلیز کے پتھر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امرا و سلاطین سے بوسہ
دلواتا تھا اور عید بکرعید مین جب نماز کے لئے گھر سے نکلنا واجب ہوتا تھا برقعہ
منھ پر صرف اسی خیال سے ڈلواتا تھا کہ کسی شخص کو قابل دیکھنے کے نہین
جانتا تھا اور تیسرے اُسکے عیش اور بدمستی اور شہوت پرستی و تن پروری
کے حالات لکھنے مین شرم آتی ہے اور اس امر مین لکھنا بے فائدہ ہے کیونکہ
مسلمان عالم کو تاریخ کی رو سے یہ سب معلوم ہے اور جاہل مسلمان کے آگے
اگر کہا جاوے گا تو جانیگا کہ شاید راقم خلاف مذہب کے تعصب سے لکھتا ہے۔
"مولف" مین یقین سے کہتا ہون کہ اگر مسلمان کتب تواریخ کو پڑھکر خلفاے
بنی امیہ اور بنی عباس کے حالات کو پڑھین بشرطیکہ وہ شیعہ و سنی کے مذہبی
تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے تو پھر کوئی شبہ نہین کہ وہ بھی ان دونون
اقوام کو اموی و عباسی اقوام یہود کے درجہ سے بھی بدترین درجہ دینے کو آمادہ
ہو جائیگا۔ اور پھر شیعون کا سنیون سے مخالف ہونا اُنکی نظر مین کسی طرح
بھی تعجب نہ سمجھیگا اور اگر وہ سچا اور پکا مسلمان اور بانی اسلام کا معتقد
ہے تو بے تامل اور بلا تکلف

مذہب اسلام مین زن حائضہ اور نفسار ناپاک ہین اپنی اپنی حد تک اُن کی نسبت بائبل مین یون درج ہے۔ دیکھو توریت احبار باب ۱۲ آیت پہلی پہر خداوند نے موسےٰ سے ہمکلام ہوکر فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ جو عورت حاملہ ہو اور لڑکا جنے تو وہ سات دن جیسی حیض کے دنون مین ہتی تہی ناپاک ہوگی بعد اُسکے وہ لہو سے اپنے پاک کرنے مین ۳۳ دن ٹھہری رہے اور کسی مقدس چیز کو نہ چھوئے اور جبتک اُسکی پاکی کے دن نہ آوین وہ مقدس مکان مین نہ داخل ہو۔ اور اگر لڑکی جنے تو دو ہفتے جیسی اُسکے حیض کا حکم ہے ناپاک رہیگی اور ۶۶ روز خون سے پاک ہونے مین ٹھہرے۔

مسلمانون مین چیلا جو عورتون کے واسطے بعد پیدائش بچے کے ہے وہ یہی بات ہے فقط اور مسائل فقہی سب اُنکی کتب فقہ مین دیکھو۔

۲۵ مقدس مقامات مین جوتہ اُتارنے کا حکم

مسلمان جو مقدس مکانات مین براہ تعظیم جوتہ اوتارتے ہین اسکی تطبیق بھی توریت کی آیات سے ہوتی ہے (جوتہ سے وہ جوتہ مراد ہے جسکو پہنے ہوئے ہم گلی کوچون مین بلا خیال پاک ناپاک جگہہ کے پہرتے ہین نہ اُس کفش یا موری سے جو فرش پر پہرنے یا جوتی مین پہننے کے کام مین آتی ہو کہ وہ داخل لباس ہے جوتہ نہین کہلا سکتی)۔

توریت خروج ۳۔ آیت ۵ جب خداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو نزدیک آیا تو خداوند نے اُسے بوٹے کے اندر سے پکارا اور کہا اے موسےٰ اے موسےٰ وہ بولا مین یہان ہون تب اُسنے کہا یہان نزدیک مت آ اپنے پاؤن سے جوتہ اُتار کیونکہ یہہ جگہہ جہان تو کہڑا ہے مقدس ہے اسی کا ذکر قرآن پاک مین بہی آیا ہے۔ وَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ پہر یشوع ۵ باب آیت خداوند کی لشکر کے سردار نے یشوع کو کہا کہ اپنے پاؤن سے

اپنی جوتی اتار کیونکہ یہہ مکان جہان تو کھڑا ہے مقدس مقام ہے۔ انجیل اعمال ۷ باب ۳۳ آیت ہے تب خداوند نے اُسے کہا کہ جوتی اُتار کیونکہ یہ جگہہ جہان تو کھڑا ہے پاک زمین ہے۔ ان آیات سے بخوبی عیان ہوتا ہے کہ مکانات متبرک مین بہ تقاضائے ادب جوتہ اتار دینا چاہئے۔ اور ہم نے تو تمام توریت اور انجیل دیکھہ ماری اس مطلب کے واسطے سر کی ٹوپی اتارنیکا کہین بھی حکم نہین ملا۔ جو شعار حضرات عیسائیونکا ہے۔

۲۶ حکم نکاح مین مہر کا تعین

مہر ایک رقم معین کا نام ہے جو بروقت نکاح مرد کی جانب سے زوجہ کا حق قرار پاتا ہے اور ایسا ہی حکم اسکی نسبت توریت مین ہے۔

خروج باب ۲۲ آیت ۱۶۔ اگر کوئی چھوکری کو جو اُسکی منگیتر نہین ہے دم دیکے اُس سے مباشرت کرے وہ البتہ اُسے مہر دیکے اُس سے نکاح کرے اگر اُسکا باپ ہرگز راضی نہو کہ اُسے اُسکو دے تو وہ کنواری کے مہر کے موافق اُسے نقدی دیکر رضامند کرے۔ پہر پیدائش باب ۳۴ آیت ۱۲۔ جتنا مہر اور دہش چاہو گے مین تمہارے کہنے کے موافق دونگا لیکن لڑکی کو مجھے بیاہ دو۔

۲۷ کافر کا طعام نجس ہے ایسے ہی جو لوگ اہل کتاب کو نہین مانتے۔

قرآن پاک مین اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کا طعام مسلمانون پر جائز فرمادیا ہے۔ چنانچہ قرآن مین یہہ آیت موجود ہے۔ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ جسکے معنے یہہ ہین کہ آج تمام طیبت چیزین اور اہل کتاب کا طعام یعنے کہانا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے اور طعام تمہارا انکے لئے۔ مگر آپ

مذکور الصدر مین اہل کتاب کا طعام مسلمانون پر روا رکہا گیا ہے نہ اُنکا
جو کہنے کو تو اہل کتاب ہین مگر فی الواقع کتاب کے ایک نکتہ پر بھی عمل نہین
کرتے۔ اہل کتاب کہلانے کے وہی لوگ مستحق ہو سکتے ہین جو کتاب کی احکام
کے پابند ہین۔ اُنکا طعام بیشک طیب وطاہر ہے مگر یہود و نصارا نے احکام
خدا کی پابندی مطلقاً چہوڑ دی اور وہ بالکل اُسکے حکمون پر عمل نہین کرتے
تو پہر وہ کیونکر اہل کتاب کی ذیل وشمار مین آسکتے ہین دیکہو توریت خنزیر
اور خون اور جہٹکا وغیرہ کو حرام تبلاتی ہے اور یہہ لوگ برخلاف حکم خدا ان
سب چیزون کو کہاتے ہین پہر ایسے ناپاک خور گروہ کو جنکو خود توریت ناپاک
تبلاتی ہے کیونکر پاک مان لیا جاوے اور جبکہ وہ صریح احکام آلہی کے
منکر ہون پہر اونکو کسطرح اہل کتاب کہا جا سکتا ہے۔ دوسرے خداتعالے نے
فرمایا ہے کہ غیر مختون اللہ کی جماعت سے کٹ جاویگا اور وہ خدا کی قربانی
کو ہاتہہ نہ لگاوے کیونکہ وہ ناپاک ہے۔ پہر جائے غور ہے کہ جس گروہ کو خود
خدا ناپاک تبلاوے اور جس گروہ کو خدا اپنے گروہ مین سے کٹا ہوا کہے اُنکا
طعام بندگان خدا اور جماعت مختون کب کہا سکتی ہے اور وہ لوگ کب اہل کتاب
بن سکتے ہین۔ علاوہ برین قرآن مجید مین مشرک کو نجس تبلایا گیا ہے۔ نصارا
تثلیث کے قایل ہین اور تین مین ایک اور ایک مین تین تبلاتے ہین یعنے
مسیح اور جبرئیل کو شریک ذات گردانتے ہین۔ حالانکہ کسی کتاب آسمانی مین
یہہ حکم پایا نہین جاتا۔ بلکہ جملہ کتب سلف و صحف انبیاء سلف خدا کے وحدہ
لاشریک ہونے کی تعلیم دیتے ہین پہر اُنکی مشرک ہونے مین کیا کلام ہے
پس جب کہ وہ مشرک ہین تو پہر اُنکی نجاست مسلمہ اور موافق ہدایت قرآنی
ہے لہذا اُن کا طعام کسیطرح ہی طیب کی صفت مین نہین آسکتا۔ البتہ
اگر وہ کتاب کے حکم پر چلین اور اُسکے حرام حلال کے احکام کی پابندی کرین
اور ساتہہ ہی اُسکے خدا کی ذات پاک کو ذات واحد مانین اور مسئلہ تثلیث یعنے

توبہ و استغفار کرین تب بے شبہ وہ ذیل اہل کتاب مین آسکتے ہین اور بھی
بموجب حکم قرآن اُنکا طعام ہمپر اور ہمارا طعام اُنپر روا ہو جائیگا۔ والا فلا۔
اور نسبت اہل ہنود۔ انکا طعام تو بالبداہت نجس اور مسلمانون پر حرام ہے
شریعت اسلام بلکہ نیز بحکم توریت کافر کا اور سور ایک ہی حکم مین ہین بعض
مسلمانون کے فرقے جنہون نے انکا طعام طیب سمجھ لیا ہے وہ سخت غلطی
پر ہین اور اُنکو عیسائیون اور یہودیون کے طعام سے بھی انکار کرنا محض فضول
ہے۔ مگر ہم یہہ بھی جانتے ہین کہ اُن کو کسی کے طعام سے بھی واقعی انکار
نہین ہان دکھاوا دیکھی ایسے لوگ عیسائیون سے نفرت ظاہر کرتے ہین اور
سچ تو یون ہے کہ ایسے لوگون نے اسلام کو بہت سخت صدمہ پہونچایا ہے اور
یہہ لوگ خسر الدنیا والآخرہ مین خود بھی پھنسے ہوئے ہین اور ساتھہ ہی ہماری
سچے مسلمانون کو بھی انہون نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور اسلام
کو کنگال اور فقیر لوگون کا مجمع بنا دیا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

رائے مؤلف کتاب

ان اسلامی مسائل کے علاوہ جو مینے توریت سے مطابق کر دکھائے
ہین اور جملہ مسائل اسلامیہ کی تطبیق توریت سے ہو سکتی ہے مگر مین اسپر اکتفا
کرتا ہون اور مجھے اُمید ہے کہ اس باب کے پڑھنے سے ناظرین پر یہہ امر بخوبی
منکشف اور ہویدا ہو گیا ہوگا کہ دین الٰہی از آدم تا ایندم ایک خاص وضع
پر چلا آتا ہے اور اُسکا ڈھانچ یا ہیولا ایک ہی ہے اور یہی ایک ہیولا ہے جو
ہر ایک نبی کے وقت مین ایک جداگانہ صورت اور شکل پیدا کرتا رہا ہے۔
اخیر مین وہی ہیولائے دین الٰہی جناب محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا کے حوالہ ہوا
جنہون نے ہیولائے دین خدا کو ایسے زیبا اور خوشنما صورت و شکل مین متشکل
کر دکھایا کہ جس سے بہتر اور افضل ہونا محال اور غیر ممکن تہا۔ آنحضرت نے ہیولائے

دین اللہ کو نہ صرف ایک خوشنما وجود اور زیبا صورت ہی بنا دیا بلکہ اپنے
عجیب و غریب لباس سے اُسے ملبس اور مزین فرمایا ہے کہ ہر چشم حق پرست
اُسکو دیکھکر اسپر والہ و شیفتہ ہو جاتی ہے اور ہر زیرک اور عقیل شخص اُسکے
جمال پر ہزار جان سے عاشق اور شیفتہ ہو جاتا ہے۔

برخلاف اسکے نصارا نے دین خدا کے ڈھانچے ہی کو نیست و نابود کر دیا
اور اپنے ذہنی اور عقلی ڈھکوسلون پر ایک جداگانہ دین خدا کی طریق مستقیم
سے علیحدہ قایم کر لیا اور دین خدا کے کسی نکتے یا شوشے تک کے عامل نہین
رہے اور ظاہری شریعت اور اُسکی پابندی کو مطلقاً چھوڑ بیٹھے پھر ایک
متلاشی حق جب یہہ معلوم کر لیوے کہ احکام و شریعت خدا جو ہمیشہ سے برابر
رائج چلی آتی تھی نصارا نے یہہ کہکر کہ وہ پرانا قانون چونکہ کمزور اور بیفایدہ
تھا اوٹھ گیا ہ چھوڑ دی ہین اور صرف اپنی طرف سے چند فرضی اصول قایم
کر کے اُسکا نام دین مسیح رکھدیا ہے کیونکر مذہب نصارا کو دین اللہ مان
سکتا ہے بجز ایسے لوگون کے جو دین کی قید سے اپنے آپ کو آزاد رکھنا اور کباب
خنزیر سے پیٹ بھرنا اور گلاس شراب سے مدمست ہونا پسند کرتے ہون القصہ
کوئی دیندار جو فی الواقع خدا کی راہ کا متلاشی ہو اس دین نصارا کو جو آجکل
رائج ہے اور جو حضرت پولوس نے شایع کیا ہے اور جس مین حضرت مسیح
کے برخلاف تمام شریعت چھوڑ دی گئی ہی دین اللہ نہین مان سکتا کیا یہہ
ایک بڑی تعجب خیز بات نہین کہ مسیح جو بانی مبانی دین کے ہین وہ تو یہہ تصریح
کرین کہ جب تک زمین اور آسمان ٹل نہ جاوین توریت کا ایک شوشہ یا نکتہ
بھی کم نہوگا۔ اور نجات تتبع شریعت اور اطاعت احکام الٰہی مندرجہ توریت
پر منحصر ہے۔ اور امت مسیح اسبات کی قایل ہو جاوے کہ پہلا قانون خدا کا
کمزور اور بیفایدہ تھا اس سبب سے اٹھ گیا اوسپر عمل کرنا مسیح کی مخالفت
ہے اور عاملان شریعت کو وجود مسیح سے کچھ فایدہ نہین۔

بہر خلاف انجیل جناب مسیح۔ حضرت مسیح کو ابن اللہ اور شریک
ذات قرار دین حالانکہ مسیح فرمادین ہین ابن آدم ہون۔ اور مسیح کے مصلوب
ہونے کو اُمت کا کفارہ قرار دے کر گنہگارون کی نجات کا حصر اُسپر ٹھراویز
حالانکہ مسیح فرمادین کہ مین قیامت کے دن کچہہ نہ کرسکون گا تمہارے اعمال ہی
تمہارے لئے ماخوذ کرانے والے یا منجی ہون گے۔ اور مسیح فرمادین کہ مین صرف
واسطے ہدایت بنی اسرائیل کے آیا ہون اور وہی قدیم شریعت شائع کرنیکو
لایا ہون اور شاگردان اور معتقدان مسیح بر خلاف حکم خدا و مسیح دنیا مین جابجا
ایک بنیادین بنام نہادین مسیح پہیلانے اور شائع کرنے مین سعی کرین اور
لوگون کے دلون مین مسیح کی الوہیت کا مسئلہ جمادین۔ افسوس کہ ان باتونپر
باوجودیکہ نصارا خود بالخصوص اہل یورپ جو نہایت عقیل اور فہیم اور دنیا
بہر مین آج دانش وبنیش مین ضرب المثل ہوگئی ہین کچہہ بہی توجہ نہین کرتی
اپنی موضوعی اور اختراعی دنیاوی قوانین کی ایک ایک نکتہ پر تجنیز
دلیلین کرنیکو آمادہ ہون اور قانون دنیادی سے کسی متنفس کو بہی ادہر
اُدہر نہو نے دین۔ مگر دین اللہ کے قانون یعنے کتب سماویہ کی مخالفت
پر کسی سے بہی باز پرس نہ کرین اور نہ اسپر بحث ہی کرین کہ یہہ کیا غضب ہے
کہ خدا کا تمام قانون یکلخت صرف حضرت پولوس کی ایک تقریر پر منسوخ
ہوگیا۔ خیر ہمکو اس سے کچہہ غرض نہین مگر ہم یہہ بتلائے دیتے ہین کہ ہمنے اکثر
بڑے بڑے مسائل اسلام کی تطبیق بائبل کی آیات سے کر کے اس رسالہ
مین ظاہر کردیا ہے کہ اسلام ٹہیک دین اللہ ہے اور اسکے حق ہونے
پر کتب سلف شاہد ہین۔ اب جو لوگ طالب ایمان ہین اور انبیا کے
قائل ہین اُنکو ناگزیر اس امر کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ دین اسلام کے مسائل
واجب العمل ہین نہ صرف مسلمانون پر بلکہ ہر اہل کتاب پر۔ اور ان مسائل
کی تعمیل جیسی اہل اسلام کے واسطے ناگزیر ہے ویسے ہی جملہ اہل کتاب پر

اور کہ مخالف مسائل حقہ اسلامیہ فی الواقع مخالف دین اللہ ہے اور دنیا مین سوا اسے اسلام اور کوئی دین دین اللہ نہین وبس۔

علاوہ اسکے مجھے یہی جتلانا ہے کہ یہہ احکام جنکی تطبیق کیگئی ہے وہ احکام ہین جنکو ہم دین اللہ کا ہیولا یا ڈہانچہ کہہ سکتے ہین جو حضرت آدم سے تا جناب خاتم ایک ہی آئین اور روش پر رائج چلے آتی ہین ان احکام مین سے کسی ایک کا بہی منکر اللہ کے دین کے احاطہ سے خارج ہو جاتا ہے اور ان احکام پر عمل کرنا موجب تذکیہ روح ہے۔

گو ان مسائل کی تعمیل انسان کی ظاہری حالت پر موثر نظر آتی ہے اور اسی سبب سے اُسکو شریعت ظاہری کہا جاتا ہے مگر فی الواقع اُسکا اثر باطن پر پڑتا ہے اور تصفیہ و تذکیہ نفس کے لئے اتباع شریعت غرّٰی لابدا اور ضروری امر ہے۔

جو لوگ شریعت سے انحراف کر کے حدود خدا کو توڑتے ہین جیسا اُنکا ظاہر انحراف شریعت سے خوار و ذلیل نظر آتا ہے ویسا ہی اُنکا باطن بہی مخالفت اوامر و نواہی خدا سے تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔ نور ایمان کی روشنی اُنکے دلون سے محو ہو جاتی ہے۔ اور روح جو ایک پاک اور شفاف چشمہ آب کی مانند ہے لوث عصیان سے گندہلی ہو جاتی ہے۔ اور احکام الٰہی کی پابندی نہ کرنے سے دنیا کا ہر کام از اوانہ کرکے انسان دام محبت دنیا مین ایسا پہنس جاتا ہے کہ پہر کوئی صورت اُسکی رہائی کی نہین رہتی۔ اور اُسکو وہ مقدس ذات کبہی بہی یاد نہین آتی اور ایک پابند دین کو ہر آن اور ہر لحظہ ہر کام مین چونکہ پابندی احکام کرنی پڑتی ہے لہذا اُسکا دہیان اُسکے دل مین ہر آن جما رہتا ہے اور ایک دم بہی اُسکی یاد سے خالی نہین رہتا۔

باب سوم

اسمین عیسائیون کے عام اعتراضات کے جواب قلمبند کئے گئے ہین جو تعداد مین ۹ ہین

اعتراض اوّل

مذہب اسلام نے کثرت ازواج کو جایز کر کے دنیا مین بد تہذیبی پھیلائی اور بانی اسلام نے خود بھی بہت سے نکاح کئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانونکے پیغمبر (معاذ اللہ) ہوائے نفس مین مبتلا تھے۔

الجواب

ہان یہہ سچ ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر نے باختلاف روایات ۱۰ یا ۱۱[۱] نکاح کئے تھے جن مین سب سے پہلی بی بی اور سب سے افضل واکمل جو خیر النساء الدنیا والآخرۃ کہلاتی ہین موسوم بخدیجۃ الکبریٰ ہین جو دنیا کی چار برگزیدہ ترین بی بیون مین شمار ہوتی ہین اور یہہ بی بی اول الاسلام ہین یعنی سب سے پہلے جنہون نے رسالت پیغمبر آخر الزمان کی تصدیق کی اور حلیہ ایمان سے اپنی قلب صافی کو مزین کیا یہی پاک بی بی ہین یہہ بی بی ایک نامی گرامی تاجر عرب کی بیوہ بڑی صاحب مال اور دولت تھین جب آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کیا تب آنحضرت کی عمر پچیس سال کی تھی اور آپکا عین عالم شباب تھا اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عمر چالیس سال کی تھی بلکہ اُس سے بھی کچھہ متجاوز جبتک یہہ نیک بی بی بلباس حیات رہین آنحضرتؐ نے کوئی دوسرا نکاح نہین فرمایا البتہ

[۱] آنحضرتؐ نے جسقدر نکاح کئے ہین وہ سب مبنی مصالح خاص تھے جنکی کیفیت اور مصلحت ہر ایک نکاح کے قصہ کی دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے جو کتب تواریخ مین درج ہین۔

جب حضرت خدیجہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئین اُن کے بعد آنحضرت نے یکے بعد دیگرے، انکاح اور کئے۔ مگر آنحضرت کا متعدد نکاحونکا کرنا خالی از مصلحت نہ تہا۔ جو آگے کچھ کچھ بیان ہوگا اس امر پر اعتراض کی نسبت یہہ کہنا کچھ بیجا نہین کہ لوگون کو اپنی آنکھہ کا تو شہتیر بہی نظر نہین آیا کرتا اور دوسرے کی آنکھہ کا تل پہاڑ دکھائی دیا کرتا ہے۔ نسبت پیغمبر آخر الزمان کثرت ازواج پر تو تل گئے لیکن اسپر خیال نکیا کہ انبیا سلف بہی تو نکاحون سے فائدہ اٹھاتے رہے ہین پس ایسا اعتراض کرنے سے جملہ انبیا پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے ۹۹ بی بیان کی تہین اور حضرت سلیمان کی سات سو بی بیان اور تین سو حرم تہین جنکا ذکر اول سلاطین ۱۱ باب او ۲۰ آیت مین درج ہے پہر تواریخ ۱۱ باب ۲۱ آیت رحبعام کی ۱۸ بی بیان اور ۶۰ حرم۔ اور قاضیون ۸ باب ۳۰ آیت جدعون کی بہت سی عورتین تہین۔

اگر یہہ سب باوجود اس قدر تعداد ازواج پیغمبر برحق تہے تو پہر آنحضرت پر کہ اُن کے نکاح مین صرف ۱۰ ہی بی بیان آئی تہین اعتراض کرنا فضول ہے بلکہ عین سفاہت وحماقت اور صریح حسد وعداوت۔

یہہ تو الزامی جواب تہا مگر اب ہم تحقیقی جواب دیتے ہین تاکہ معترض خواہ اہل کتاب ہو یا کوئی اور سب کی اُس سے تسلی ہو جاوے۔

یہ تو جواب ظاہر ہے کہ آنحضرت نے باحیات جناب خدیجہ الکبری کوئی دوسرا نکاح نہین کیا اور آنحضرت نے اپنا تمام شباب حضرت خدیجہ ہی کے ساتھ

(نوٹ) بعض عیسائی پادری اعتراض کرتے ہین کہ مسلمانون کے پیغمبر نے امت پر جو حد چار نکاحون کی قرآن مین لکھی ہوئی ہے اپنے نفس کے لئے اُسکو توڑ دیا۔ حالانکہ یہہ انکا اعتراض بالکل خلاف واقعہ ہے کیونکہ سورۃ نسار جس مین تعداد ازدواج کو خداوند عالم نے مسلمانون کے لئے چار تک محدود کیا ہے آنحضرت کے حبالہ نکاح مین اُس سے پہلے سب عورتین آچکی تہین اس حکم کے بعد آپنے کوئی نکاح نہین فرمایا اور یہ نقل آپنے زاید از چار کو

بسر کردیا۔ پس انسانی خواہش اور غلیان خون کے ایام جو اٹھارہ سال سے چالیس سال تک ہوتے ہین وہ تمام ایام آنحضرت نے ایک سالخوردہ ضعیف العمر عورت کے ساتھ گذاری۔ اگر معاذ اللہ آن حضرت بقول مخالفین متعدد نکاحون کے خواہشمند اور ہوائے نفس کے تابع ہوتے تو چاہیئے تہا کہ یہہ سب نکاح درمیان ۱۸ و ۴۰ برس کی عمر کے واقعہ ہوتے حالانکہ ایسا نہین ہوا جس سے ظاہر اور صریح عیان ہے کہ ان متعدد نکاحون کا سبب جو آپنے اپنے اُتار عمر مین جب کسی کو بھی ضرورت نکاح نہین رہتی اور عوام لوگ بھی بعد چل بہت ہی کم نکاح کی خواہشمند ہوتے ہین کوئی اور ہی بات ہے۔ اور وہ آپکا وفور رحمت اور نیز خواہش اولاد ہے نہ کچہہ اور۔ دیکھو اولاد کی خواہش تمام انبیا برابر کرتے رہے ہین حضرت یحییٰ و ذکریا کا قصہ انجیل مین پڑہو اندرینصورت ایسا اعتراض اور بیجا الزام محض براہ عداوت کسی پاک شخص پر کرنا محض بہتان اور صریح کذب و دروغ ہے جسکا نتیجہ بجز اسکے کچہہ نہین کہ معترض خدا کی رحمت سے دور اور اُسکی آتش غضب کے تنور کا ہیزم بنے۔

اب سنو! اور غور کرو! مین ایک دو اور بی بیونکا سبب نکاح تبلاتا ہون حضرت حفصہ ام المومنین حضرت عمر کی صاحبزادی تہین اُن کے خاوندنے اُن کو طلاق دیدیا تہا بعد طلاق حضرت عمر نے بہت ہی کوشش کی کہ اُن کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو جاوے مگر بدین سبب کہ اپنے باپ کیطرح یہہ بھی

(بقیہ نوٹ) طلاق کیون نہین دیا۔ اسکی وجہ خاص ہے جسکو ہر ذیعقل آدمی قبول کر لیویگا وہ یہہ ہے کہ پیغمبر کی ازواج امہات ہین چونکہ وہ کسی دوسرے کے حبالۂ نکاح مین نہین آسکتی تہین پس انکو طلاق دیکر علیحدہ کرنا اُنکے حق مین سخت ظلم تہا اور اسی سبب سے آپ اُس حکم سے مستثنیٰ تھے۔ اور ضرور مستثنیٰ ہونا حضرت کا اس حکم سے عین انصاف بحق ازواج تہا اسکو بہت ہی عمدہ تفصیل سے جناب مشیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنی کتاب اعجاز التنزیل مین درج فرمایا ہے جو شخص چاہے فلیرجع الیہ۔

سخت مزاج اور ترش خو تہین کوئی اُن کو اپنے حبالۂ نکاح مین نہین لیتا تہا ایکدفعہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے درخواست کی کہ وہ حضرت حفصہ کو اپنے نکاح مین لے لین مگر حضرت ابو بکر نے بہی قبول نہ کین رفتہ رفتہ یہہ قصہ آنحضرت کے سامنے ہوا آنحضرت کو حفصہ کی حالت پر رحم آیا اور نبظر رحم اُنکو اپنے عقد مین لے لیا۔

دوسرا نکاح آپ کا حضرت عائشہ کے ساتہہ اسطرح ہوا کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ کو آن حضرت کے نکاح مین دینے کی بڑی عجز و نیاز سے التجا کی آن حضرت کو حضرت ابو بکر کی خاطر شکنی گوارا نہوئی محض بپاس خاطر ابو بکر عائشہ کو اپنے نکاح مین لیا۔ المختصر اسیطرح اور بی بیون کے بہی نکاح ہوئے ہین جن مین آنحضرت کی خواہش کو کچہہ دخل نہین ہے۔ علاوہ برین اگر آنحضرت نکاحون پر حریص ہوتے تو کیا آنحضرت باکرہ عورتون سے نکاح نہین کر سکتے تہے جو سوائے عائشہ سب بی بیان بحالت بیوگی آپکے حبالہ نکاح مین داخل ہوئی ہین۔ ایک شخص جو ہوائے نفس کا طالب ہو اُسکے واسطے یہہ بہی طبعاً ضرور ہے کہ وہ جہان تک ہوسکے زنان باکرہ سے ہی نکاح کرے نہ بیوہ سے بین بڑا حیران ہون کہ وے لوگ جو آنحضرت پر ایسا بیجا الزام لگاتے ہین اُن کو ایسی موٹی بات کی بہی سمجہہ نہین کہ کثرت ازواج کا خواہان شخص ہمیشہ نوجوان اور باکرہ عورتون سے نکاح پر حریص ہوا کرتا ہے نہ کہ زنان بیوہ ضعیف العمر کا۔ اور خاصکر ایسی حالت مین کہ جب اُسکو یہہ قدرت حاصل ہو کہ وہ جسقدر عورتین نوجوان اور باکرہ چاہے اپنے نکاح مین لاسکے۔ معترض کو کچہہ تو شرم چاہئے کہ ایسے مزخرف اعتراض اور بیہودہ الزام لگانے کا آخر نتیجہ کیا ہے۔

اور یہ بہی تحقیق ہوا ہے کہ حضرت عائشہ کی بہی آن حضرت نے تمنا نہین کی تہی بلکہ خود اُنکے باپ نے آنحضرت کو اس نکاح کی تکلیف دی تہی۔

ہان البتہ یہہ کہنا کہ جناب مسیح نے اپنی تمام عمر مین ایک بہی نکاح

نہین کیا اور بلا نکاح تمام عمر بسر کردی اور پیغمبر آخر الزمان نے ۸ بی بیان کین
اسلئے جناب مسیح نہایت صابر اور قانع اور ضابط اور قادر علے النفس تھے
کسی قدر غور طلب مسئلہ ہے. اور اس لائق ہے کہ کوئی قابل شخص اسپر غور
کرے اور بے عورت رہنے اور صاحب عیال ہوکر دنیا مین بسر کرنے کے دونون
حالتون پر توجہ کرے کہ آیا ان دونون حالتون مین سے کون حالت پیغمبر کے
لائق اور مناسب ہے. جب ہم ان دونون حالتون پر نظر ڈالتے اور غور کرتے ہین
تو ہم کو دنیا مین ہادی خلائق بنکر رہنے والے شخص کی حالت یہی مناسب
نظر آتی ہے. کہ وہ حسب حال زمانہ صاحب عیال ہوکر زندگی بسر کرے اور
آپ اہل دنیا کے واسطے نمونہ بنکر دکھاوے تاکہ لوگ اُسکے قدم بقدم رفتار
کرین. جناب مسیح نے جسحالت مین اپنی زندگی بسر کی وہ کسی طرح اہل دنیا کے واسطے
طریق ہدایت ممکن نہین اور وہ صریح اہل دنیا کے واسطے خلاف منشاء قدرت
وحکمت لکھی ہے. جو خود صرف ذات مسیح کے ہی لئے مخصوص اور مناسب نظر
آتی ہے کیونکہ جناب مسیح صاحب شریعت نہ تھے بلکہ وہ دین جناب کلیم اللہ کے
مروج تھے برخلاف اسکے آنحضرت صاحب شریعت غرا تھے اور آپکا ہر عمل و فعل
اور ہر قول سکوت تک رہنمائی کا کام دیتا تھا اور اس خاص طریق کا تتبع ہرگز
اہل دنیا سے جنکی ہدایت کے واسطے پیغمبر مبعوث ہوئے ممکن نہین. اب رہی یہہ
بات کہ اگر واسطے ہدایت مخلوق کے عیالداری مقصود تھی تو آن حضرت نے صرف
ایک ہی عیال پر کیوں. — خانگی. سو واضح — حضرت نے اپنا تمام شباب
صرف ایک ہی بی بی کے ساتھ گذار کر لوگون کو برتاؤ چاہئے عیال کی حالت
مین کرنا چاہئے سکھلایا جسطرح گذر کرین وہ حالت بھی لوگون کو کھلائی
جسکے ساتھ خواہش اولاد کی ضرورت بھی لگی ہوئی تھی. الغرض جسطرح خدا
کا کوئی فعل و حکم حکمت سے خالی نہین اسیطرح پیغمبر خدا کی رفتار گفتار حرکات
سکنات کلام و سکوت کوئی بھی خالی از مصلحت و ہدایت نہین ہے آپکی

مسلمانوں کی تمام شریعت کا دارومدار ہے۔ اور پیغمبر کا ہر فعل و عمل صراحتاً و کنایتاً ہر طرح سنت قابل الاتباع ہے سوائے اُن امور کے جو خاص واسطے ذات پاک پیغمبر کے اللہ تعالیٰ نے مختص کر دی ہوں۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

اور کثرت ازدواج کے مسئلہ کا مفصل جواب باب دوم حکم ہشتم مین ملاحظہ کرو

اعتراض دوم نزول وحی کیحالت پر

عیسائی اعتراض کرتے ہین کہ معاذ اللہ مسلمانوں کے پیغمبر کو مرگی کا مرض تھا وحی وغیرہ کچھہ نازل نہ ہوتی تھی۔

الجواب

یہہ اعتراض نہایت ہی لغو اعتراض ہے جو محض جاہل اور لایعقل عیسائیوں کا حسد الطبع زاد اعتراض ہے علماء و حکماء یورپ ہرگز اس اعتراض کو اپنی زبان پر نہین لاتے۔ علاوہ برین حق حق ہے اور باطل باطل۔

باطل است آنچہ مدعی گوید

بے دلیل کوئی بات قابل قبول نہین۔ اور عیسائیوں کے پاس اس لغو اعتراض کی کوئی دلیل نہین۔ ہم اُسکے نفی پر بہت سے مضبوط دلائل رکھتے ہین۔ اول یہہ کہ مرگی کا مرض بالعموم آگ اور پانی کے قریب ہونے سے نمایان ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت کی حالت جو بروقت نزول وحی ہوتی تھی کبھی آگ یا پانی کی قریب ہونے سے نہین ہوتی تھی پھر اُس حالت کو مرگی کا مرض کسطرح کہا جا سکتا ہے دوم مرگی مرض مریض ہی پر متاثر ہوتا ہے نہ دوسرے پر اور مرگی سے آدمی کا وزن بھاری نہین ہو جاتا تھا حالانکہ پیغمبر خدا پر جب نزول وحی ہوتی تھی اُسوقت آپ ایسے گرانبار ہو جاتے تھے کہ آپکا بار کوئی نہین اٹھا سکتا تھا اگر آپ اُونٹ پر سوار ہوتے تھے تو وہ بھی کانپنے لگتا تھا یہہ بات بہت اچھی طرح ثابت ہے

کہ سوائے ناقہ قصوی حالت وحی کا بار دوسری کسی اونٹ سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ علاوہ اسکے اگر آپکو یہہ مرض ہوتا تو کیا اہل عرب اس مرض کی کیفیت سے ناواقف تھے کہ کسی مخالف یا موافق عرب نے اسکا کہین ذکر تک نہیں کیا پھر بعض عیسائی لوگون کا کہنا جو یورپ کے باشندے اور وہ بھی چند سفہائے قوم جنمین ایسا کوئی بھی نہین جسنے آنحضرت کو یا اُن حضرت کی اُسحالت کو دیکھا ہو کیونکر قابل یقین و اعتبار ہو سکتا ہے۔ پہر اس مرض کے بہت سے خاص علامات ہین جو آنحضرت مین کوئی بھی ہرگز ہرگز پائی نہین جاتی تہین ۔اس اعتراض کو علما اہل انصاف مسیحی محض بیجا اور فضول اعتراض شمار کرتے ہین۔

کیونکہ یہہ امر بدیہی اور تاریخی ہے کہ آنحضرت بفور نزول وحی الفاظ وحی کو بلفظہٖ کاتبان وحی سے لکھواتے تھے اور مرض صرع مین صاحب صرع کے حواس ہرگز قایم نہین رہتے بلکہ جب کسی شخص کو مرگی لاحق ہوتی ہے وہ بیہوش مطلق ہو جاتا ہے اور اُسکو اپنے جسم و جان کی خبر تک نہین رہتی۔ اور آسمانی خواہ غیر آسمانی مضامین کو باین فصاحت ادا کرنا بلا قیام حواس محض غیر ممکن اور محال ہے۔

الغرض یہہ الزام محض براہ عداوت و شرارت آنحضرت پر لگایا گیا ہے جسکی کوئی اصل نہین جیسے کہ اس سے زیادہ تر خراب اور لیے معنے الزامات نسبت جناب مسیح یہود لگاتے ہین جنکا دہرانا زبان یا قلم سے ایک دیندار صاحب ایمان انسان کو مشکل ہے جسکا جی چاہے کتب یہود مین ان الزامات کو دیکھ لے۔ مگر ایسے لغو اعتراضات کا نتیجہ کچھہ نہین ہو سکتا ۔

اعتراض سوم اسلام بزور شمشیر پہیلایا گیا ہے

عیسائی اعتراض کرتے ہین کہ اسلام تلوار کے زور سے دنیا مین شایع کیا گیا ہے اور بڑی بے رحمی اسکی اشاعت مین ہوئی ہے ۔

الجواب

اگر فی الواقع اسلام بزور شمشیر پھیلایا جاتا تو بھی کچھ جاے اعتراض نہین
تھی- کیونکہ ایک اسلام پر ہی کیا موقوف ومدار ہے اکثر انبیاء سلف بھی
جہاد فی سبیل اللہ پر مامور رہے ہین- سوائے مسیح ابن مریم وچند دیگر کے
کیونکہ مسیحؑ صرف حضرت موسیٰ ہی کی شریعت کو رواج دینے اور شائع
کرنے آئے تھے انکو بیشک وعظ وپند کا ہی حکم پیشگاہ خداوند عالم سے ملا تھا
دربارہ جہاد دیکھو موسےٰ کی کتاب توریت اور حضرت یوشع کا صحیفہ-
مگر اسلام باوجود اسکے بھی ہرگز ہرگز بزور شمشیر پھیلایا نہین گیا بلکہ
وقتاً فوقتاً بمقتضائے حالت وقت بانی اسلام نے سختی ونرمی کا استعمال
بحکم خدا فرمایا ہے- ایکدفعہ اللہ نے حکم بھیجدیا لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ جسکے
معنے یہہ ہین کہ واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے ہمارے دین ہمارا اور
پھر ایکدفعہ یون حکم ہوا فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ- جسکے معنے
یہہ ہین کہ قتل کرو انکو جہان کہین پاؤ- غرض جسوقت جیسا حکم باری ہوتا تھا
ویساہی تعمیل مین آتے تھے- اخیر مین قرانمجید ایت الکرسی مین ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی
الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ جسکے معنے یہہ ہین کہ دین مین زبردستی

۱؎ دیکھو پوری آیت ہے جس سے ثابت ہے کہ رسول خدا اکثر واسطے حمایت نفس کے جہاد فرماتے تھے-
قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَةُ
اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْهِ فَاِنْ
قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ- حکم دیتا ہے سنو یہی کہ جو لوگ
تمکو قتل کرین تم خدا کے رستے مین انکو قتل کرو مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کو پسند نہین کرتا
اور قتل کرو انکو جسطرح پاؤ اور نکالدو انکو جسطرح انہون نے تمکو تمہارے دیار سے

کا کچھہ کام نہین کہ اب ہدایت ظاہر ہو چکی ۔ اصل کیفیت یون ہے کہ اوائل اسلام مین جب کفار مسلمانون کو اذیت پہونچاتے تہے اور اہل اسلام پر حملہ کرتے تہے تو ضرورتاً بغرض صیانت نفس مسلمین آنحضرت اُنکو بزبان شمشیر جواب دیتے تہے اور مسلمان بہی بنایا جاتا تہا اور جب اسلام طاقت ور ہو گیا اور کفار مین مسلمانون کے ایذا رسانی کی جرأت و طاقت نہ رہی تب جو ملک فتح کیا جاتا تہا اُسمین کفار پر جزیہ لگایا جاتا تہا اور اُنکی نگہبانی ایسی کیجاتی تہی جیسے مسلمانون کی جن لوگون کی نظر کتب تواریخ پر ہے وہ ہرگز ایسا اعتراض نہین کر سکتے کیونکہ جب تاریخ کو دیکھا جاتا ہے تو اُس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسقدر حملے رسول اللہ نے کفار پر کئے وہ سب واسطے حفظ امن کے کئے ہین نہ واسطے مسلمان بنانے کے ہان ضمناً لوگ مسلمان بہی ہوتے رہتے تہے اور مسلمان کئے بہی جاتے تہے کیونکہ غلبہ گروہ قلیل کا مقابلہ افواج کثیرہ بمنزلہ معجزہ ہو کر لوگون کے دلون پر ایک خاص اثر پیدا کر دیتا تہا جو باعث قبولیت اسلام اکثر لوگون کا ہو جاتا تہا ۔ علاوہ برین اسلام رسول اللہ ہی کے وقت مین اسقدر شائع نہین ہو گیا تہا جسقدر وہ دنیا مین اِسوقت پہیلا ہوا ہے اگر کہو کہ بعد رسول کریم خلفا کے عہد مین بہی اسلام کی تلوار خوب چمکا کی تو ہم اس بات سے ہرگز انکار نہین کرتے بلکہ بیگیان بعد رسول مقبول اُنکے خلفا نے بہی بہت سے ملک فتح کئے اور بہت سے ملکون مین اسلام پہیلا اور یہ عمل اُنکا کچھہ خلاف دین اللہ نہ تہا ۔ کیونکہ از آدم تا عہد جناب رسول الثقلین اللہ کی شمشیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل) نکالا اور فتنہ فساد قتل سے زیادہ ہے اور مسجد الحرام مین جنگ مت کرو جب تک کفار جنگ نکرین اُسمین اگر وہ تم کو قتل کرین تب تم بہی اُن کو قتل کرو یہی بدلا ہے کافرون کا ۔

(دوشا) کتب تواریخ کو دیکھو گے تو تم کو خوب معلوم ہو جائیگا کہ ہر غزوہ وسریہ حفاظت وصیانت کی غرض سے کیا گیا ہے نہ مسلمان بنانے کو اور اس امر کو بڑی وضاحت سے

کبھی غلاف مین نہین رہی جسکا جی چاہے عہد عتیق کے تمام صحف اور توریت و زبور پڑھکے دیکھ لے۔ مگر اس مین ہی شبہ نہین کہ اسلام کی اشاعت محض شمشیر زنی اور جنگ و قتال سے ہی نہین ہوئی بلکہ حقیقت اسلام اور اسلام کا دین اللہ ہونا بالخصوص اُسکی بیشتر اشاعت کا باعث ہے۔ دیکھو آجکل لیورپول اور امریکہ مین کونسی تلوار چلائی گئی ہے جو صدہا عیسائی مسلمان ہو گئے اور ماشاء اللہ یوماً فیوماً اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور ملک چین مین جہان تقریباً ۵ کروڑ مسلمان ہنوز جو فی الحال موجود ہین وہ کسطرح مسلمان ہو گئے اور چین مین کس خلیفہ کی تلوار نے اسلام پہیلایا ہے اُس مین اسلام نے کس طرح اشاعت پائی۔ القصہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہین۔ اسلام کی حقیقت خود بخود لوگون کے دلون پر تاثیر کرتی رہتی ہے اور امداد غیب مدام اُسکی حامی و مددگار رہتی ہے اور یہی بڑا بھاری سبب اُسکی اشاعت اور ترقی کا ہے آجکل ہندوستان مین باوجودیکہ حکومت بہی عیسائی ہے اور صدہا مدارس بہی عیسائیون کے جاری ہین کروڑہا روپیے عیسائی بنانے اور دین مسیح پہیلانے مین صرف کیا جاتا ہے لیکن تسپر بہی سالانہ تبدیل مذہب کی کیفیت اگر دریافت کرو تو بخوبی ظاہر ہوگا کہ عیسائی مذہب کی اشاعت اشاعت اسلام سے کچھ زیادہ نہین۔ باوجودیکہ مسلمانون کے ہاتھہ مین نہ حکومت ہے نہ روپیہ ہے نہ اُنکا کوئی مشن ہے نہ کوئی اور تدبیر اشاعت اسلام مسلمانون کی طرف سے عمل مین آتی ہے پہر اسقدر اسلام کی ترقی خود بخود ہوتے رہنا اگر تائید ایزدی نہین تو کیا ہے۔ الغرض اگر بچشم انصاف دیکھو

(بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل) صاحب اعجاز التنزیل نے اعجاز التنزیل مین مفصلاً صحیح فرمایا ہے جو شخص اعجاز التنزیل کے مطالعہ سے فیضیاب ہوگا وہ پہر کبہی یہ بات کہنے کی جرأت نہین کریگا کہ اسلام بزور شمشیر پہیلایا گیا ہے۔ اور بعض اسلامی سلاطین نے بخیر خلاف مذہب بالمصلحت ملکی یا پولیٹیکل اغراض کو مد نظر رکہکر اس قسم کا معاملہ کیا بہی ہو تو اُس سے اسلام پر کوئی حرف نہین آسکتا دیکھو مسلمان بادشاہون نے کفار پہ ہی کیا حصر ہے اپنے ہی نبی کے نواسے سر کیا گیا

تو ایک بچو دل سچے ایمان کا آدمی خود بخود یقین کرسکتا ہے کہ تاثیر حقیقت اسلام اور امداد غیب ہی صرف اسلامی ترقی کا موجب ہے، نیکہ اور اسکا کچہ حال بذیل سرخی جہاد باب چہارم کتاب ہذا مین اور بہی درج ہے ٭

چوتہا اعتراض محمد مصطفےٰ معصوم نہ تہے

اعتراض یہہ ہے کہ اگر محمد مصطفےٰ معصوم ہوتے تو وہ اپنی مغفرت کی دُعا خدا سے کیون مانگتے اور وہ نہ صرف آنحضرت ہی کو غیر معصوم جانتے ہین بلکہ وہ جملہ انبیاء کو سوا مسیح گنہگار سمجہتے ہین۔

الجواب

ہمارے نبی برحق محمد مصطفےٰ بلا گمان اور لاریب معصوم تہے اور چونکہ جناب محمد مصطفےٰ اور جمیع انبیا گروہ عبادت ہین تو بحضور پروردگار انکا عجز و نیاز کرنا عین علامت انکی عصمت و طہارت کی ہے اور عین نشان انکی عظمت و جلالت قدر کا۔ اور دعا تو ہمیشہ پروردگا مسیح بہی ہمیشہ کیا کرتے تہے جبکو وہ معصوم مانتے ہین دیکہو مسیح ہمیشہ دعا یہ یعنے نماز مین کہا کرتے تہے داور ہمین آزمایش مین مت ڈال بلکہ برائی سے بچا پہر اگر دعا مانگنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا

(بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل) پہر کیا اُن کے اس عمل سے اسلام پر کوئی عیب لگایا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ یہ انہون نے باتباع شریعت اسلام عمل کیا ہرگز نہین ہرگز نہین۔ اور یہی ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا عیسائیون نے سینکڑون جنگ اس مذہب کی پاسداری مین نہین کئے جنگ صلیبی جو آجتک زبان زد خلایق ہے وہ کیا تہا۔ اعجاز التنزیل مین ایک عیسائی انگریز کا ایک لکچر اسبارہ مین درج ہے واقعی کیا منصفانہ خیال ہی وہ لکہتے ہین کہ کوئی مذہب بہی بزور شمشیر پہیلایا نہین جاسکتا اور یہ خیال کرنا نہایت نامنصفانہ خیال ہے کیونکہ اول حقیت مذہب صرف بانی مذہب کا اعتقاد ہوتا ہے پہر جب وہ اُسی خیالات کا اظہار کرتا ہے تب اگر اُسکے خیالات پر لوگ جمع ہوگئے

مانگنے والا ضرور ملوث بہ گناہ ہے تب تو مسیح بھی گناہگار ٹھہرتے ہین کیونکہ وہ
خدا سے کہا کرتے تھے (بلکہ برائی سے بچا) علاوہ برین مسیح نے خود اپنے نیک ہونے کا
انکار کیا ہے۔ دیکھو انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۷ تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی
نہین مگر وہ ایک خدا۔

ہمارے پیغمبر برحق نے تو اپنے لئے پاک خدا سے مغفرت ہی کی دعا مانگی ہے
اور حضرت مسیح نے تو صاف صاف لفظون مین اپنے نیک ہونے سے انکار کر دیا۔
اور نماز مین برائی سے بچانے کی خدا سے استدعا کی جس سے بقول نصارا معاذ اللہ
مسیح تو بہت ہی اچھی طرح گنہگار ثابت ہوتے ہین۔ خیر یہ تو جواب ترکی بہ ترکی
تھا مگر درحقیقت تو یہی ہے کہ کل انبیا معصوم ہین اور جناب مسیح بھی چونکہ اوسی
طبقہ مین شامل ہین لہذا وہ بھی معصوم اور گناہ سے پاک ہین نہ کسی دوسری وجہ سے
دعا مغفرت مانگنا ہمارے حضرت پر کوئی الزام قائم نہین کرتا اور نہ مسیح
کا یہ کہنا کہ تو مجھے کیون نیک کہتا ہے۔ اُنکی معصومیت کا مخل ہے سب سمجھ کا فرق
ہے دیکھو ایک بیگناہ اعلے درجہ کا ملازم کسی بادشاہ کا اپنے بادشاہ کی حضور دست
بستہ کھڑا ہوکر اور دست ادب جوڑکر یون کہنے سے کہ اے مرے سلطان اور اے مرے
بادشاہ اور اے مرے خداوند نعمت مین ہمیشہ خطاکار ہون مگر تیری مہربانی اور شفقت
کا طالب ہون فی الواقع اُس نیک ملازم کو خطاکار نہین بنا سکتا بلکہ اُسکا یہہ کہنا
اُسکی کسر نفس اور عجز و نیاز اور حسن عقیدت پر دال ہے اسی پر قیاس کرلو کہ دعا
مغفرت پیش پروردگار عالم کرنے سے دعا کرنیوالا واقعی گنہگار کس طرح کہا سکتا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) تب وہ ایک گروہ کے خیال کی حیثیت پیدا کرلیتا ہے اور جب وعظ
و پند کی تلوار سے اُسکی اشاعت اسقدر کثیر ہو جاوے کہ بانی مذہب اس ارادہ اور اعتقاد کے تعمیر
دلانے کے لئے زبردستی کرنے کے قابل ہو تب وہ تلوار سے کام لے سکتا ہے پس اس سے صریح ظاہر
ہے کہ قدم اول اشاعت مذہب کے لئے ہمیشہ وعظ و پند ہی سے کام لینا ہے نہ تلوار سے۔ یہہ بحث
نہایت ہی دلچسپ ہے مفید مضامین اعجاز التنزیل مین قابل مطالعہ ہے اور بیشک پورے اطمینان
دلانے والے ہیں

کہ اس خداوند خدا کی اعلےٰ شان کی حضور جسقدر بندہ عجز و نیاز کرتاہے اُسیقدر
وہ عزت اور توقیر کے سزاوار ہوتاہے۔ اگر یہی سمجھ ہے تو۔ برین عقل و دانش
بباید گریست۔ اور یہہ بہی واضح رہے کہ طبقہ انبیا کو غیر معصوم ماننے سے نشاٗ
رسالت مین فرق آتاہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جملہ مخلوقات کی ہدایت کے واسطی
انبیا کو مبعوث کیاہے۔ اور اسی سبب سے وہ ہرگز گناہگار نہین ہو سکتے کیونکہ
اگر وہ بہی قابلیت صدور معاصی کی رکہتے ہین تو ممکن ہے کہ وہ تبلیغ احکام
خدا مین بہی اپنی خواہش نفسانی کا تبیع کرین۔ اور نیز بندگان خدا کو بہی یہ
خیال ہو سکتا کہ یہہ شخص جو دعوے نبوت کرتاہے شاید جہوٹی باتین اپنے مفید
مطلب ہمکو ملقین کرتاہو کیونکہ صدور گناہ تو اُس سے کبہی مضائقہ نہین ہے
پس اس صورت مین کسی طرح منشاء ہدایت پورا نہین ہو سکتا۔ اس سے صاف
ثابت ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہین اور جو لوگ انبیا کی غیر معصوم ہونیکے قائل
ہین وہ فی الواقع منشاء خدا کی مخالفت کرتے ہین اور لوگون کو تبیع انبیاء سے
مانع۔ اور یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ جب انبیا اور دیگر بندگان خدا دونون غیر معصوم ہین
تو پہر وجہ تفوق طبقہ انبیا کو دیگر مخلوقات پر کیاہے۔ ہم جناب محمد مصطفےٰ کی
نبوت کتب سلف سے اور انجیل سے ثابت کرچکے ہین پس جبکہ وہ نبی برحق ہین
تو پہر اُنکی معصومیت کا انکار محض بیکار ہے۔

پانچوان اعتراض کعبہ کی سمت پر

اعتراض یہہ ہے کہ جب سب طرف خداہے اور وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے
تو پہر مسلمان نماز کے وقت کعبہ کی سمت اپنا رخ کیون کر لیتے ہین۔
الجواب۔ اول تو عیسائی ہمکو یہہ بتلاوین کہ وہ بیت المقدس
کو بیت المقدس کیون کہتے ہین کیا وہان ہی خداہے اور جگہہ نہین جو اسکا

جواب وہ ہمکو دینگے وہی کعبہ کی نسبت ہمارا جواب ہے۔ دوسری کعبہ کیطرف موںھہ کرکے نماز پڑہنے کا سبب بظاہر ایک یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نماز کو باجماعت کہڑے ہوکر ادا کرتے ہین اور جماعت سے نماز پڑہنا مذہب اسلام کا ایک نہایت ہی تاکیدی حکم ہے دیکہو قرآن مجید مین یون وارد ہوا ہے وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ، جسکے معنے یہہ ہین کہ نماز پڑہو ساتھ نماز پڑہنے والون کے۔ اور جماعت مین ایک شخص امام ہوتا ہے جو سب کے آگے کہڑا ہوتا ہے اور باقی سب اُسکے پیچہے صف بستہ ایستادہ ہوتے ہین گویا فوج خدا معہ سپہ سالار بحضور پروردگار عالم ہوکر سربسجود ہوتی ہے پس خداتعالے نے اس غرض سے کہ نظم عبادت مجموعی درست اور باترتیب رہے اور بدنظمی صفوف مخل توجہ الی اللہ نہونے پاوے حکم دیا کہ جب مسلمان نماز پڑہین اپنا موںھہ کعبہ کیطرف جو بیت اللہ قرار پاچکا ہے کر لیا کرین۔ پس اس حکم سے ایسا عمدہ انتظام جماعت سے نماز پڑہنے کا ہوگیا کہ جہان اذان ہوئی اور لوگ مسجد مین جمع ہوگئے اور جونہین اقامت کی صدا بلند ہوئی۔ بلا کسی کے کہے سنے کے جسقدر مقتدی حاضر ہون سبکا رخ یکایک کعبہ کی طرف پہر گیا اور نماز کی صفین بلا دقت خودبخود ٹہیک قایم ہوگئین۔

لو ہمنے تو اپنی عقل کی وسعت کے موافق ایک خاص وجہ تقرر سمت کعبہ کی تبلادی۔ اب ہم عیسائی صاحبان سے پوچہتے ہین کہ وہ کیون صرف تین ہی وقت نماز کے مانتے ہین کیا اور وقت خدا اپنے بندون کی نہین سنتا اور کیون بیت المقدس کو مقدس جانتے ہین کیا اور جگہہ خدا نہین ہے وہ تو ہر وقت اور ہر جگہہ حاضر ناظر ہے۔ مین بالیقین کہتا ہون کہ ان کے پاس اسکا کوئی بہی جواب نہین بجز اسکے کہ وہ کہدین کہ خدا کا اسیطرح حکم ہے اور خدا نے یہی وقت نماز کے مخصوص کردیئے ہین اور بیت المقدس کو خدا نے مقدس گردانا ہے اور ہم مطیع بامر الہی ہین۔ اُسکے حکم مین بندون کو کیا دخل ہے سو ہم بہی یہی کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑہتے وقت اپنا رخ کعبہ

کی طرف کیا کریں اور اسکی مصلحت وہی خوب جانتا ہے۔ اور بندہ وہی ہے جو اپنے خدا کا حکم ماننے اور اسکے حکم کی تعمیل میں چون وچرا نکرے اور ایساہی اسبات کا جواب ہمکو قرآن نے سکھایا ہے دیکھو پارہ سوم سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا۔ قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ اب بیوقوف لوگ کہیں گے کیوں مسلمان اپنے قبلہ سے پھر گئے جسپر پہلے سے تھے یعنے بیت المقدس سے سوائے محمد تو اُن سے کہدے کہ مشرق ومغرب سب خدا کی ہے چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ۔ وجہ تبدیل قبلہ کی اللہ نے یہہ بتلائی ہے مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ یعنے قبلہ اسلئے بدلا ہے تاکہ مطیع رسول اور غیر مطیع ظاہر ہوجاوین ؛۔

اعتراض چھٹا لفظ لعنت پر

عیسائیوں کا یہہ اعتراض ہے کہ قرآن شریف میں جو لفظ لعنت آیا ہے یہہ خلاف تہذیب ہے کہ کہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ اور کہیں لعنت اللہ علی الکاذبین وغیرہ اسی قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جو لوگوں کو لعنت کرنا اور گالیاں دینا سکھاتی ہیں۔ اور جس مذہب میں گالیاں سکھائی جاتی ہیں وہ بہی کوئی مذہب ہے

الجواب

اول تو لفظ لعنت گالی نہیں ہے اور نہ یہہ لفظ خلاف تہذیب ہے جو اسپر اعتراض کا کسیکو موقع ملے۔ بلکہ مہذب لوگ جب بدکاروں سے نفرت ظاہر کرنا چاہتے ہیں یا نیکوکاروں سے اظہار موانست انکو منظور ہوتا ہے تب وہ لفظ لعنت اور رحمت کا استعمال کرتے ہیں اور دشنام دہی تو مذہب اسلام میں بہت سخت گناہ ہے اور گالیاں دینے والے اور فحش بکنے والے پر حسب شریعت اسلام حد جاری ہوسکتی ہے جسکا جی چاہے کتب فقہ اسلام دیکھ لے خواہ

اسلام کے کسی فرقہ کے ہون۔ کہ جو کچھ مینے کہا وہ کہانتک درست ہے اسکے سوا اگر
بائبل مین تو یعنے بکتاب توریت ایک باب کا باب ہی لعنت کا پاتے ہین پس
جو لوگ عیسائی یا یہودی ہوکر لفظ لعنت کو گالی سے تعبیر کرلیتے ہین یا بدکارون
پر لعنت کرنیوالون پر عیب لگاتے ہین وہ خود انجیل اور توریت اور خدا پر
معترض ہین نہ صرف قرآن پر۔ دوسرے اگر لفظ لعنت بدکارون کے لئے اور لفظ رحمت
نیکوکارون کے لئے استعمال کیا جاوے تو پھر وہ لفظ کونسا ہے جس سے انسان
اپنی حالت قلبی کو جو نسبت نیک و بد افراد انسانی کے بھی ظاہر کرسکے جو نہایت
ایک ضروری اور لابدی امر ہے جیسے بمقابلہ خدا شیطان کی نسبت اور بمقابلہ
موسے فرعون کی نسبت اظہار نفرت کی کیا سبیل ہوگی بے گمان اس مطلب کے
پورا کرنیکو لفظ لعنت ضروری الاستعمال قرار پاتا ہے اور اگر بالفرض کوئی اور لفظ
اس غرض کے لئے معین کرلیا جاوے تو لفظ لعنت اور وہ مقرر شدہ لفظ ایک ہی
منزلت اور شان کے لفظ سمجھے جاوینگے اور پھر جو اعتراض فی الحال لفظ لعنت کے
استعمال کرنے والون پر عاید کیا گیا ہے ثانی الحال وہی اعتراض اُس لفظ کو
استعمال کرنیوالے پر وارد ہوگا۔ الحاصل ایک مرد نیک دار بدکارون پر لعنت کئے
بغیر کسی طرح رہ نہیں سکتا اور اسی سبب سے وہ ہرگز گالیون کی شمار مین آنہین
سکتا اور اُس خداوند خدا نے بھی اسی لفظ کا اپنی جملہ کتب سابقہ و حال مین استعمال
فرمایا ہے اسلئے لفظ لعن بجائے اسکے کہ معرض اعتراض مین ہو ضروری الاستعمال
ہے۔ دیکھو توریت استثنا باب ۲۷ آیت ۱۴ سے پڑھو اور آنکھین کھولکر اُسکو دیکھو
تا کہ لعنت کے لفظ پر اعتراض کرنے سے کہین تم خود لعنت کے تحت اور لعینون کی
شمار مین نہ آجاؤ اور اس لفظ کو گالی ہرگز مت کہو اور خدا سے ڈرو کہ خدا ہرگز
گالی دینے والا نہین۔

آیتین یہ ہین۔ اور بنی لاوی مخاطب ہوکر بنی اسرائیل کے سامنے ہر مرد
کو باآواز بلند کہین کہ اُس شخص پر جو اپنے ہاتھ کی کاریگری سے کھود کر یا ڈھال کر

بُت بنا دے جس سے خدا کو نفرت ہے اور اُسے پوشیدہ مکان مین رکھے لعنت ہے ساری جماعت کہے آمین آیت ۱۶ جو اپنی مان کو حقیر جانے اسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو اپنے ہمسائے کی سرحد کی نشانی سرکائے اوسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو اندھے کو راہ سے بہکاوے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی پردیسی یا یتیم کے مقدمہ کو بگاڑے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو اپنے باپ کی جورو سے ہمبستر ہو اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی کسی قسم کے چوپائے سے جماع کرے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی اپنی بہن سے جو اپنی مان یا باپ کی بیٹی ہو جماع کرے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی رشوت لیا بے گناہ کو قتل کرے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی اپنی شریعت کی سب باتون پر قایم نہ رہے اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین ان سب پر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی اپنی ساس سے ہمبستر ہو اُسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین جو کوئی اپنے ہمسایے کو ستاوے اوسپر لعنت ساری جماعت کہے آمین ۔ اب ان سب لعنت کے احکام پڑھکر بہی جو عیسائی قرآن مین لفظ لعنت آنے پر اعتراض کرتا ہے تو وہ دراصل اپنی کتاب مقدس کو جہٹلاتا ہے اور کلام خدا نہین مانتا میرے خیال مین کوئی سچا دیندار مسیحی یا یہودی لیے اسکی کہ اُسکو توریت کے ان احکام سے وقوف ہو جاوے کبہی لفظ لعنت پر معترض نہین ہو سکتا بلکہ بدکار و نیر لعنت کرنا مذہب کی ضروریات سے جانیگا فقط

(۳۷) مسلمانون کے پیغمبر براہ نفسانیت اپنی کنبے کی بہی عظمت لوگون کے دلونمین جماتے تھے

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ براہ نفسانیت لوگون کے دلون پر اپنے کنبے کی بہی عظمت ظاہر کیا کرتے تھے چنانچہ قرآن مین سورہ تطہیر اور آیہ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ۔ اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین الی آخرہ اور حدیث مثل اہلبیتی کسفینۃ

نوح اسباب کے شہادت کو کافی ہے اور یون صدہا بلکہ ہزارہا حدیثین مسلمانون کے پیغمبر صاحب نے اپنی اہل بیت کی تعریف مین کہی ہین۔

الجواب۔ یہہ بالکل غلط ہے اپنے اور دوسرے کے کہنے سے حضرت کو کوئی غرض نہ تھی آپ جو کچھہ فرماتے تھے بحکم خدا فرماتے تھے نہ اپنی خواہش وغرض سے جیسا کہ قرآن مین آیا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یعنے میرا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے کچھہ نہین کہتا مگر وہی کہتا ہے جو اُسکو بذریعہ وحی حکم ہوتا ہے۔ دیکھو آیۂ تطہیر مین جو ذکر طہارت ہے وہ صرف پانچ بزرگوارون کی نسبت ہے خود جناب محمد مصطفےٰ کی طہارت وعصمت اور اُنکی بیٹی فاطمہ زوجہ علی اور علی ابن ابیطالب اور انہین کے دونون بیٹون حسن وحسین کی نسبت ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت علی کے کنبے کی طہارت وعصمت پر ادائے شہادت کرتی ہے نہ رسول اللہ کے کنبے کی کیونکہ رسول اللہ کا کنبہ اُنکی ازواج اور خاص آنحضرت کی بیٹی طیب وطاہر ہوسکتی ہین نہ یہہ کہ علی کا کنبہ آپکا کنبہ کہلاوے۔ اور درجہ دوم مین آپکا کنبہ آپکے اعمام کہلا سکتے ہین مثلاً حضرت امیر حمزہ حضرت جعفر طیار حضرت عباس جن سے آنحضرت کو بڑی محبت تھی چنانچہ سوائے عباس باقی ہر دو صاحبان نے محبت رسول کریم مین ہی جام شہادت نوش فرمایا ہے اور اسیطرح آپکو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جو آپکی خاص بی بی اور اول الاسلام تھین اور بقول عامہ مسلمین حضرت عائشہ سے بھی کمال محبت تھی مگر آنحضرت نے باوجود کمال الفت اور اپنے کنبہ ہونیکی یہہ کبھی نہین فرمایا کہ یہہ آیت ان کے حق مین بھی طہارت کی گواہی دیتی ہے بلکہ جب کسی اصحاب نے آنحضرت سے آیۂ تطہیر کی بابت سوال کیا تو آپنے صریح اور صاف طور سے اس آیت کا مرجع علی ابن ابیطالب اور اُنکے ہی کنبہ کو بتلایا۔ اس معاملہ مین مابین سُنی وشیعہ ہر دو فرقہائے اسلامیہ بہت سی بحثین اور جھگڑے ہوکر یہہ امر فیصلہ پاچکا ہے کہ آیۂ تطہیر پیغمبر خدا کے کنبے کے حق مین نہین بلکہ حضرت رسول اور کنبہ علی کے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اور اس آیت مین لفظ

اہلبیت سے یہی بزرگوار مراد ہین اور خداتعالے نے کنبہ علی کو کنبہ رسول قرار دیا ہے. کیونکہ اس آیت مین تمام صیغہ مذکر کے ہین آیت یہہ ہے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ جس سے ظاہر ہے کہ کنبہ رسول یعنی ازواج رسول جو تعداد مین ۸ ابی بیان تہین اس آیت کا مرجع ہرگز نہین ہوسکتین۔ اسیطرح جب قوم نصارا سے بموجب آیۃ مباہلہ۔ مباحثہ قرار پایا تب بہی آپ انہین ہی چار بزرگوارونکو اپنے ساتھ مباہلہ کے واسطے لیگئے تھے۔ دیکھو آیت مباہلہ یہہ ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد جن کے حق مین یہہ آیت یعنی آیۃ تطہیر ہے یہی چارون بزرگ. یعنی کنبہ علی مع علی و خود ذات رسول ہے القصہ جمیع فرقہائے اسلامیہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آیۃ تطہیر انہین پنج انفاس ذاکیہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگر پیغمبر خدا معاذ اللہ اپنی خواہش نفس سے اپنے کنبہ کی عظمت لوگون کے دلون پر جتانا چاہتے تہے تو اپنی ازواج اور دوسرے خاص اپنے عزیزون کو مثل امیر حمزہ و جعفر طیار اور اپنے فرزندان کو اس آیۃ کا مرجع کیون نٹھہرایا حالانکہ یہہ مشہور عالم ہے کہ آپکو اپنی ازواج مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جو آپکی محسنہ بہی تہین کمال محبت تہی اور اسیطرح کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ سے بہی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جب اس آیت کا مرجع خدا نے نہین گردانا کسیکو سوائے ان ہر پنج بزرگوارون کے تو جناب رسالتمآب کسطرح ٹھہراتے مرجع اس آیت کا انکو۔

اب ہم یہہ دیکہنا چاہتے ہین کہ بائبل مین بہی کوئی ایسی نظیر ہمکو ملتی ہے یا نہین کہ جس سے ثابت ہوجاوے کہ انبیاء سلف نے بہی بحکم خدا بعض اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کو مخصوص فرمایا ہو۔ الغرض جب ہم توریت پر نظر ڈالتے ہین تو مفصلہ ذیل آیات ہمکو حضرت موسیٰ کے بہائی ن کی نسبت ملتی ہین جس سے حضرت موسیٰ کے بہائی ہٰرون کی عصمت و طہارت کا پتہ چلتا ہے۔ کیا ان آیات کو

توریت مین پڑہکر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت موسے اپنی خواہش نفسانی سے اپنے
بہائی او بہتیجون کی نسبت توریت مین ایسا فرماتے ہین نہین ہرگز نہین - اب مین وہ
آیتین دکہاتا ہون جو توریت مین جناب موسے کی بہائی بہتیجون کے حق مین درج ہین۔
توریت خروج باب ۲۸ آیت ۳۹ - اور تو مہین کتان کی کرتی کو منقش بنا اور عمامے
کو مہین کتان سے اور کمربند کو نقاشون کی طرح سے بنا (۴۰) اور ہارون کے بیٹون
کے لیے کرتے بنا اور انکے لئے کمربند اور پگڑی واسطے عزت اور حرمت کے بنا
اور تو یہہ سب ہارون کو جو تیرا بہائی ہے اور اسکے بیٹون کو اسکے ساتھ پہنا اور
تو انپر تیل چہڑک اور انکو مخصوص کر اور ان سب کو پاک کر تاکہ وے سب میرے
لئے کاہن ہین اور تو انکے لئے پاجامے کتان سے بنا تاکہ وے انکی برہنگی کو
چہپاوین آیت ۴۳ کا فقرہ اخیر تاکہ وے پاک مکان مین عبادت کرین اور گنہگار نہ
ٹہرین اور ہلاک ہوون یہ دستور العمل انکے لئے اور اسکی نسل کے لئے ابد تک
ہو۔ باب ۲۹ آیت پہلی اور وہ جو تو انکے لئے کریگا تاکہ وے پاک ہون اور میرے کاہن
ہوئین سو یہہ ہے الی آخرہ۔

پہر احبار باب پانچ پڑہو جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امت موسیٰ کی تمامی
اعمال دین بوساطت ہارون اور ہارون کے بیٹون کے تکمیل کرائے جانیکا حکم توریت مین
دیا گیا ہے اور بلا وساطت ہارون یا ہارون کے دونون بیٹون کے کوئی شرعی کام
امت موسے کا پیش خدا مقبول نہ ہوتا تہا۔ جیسے احبار باب ۶ آیت ۱۹ مین ہے پہر
خداوند کریم نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا کہ ہارون اور اسکے بیٹون کی قربانی
اپنے مسح کے دن مین خداوند کے لئے گذار آیت ۲۲ اور خداوند نے موسیٰ کو

---

(۱) یہہ امر مسلمہ ہے بلکہ آنحضرت کی حدیث اسپر گواہ ہے کہ آپ اور آپکی امت موسیٰ اور موسے
کی امت کے مشابہ ہین۔

(۲) کاہن سے مراد ہادی خلق یا پیشوائے امت ہے کوئی شخص اپنی مرضی یا لوگون کی مرضی سے
بلا حکم خدا کاہن یعنی پیشوائے امت نہین ہو سکتا۔

خطاب کرکے فرمایا کہ ہارون اور اُسکے بیٹون کو کہہ کہ خطا کی قربانی کا دستور یہہ ہے
باب آیت ۳۰ پر سینہ ہارون اور اُسکے بیٹونکا ہوگا آیت ۳۴۔ کہ ہلائی کا سینہ اور اُٹھانی
کا شانہ بنی اسرائیل کی قربانیون مین سے مینے لیا اور ہارون کاہن کو دیا اور یہہ قانون
بنی اسرائیل کیلئے ہمیشہ کو ہے۔ اس سارے باب کو پڑہو تو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ بنی اسرائیل
کو خدا کا یہہ حکم تہا کہ وہ سب شرعی امور بوساطت ہارون یا ہارون کے بیٹون کے کیا
کرین۔ بلا وساطت ہارون یعنے کاہن کوئی شرعی کام مقبول خدا نہین۔ احبار باب
تمام ہارون اور اُسکے بیٹون کی عظمت کے بیان مین ہے باب دس مین ذکر ہے کہ ہارون
کے دونون بیٹے امت کے لئے کفارہ ہوئے۔ قصہ مختصر خدا جسکو چاہے اپنی خدمت پر مامور کرے
اور جسکو چاہے اپنی کام کے لئے منتخب کر لے اس مین مخلوق کو کوئی جائے دم زدن
نہین۔ اسیطرح ہمارے پاک نبی کو بہی خدا کا حکم تہا کہ وہ اپنے بہائی علی ابن ابیطالب
اور اُنکے دونون بیٹون کے لئے دعا کرین تاکہ وہ طاہر اور خدا کے کام کے لئے منتخب کئے جاوین
چنانچہ آنحضرت نے بحکم خداوند جلیل ایک کمبل اوڑہ کر اور اُسمین ان ہر چہار بزرگوارون کو لیکر
اُنکے لئے دعا کی اور خدا نے انکو طاہر کیا اور معصوم بنایا اور اپنی خدمات کے لئے چن لیا اور یہہ
خدمت اُنکو بہی نسلاً بعد نسلاً مدام کے لئے عطا کی اور جناب حسنین کو امت محمدی کی بخشش
کا ذریعہ گردانا یعنے وہ بہی مثل فرزندان ہارون اُمت محمدی کے کفارہ ٹہرے اور اُنکے لئے
وجہ شہادت تجویز فرمایا جسکو اُن دونون خاصان خدا نے بڑے ذوق وشوق سے قبول
کرکے اپنی شیرین جانین راہ خدا مین دیدین۔ آیۂ تطہیر کا نزول بلا وجہ محض برعایت وبپاس
خاطر رسول نہین بلکہ وہ ایک امر اہم اور ضروری کی بنیاد ہے اگر بقول معترض پیغمبر خدا معاذ اللہ
اپنے کنبے کی عظمت لوگون کے دلون مین جمانا چاہتے تو پہر خصوصیت ان چار ہی کی نہ تہی
یہ لوگ خاصان خدا تہے جیسے حضرت کلیم کے زمانہ مین ہارون اور فرزندان ہارون۔
تب ہی تو جناب رسالتمآب نے علی سے خطاب کرکے فرمایا تہا یا علی انت بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ۔ پہر پیغمبر خدا کا یہہ ارشاد محض از برائے گفتن ہی نہین تہا اور نہ آنحضرت نے
اپنی طرف سے اپنا رشتہ دار سمجھکر علی کو ایسا کہا تہا بلکہ جو کچھہ آنحضرت نے ان بزرگوارون

کی نسبت فرمایا ہے وہ سب بحکم خدا تھا یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ نے اپنی اُمت کو آگاہ فرمادیا اور کہہ دیا مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح۔ اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فان تمسکتم بھما فلن تضلوا بعدی۔ اور کوئی وجہ نہین۔ اور جسطرح امت موسے مین ہارون اور فرزندان ہارون ہادی قرار پائے تھے اور بلا وساطت اُنکے کوئی شرعی کام مقبول خدا نہوتا تھا اسیطرح اُمت محمدی کا بھی کوئی عمل بلا توسل ان حضرات کے بیش پروردگار عالم مقبول نہین۔ اور جسطرح بنی اسرائیل مین حضرت ہارون نسلاً بعد نسلاً کاہن قرار پاچکے تھے اسیطرح امت محمدی مین علی ابن ابیطالب نسلاً بعد نسلاً ابد تک کے لئے پیشوا اور ہادی ہین جیسا کہ زمانہ بزمانہ حسب وعدہ خدا اولاد علی سے ایک امام دنیا مین موجود رہتا رہا ہے اور اب امام آخرالزمان حجت خدا قائم آل محمد کے نام سے مثل خضر اس دار ناپایدار دنیا مین اُمت محمدی کے پیشوا موجود ہین۔ اور جسطرح حقوق حضرت ہارون وپسران ہارون امت موسیٰ پر منجانب خدا مقرر تھے ویسے ہی حقوق علی واولاد علی منجانب خدا امت محمدی کی گردن پر ہین۔ اور جسطرح امت موسے نے حضرت ہارون سے سرکشی کی تھی ویسے ہی امت محمدی نے علی ابن ابیطالب سے مخالفت کرکے اپنی آخرت خراب کی۔ ہم اس بیان کو اسیجگہ ختم کرتے ہین۔ اگر فضل خداوندی شامل حال رہا اور فکر معاش سے دلجمعی ملی تو انشاء اللہ تعالےٰ اس مطلب کی وہ تفصیل جو میرے دل مین ہے جلد دوم کتاب ہذا مین ذکر کرونگا یہان صرف بقدر ضرورت انجیل کتاب مکاشفات سے صرف ایک مکاشفہ درج کرتا ہون جس سے معترض پر یہہ ظاہر ہوجاویگا کہ ۱۲۔ اوصیائے رسول مقبول کی پیش پروردگار عالم کیا قدر ومنزلت تھی اور کہ جن بزرگوارون کے حق مین آیہ تطہیر قرآن پاک مین ہے انکی نسبت کتب سماویہ سلف مین کیا لکھا ہے۔ اگرچہ موجودہ اناجیل مین عیسائی صاحبان نے اپنی طرف سے کچھ کچھ الفاظ الحاق کرکے اُنکے مطلب اور مقصود مین فرق ڈالدیا ہے مگر وہ الفاظ الحاقی اصل عبرانی اناجیل مین پائے نہین جاتے۔ تاہم ان مروجہ اناجیل سے بھی ہمارا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ ہمنے الحاقی واضافی الفاظ کی

جگہہ عبارت مکاشفہ مین ایک عرضی خط کہینچ دیا ہے اور وہ الفاظ حاشیہ پر جدا گانہ دکہا دیئے ہین - اب مین اصل مکاشفہ حرفاً حرفاً انجیل سے نقل کرتا ہون صاحبان انصاف مکاشفہ کا لفظ لفظ پڑہین اور دیکہین کہ یہہ مکاشفہ کیسا صاف صاف حجج دوازدہ امام علیہ السلام انجیل مین وارد ہے -

انجیل مکاشفات یوحنا باب ۲۱ آیت ۹ سے پڑہنا شروع کرو یوحنا کہتے ہین اور ایک نے اُن سات فرشتون مین سے مجہہ یون کہا کہ ادہر آ مین تجہے دُلہن دکہاؤنگا اور مجہے بوضع روحانی ایک بڑے پہاڑ پر لے گیا اور اُسنے اُس بزرگ شہر کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اوترتے دکہایا اُسمین خدا کا جلال تہا اور اُسکی روشنی بہی نہایت قیمتی جوہر کی سی اُس نیلم کی مانند تہی جو بلور کی طرح شفاف ہو - اور اُسکی بڑی بلند دیوار تہی اور اُسکے بارہ دروازے تہے اور اُن دروازون پر فرشتے تہے اور اُنپر بارہ نام لکہے تہے سو پورب کو تین دروازے پچہم کو تین دروازے اوتر کو تین دروازے دکہن کو تین دروازے اور اُس شہر کی دیوار کی بارہ نیوین تہین اور اُنپر برّے کے ۱۲ رسولون کے نام لکہے تہے اور جو مجہہ سے بولتا تہا اُسکے ہاتہہ مین سونے کی جریب تہی تا کہ اُس شہر کو ناپے اور اُسکے دروازون اور اُسکی نیو کو ناپے اور اُس شہر کے احاطے چوکونے تہے اور اُسکا لمبان اتنا ہے جتنا چوڑان اور اُسنے اس شہر کو اُس جریب سے ناپکر بارہ ہزار رستادیون پایا اُسکا لمبان چوڑان اونچان یکسان ہے پہر اُسنے دیوار کو ناپا تو اُس آدمی کے ہاتہہ سے جو فرشتہ تہا ایکسو چوالیس ہاتہہ پایا اُسکی دیوار نیلم کی بنی تہی اور وہ شہر خالص سونے کا شفاف شیشے کی مانند تہا اور اُس شہر کی دیوارون کی نیوین ہر طرح کی جواہرات سے آراستہ تہین پہلے نیو نیلم کی تہی دوسری نیلم کی تیسری شب چراغ کی چوتہی زمرد کی پانچوین عقیق کی چہٹی لعل کی ساتوین سنہری پتہر کی آٹہوین فیروزے کی نوین زبرجد کی دسوین لہسنی کی گیارہوین سنگ سلیمانی کی بارہوین یاقوت کی اور بارہ دروازے بارہ موتی تہے ہر دروازہ ایک ایک موتی کا اور اُس شہر کی سڑک خالص سونے کی شفاف شیشے کی مانند تہی اور مینے اس مین کوئی ہیکل نہ دیکہی سو اور وہ شہر

سورج کا محتاج نہین اور نہ چاند کا کہ وے اسکو روشن کرین کیونکہ خدا کا جلال اُسے
روشن کرتا ہے ر اور وے قومین جنہون نے نجات پائی اسکی روشنی مین پہرینگے
اور زمین کے بادشاہ اپنا جلال اور عزت اُس مین لاتے ہین اور اُسکے دروازے
کبہی دیکہو : بند نہونگے کہ رات وہان نہوگی اور وے قومین جلال اور عزت کو اُس
مین لاوینگی ۔ اور کوئی چیز جو ناپاک یا نفرت انگیز یا جہوٹھ ہے اُسمین کسیطرح در نہ
آویگی مگر وہی جو کتاب حیات مین لکھی ہین پہر اس مین آب حیات کی صاف ندی مجہے
دکہائی جو بلور کیطرح شفاف اور خدا کے تخت سے نکلتی تہی اور اسکی سڑک کے بیچ اور
اس ندی کے وار پار زندگی کا درخت تہا جو بارہ قسم کے پہل لاتا تہا اور ایک
مہینے مین اپنا پہل دیتا تہا اور اُس درخت کے پتے قومون کی شفا کے واسطے
تہے اور پہر کوئی لعنت نہوگی اور خدا کا تخت اُسمین ہوگا اور اسکے بندے اُسکی بندگی
کرینگے ط اور اسکا نام اُنکے ماتہون پہ ہوگا وہان رات نہوگی اور وے چراغ
اور سورج کی روشنی کے محتاج نہین کیونکہ خداوند خدا اُنکو روشن کرتا ہے اور
وے ابدالآباد بادشاہت کرینگے ۔

دیکہو اس کاشفہ مین ۱۲ امکان دوازدہ امام علیہ السلام کے مکانات سے
مراد ہین اور اُنپر اُنکے اسماء پاک بہی رقم ہین چونکہ محمد مصطفےٰ خاتم النبیین ختم المرسلین
ہین اور اُنکی دعوت دعوت عامہ تہی نہ مثل انبیاء سلف کسی خاص قوم یا قبیلہ کے
لئے مختص جیسے حضرت عیسیٰ محض واسطے ہدایت بنی اسرائیل کے تشریف لائے تہے

نوٹ :۔ تشریح الحاقی و اضافی الفاظ کی الف یعنی برّہ کی دلہن ۔ ب جو بنی اسرائیل کے
باران فرقون کے سردار ہین ج برّہ د اسلئے کہ خداوند خدا یعنے قادر مطلق اسکا ہیکل ہے
(ہ) برّہ اسکی روشنی ہے (س) بچینگی ۔ (ص) اور برّہ کا (ط) اور اسکا موقعہ دیکہو ختم ہونگے ۔

نوٹ ۔ یہ تمام الفاظ عیسائیون نے اپنی طرف سے انجیل مین بڑہا دیئے ہین اصل نسخہ عبرانی مین
انکا پتہ نہین اور نیز دیکہو الف ۔ اسمین لفظ یعنے صاف ظاہر کر رہا ہے کہ کسی شخص نے اوسکا
مقصود اپنے اعتقاد کے موجب لکہدیا ہے اسیطرح لفظ برّہ ایک دہوکا اور حضرات لگایا گیا ہے ۔

چنانچہ انجیل مین ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ مین بنی اسرائیل کی بھیڑین چگانے آیا ہون
بنابران ائمہ اثنا عشر بھی جو کہ وصی ختم المرسلین تھے وہ بھی یکے بعد دیگرے دعوت عامہ
پر بھی مامور و متعین تھے پس جو عظمت جناب ختم المرسلین کی ہے وہ کسی دوسرے
نبی کی نہین اور جو عظمت قدر ہمارے نبی کی اوصیار کی ہے وہ کسی نبی کے وصی
کی نہین ہوسکتی علاوہ برین جیسے سخت امتحان مین ائمہ اثنا عشر نے مصائب و شدائد
شدیدہ کی برداشت کرکے کامیابی حاصل کی ہے ایسے سخت مصائب بھی پہلی
استون مین سے کسی نبی یا وصی نے برداشت نہین کئے اور انبیار سلف قبیلہ بقبیلہ
قوم بقوم پر بالعموم جداگانہ بطور ہادی معین ہوتے رہے ہین انکی دعوت دعوت عامہ
نہ تھی تو پھر وہ کسیطرح ایسے بزرگوار ون کے ہمپلہ نہین ہوسکتے کہ جو دعوت عامہ پر مامور رہے
پھر کسطرح ہوسکتا ہے کہ یہہ عظمت و جلالت سوائے اوصیاء پیغمبر آخر الزمان اور کسی
کی پیش پروردگار مان لیجاوے بیگمان یہہ مکاشفہ اسلام کے ائمہ اثنا عشر کی بزرگی اور
جلالت قدر پر شاہد ہیں۔ اور عیسائی جو اُسکو بحق بارہ سرداران بنی اسرائیل بتلاتے
ہین یہہ انکا خیال محض بیجا ہے کیونکہ ہم اُن بارہ سرداران بنی اسرائیل مین کوئی ایسی
فضیلت جس سے وہ دنیا کے سب انبیا اور اوصیاء سے ممتاز سمجھے جاوین نہین پاتے
آخر اس مکاشفہ کا مصداق جنکو ٹھہرایا جاوے اُنمین اور دیگر اُنکے ہمرتبہ اشخاص مین
کوئی تمیز یا فرق بھی تو ہونا چاہیئے جیسے اسلام کے ائمہ اثنا عشرہ کہ وہ برخلاف
دیگر اوصیاء انبیا کے دعوت عامہ پر مامور اور سخت مصائب کے جھیلنے والے تھے جو
ایک صریح اور روشن دلیل اُنکے فخر کی اُنکے دیگر ہم رتبہ صاحبان پر ہے۔
اب ہم ایک مکاشفہ بحق فاطمہ سلام اللہ علیہا بنظر اظہار عظمت جناب فاطمہ
زہرا سلام اللہ علیہا کہ آیۂ تطہیر کے وہ بھی مرجع ہین انجیل سے نقل کرتے ہین
تا کہ جناب فاطمہ بنت رسول کے علومرتبت کا بھی حال جو پیش پروردگار ہے مخلوق
پر ظاہر و ہویدا ہو جاوے۔ مکاشفہ منجملہ مکاشفات باب ۱۲۔ آیت اول سے پڑھو۔
مکاشفہ یہہ ہے۔ اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج اوڑھے ہوئے

اور چاند اسکے پاؤن تلے اور اُسکے سر پر بارہ ستارہ کا تاج تہا اور وہ حاملہ تھی
اور درد سر سے چلاتی تھی اور جننے کی تکلیف میں تہی پہر ایک اور نشان اسمان پر دیکھائی
دیا اور دیکھو ایک بڑا اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ تھے ظاہر ہوا اور اسکے
دم نے آسمان کے تہائی ستارے کہینچے اور اُنہیں زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا اُس عورت کے
آگے جو جننے پر تہی جا کہڑا ہوا تا کہ جب وہ جنے تو اُسکے بچے کو نگل جاوے اور وہ فرزند نرینہ جنے
جو کہ لوہے کے عصا سے سب قوم پر حکومت کریگا۔ یہہ مکاشفہ صاف اور صریح جناب
فاطمہ زہرا کے حال کی خبر دیتا ہے اور اُنکی عظمت شان جو پیش پروردگار ہے اُسکو ظاہر
کرتا ہے۔ دیکہو ۱۲ ستاریکے تاج سے مراد ۱۲ امام علیہ السلام ہین جو آپکی اولاد ہین اور
سورج اوڑہے ہونا یعنے سایہ عاطفت پیغمبر اخرالزمان مین ہونا اور چاند اُنکے خاوند
علی المرتضےٰ ہین اور فرزند نرینہ جو صاحب عصائے آہن ہین وہ امام اخرالزمان ہین اور
انکا حاملہ ہونا یہی ظاہر ہے کہ آپنے بحالت سقط حمل اس دار فنا سے رحلت فرمائی
ہے اور اژدہا سے مراد یزید پلید سے اور پیدا ہونیوالے بچے سے مراد امام حسین علیہ السلام
ہو سکتے ہین اور ایک تہائی ستارے زمین پر ڈالدینے سے مراد بہت سے بزرگان دین کا انکے
عہد نحوست قرأن مین شہید ہونا ہے۔ عیسائی جو اس مکاشفہ کو بحق حضرت مریم بتلاتے
ہین وہ کسیطرح بہی درست نہین کیونکہ حضرت مریم سے ان باتون مین سے کوئی ایک
بات بہی مطابقت نہین پاتی۔ نہ مسیح صاحب آہن تہی اور نہ حضرت مریم کا یا جناب
مسیح کا کوئی خاص دشمن تہا جسکی مماثلت اژدہا سے ہو سکے۔ اور بارہ ستارون
کا تاج بہی حضرت مریم کے سر پر کسیطرح ثابت نہین کیا جا سکتا پس اسصورت
مین یہہ مکاشفہ کسی طرح سوائے جناب فاطمہ اور کسی کے حق مین درست نہین اور
یہہ مکاشفہ مکاشفہ اول کو بہی بحق ائمہ اثنا عشر بخوبی ثابت کرتا ہے۔ دیکہو جب
کتب سماویہ سلف ان بزرگوارون کے حق مین ایسی عظمت وجلالت شان کی
خبرین دے رہی ہین تو پہر قرآن پاک مین جو اُنکی طہارت وعصمت کا ذکر ہوا وہ
کیا عجب ہے۔ ان مکاشفات کو دیکہکر یقین ہے اب معترض کو ایسے بیجا اعتراض

کی ہرگز جرأت نہین ہوگی۔ اور وہ اپنے اس بیہودہ قول سے کہ رسول کریم اپنے کنبہ کی بھی عظمت لوگون کے دلون مین جمانے تہے شرماویگا۔*

اعتراض ہشتم قرآن اور بائبل متبائن ہین اس سے معلوم ہوا کہ قرآن خدا کا کلام نہین!

یہ اعتراض نہایت ہی لغو ہے کیونکہ قرآن مجید مین شریعت موسے کے احکام کی حسب حال زمانہ منجانب خدا اصلاح کیگئی ہے اور نیز بہت سے احکام جو زمانہ حال کے قابل ہین اضافہ کیئے گیئے ہین قرآن شریف مثل انجیل تابع احکام توریت یا نہین بلکہ وہ ایک جداگانہ اخیر زمانہ کی رہنمائی کے واسطے اللہ تعالے نے ہدایت نامہ بھیجا ہے اُسکو تبائن کہنا محض جہالت ہے تبائن اختلاف واقعات ہے جو دو راویون کے بیان مین کسی ایک ہی واقعہ کی نسبت ہو نہ یہہ کہ ترمیم و تنسیخ و ازدیاد احکام کو تبائن کی حد مین داخل کیا جاوے ہان تبائن واقعی و اختلاف حقیقی انجیل و توریت مروجہ مین ہو سکتا تہا جیسا کہ ہے کیونکہ انجیل توریت کے جملہ احکام کی مصدق ہے اور اُسی کے اتباع احکام کا حکم دیتی ہے۔ تسپر اُسمین بہت سے احکام توریت کے خلاف پائے جاتے ہین۔ اور قرآن انجیل و توریت و دیگر صحف انبیا کے منجانب خدا ہونیکا مصداق ہے نہ یہہ کہ اُسکے احکام کی کلیتاً اطاعت کا حکم دیتا ہو۔ اب ہم چند مسائل لکھتے ہین جنسے توریت اور انجیل کا تبائن بخوبی عیان ہے دیکھو توریت مین مسئلہ تثلیث کا کہین پتہ نہین اور جا بجا توریت خدا کی توحید کی شہادت دیتی ہے اور انجیل مروجہ مین مسئلہ تثلیث ہے۔ اور توریت مین الوہیت و ابنیت مسیح کا کہین ذکر تک نہین اور انجیل مروجہ مسیح کا خدا اور خدا کا بیٹا ہونا سکہلاتی ہے

* خوش ہے جو ان مکشفات کی تاویل پر چھوڑ دیا تھے لائق کی ہے مجھے اصرار نہین ممکن ہے کہ اُسکی دوسری طرح ٹہیک و درست تاویل ہوسکے مگر ہان مجھے اسپر اصرار ہے کہ یہہ مکشفات حق جناب فاطمہ و دوازدہ ائمہ علیہم السلام ہین۔

تیسرے خدا نے جامہ انسانی پہنکر دنیا مین نزول اجلال فرمایا۔ چوتھے نجات کا حصر کفارہ مسیح پر ان دونون مسئلون کا بہی توریت مین کہین ذکر نہین اور یہہ دونون مسئلے برخلاف توریت انجیل مین موجود ہین۔ پانچوین انجیل نے برخلاف توریت شریعت ظاہری کو شریعت باطنی سے تبدیل کیا ہے۔ اسکا نام بیشک تباین ہے پس بقول معترض انجیل کسی طرح خدا کا کلام نہین رہتی اور مسیح کا دفتر اس مقولہ سے برہم و درہم ہوتا ہے۔

اور مسلمانون کا تو یہہ اعتقاد ہے کہ مسائل متذکرہ صدر جو انجیل مین ہین وہ محض الحاقی و اضافی ہین جو اصل انجیل مین نہین۔ بے شک یہہ اعتقاد انکا بہت درست ہے کیونکہ یہہ عجیب و غریب مسائل بالکل کتب آسمانی سلف سے مخالف اور نرالے ہین طرفہ تر یہہ ہے کہ یہہ مسائل نصارا کے اصول مذہب ہین اگر فروعات مین ہوتے تو بہی قابل التفات نہ ہوتے مگر یہان تو ذات باری مین ہی گفتگو آپڑی اور برخلاف کتب سماویہ سلف طریق نجات بہی کچھہ اور قرار پا گیا یعنے بجائے اپنے اعمال کے خون مسیح باعث نجات ٹہر گیا جسکو کوئی دانا تو کیا نادان بہی قبول نہین کرسکتا۔ اور ہم دیکھتے ہین کہ بادشاہان دنیا بہی مجرم کی جگہہ کسی دوسرے کو سزا نہین دیتے بیٹے کی جگہہ باپ اور باپ کی جگہہ بیٹا کبہی ملزم نہین بنایا جاتا ہمنے تو کبہی آجتک ایسی عجیب بات نہین سُنی کہ بیٹا جو مجرم قتل عمد ہے اُسکی جگہہ عمر اُسکا باپ حکام دنیا نے پہانسی دیا ہو اور حالانکہ انسان کی اصل خلقت ظالم ہے پہر خدا جو عادل و منصف ہے ایسی باتکا الزام لگانا کب درست ہوسکتا ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

ہم اسبات کے دل سے مقر اور معتقد ہین اور قرآن مجید نے اور ہمارے رسول کریم نے ہمکو یہہ یقین دلا دیا ہے کہ صحف انبیاء سلف و زبور و توریت و انجیل و قرآن یہہ سب خدا کی کتابین ہین اور اُن سب کا اصل منشا ہدایت ایک ہے یعنے وہی ۔ خدا وحدہ لاشریک کی عبادت اور توحید اور اللہ کے احکام

کی اطاعت وانقیاد اور اُنکی پیروی کرنا اور شرک اور بت پرستی سے اجتناب اور حدود خدا کا قایم رکہنا

اب ہم چند مسایل مندرجہ توریت وانجیل ایسے لکہتے ہین جسسے جویاے حق پر ثابت ہوجاوے کہ علاوہ متذکرہ صدر مسایل اصولی کے بہت سے فروعی اور عام مسایل بہی توریت وانجیل مین مختلف ہین اور ایسے ہی اختلاف کا نام تباین ہے تو معترض کو چاہیئے کہ وہ ان دونون مین سے ایک کے اعتقاد سے دست بردار ہو یا اُن مین پہلے اصلاح ویکر اُنکو ہم مضمون بنالے تب قرآن پر اعتراض کرے افسوس کہ معترض کو اپنے گہر کی مطلقاً خبر نہین کہ اُس مین کیا ہو رہا ہے اور دوسرون پر حملہ کرنیکو آمادہ ہین ؎

تو باوج فلک چہ دانی چیست　　　کہ نہ دانی کہ در سرائے تو کیست

دیکہو توریت بلا کسی قید یا شرط کے عورت کو طلاق دینے پر مرد کو مجاز کرتی ہے اور بروے انجیل سوائے زنا اور کسی صورت مین مرد عورت کو طلاق دینے کا مجاز نہین ہے ایسا ہی دیکہو بروے توریت قسم کہائی جاسکتی ہے مگر انجیل مطلقاً قسم کہانے سے منع کرتی ہے اسیطرح اور بہت سے ایسے مسایل ہین جنکی نسبت توریت مین کچہ اور انجیل مین کچہ حکم ہے سو یہان تو معترض صاحب نے اپنی آنکہون پر پٹی باندہکر ہر دو مخالف نسخون کو خدا کا متحد کلام تعین کر لیا اور یہان قرآن شریف پر بیہودہ اعتراض کرنیکو لن ترانیان ہانکنے لگے۔ حالانکہ قرآن کا انجیل یا توریت مروجہ سے مخالف ہونا کوئی بہی جائے اعتراض کسیطرح سے نہین ہو سکتا اور نہ اُنکے باہمی اختلافات کا کچہ مضائقہ کیونکہ اول تو معتقدان قرآن موجودہ اناجیل اربعہ اور مروجہ توریت کو اصل توریت وانجیل ہی نہین مانتے۔

دوسرے قرآن پاک چونکہ خدا کی اخیر کتاب ہے اُسمین ہر طرح کی ترمیم وتنسیخ واصلاح احکام سابقہ خدا نے فرمائی ہے اور اُس مین جدید احکام بہی درج کئے گئے ہین مگر اصل منشا یعنے اصولی مسائل مین کوئی فرق نہین ہوا وہ از آدم تا

ابتدا سے برابر ایکسی ہی چلے آتے ہین اور آیندہ بہی ہمیشہ کو وہی مسایل دین اللہ کی بنیاد ہین۔

اعتراض نمبر آیات ناسخ ومنسوخ قرآنی پر!

نیا زمانہ مین مسمی صفدر رکسجین نے یون لکہا ہے کہ قرآن مین ناسخ ومنسوخ بہت سی آیات ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کا کلام نہین کیونکہ خدا عالم الغیب ہے جب اُسکو غیب کا حال معلوم ہے تو پہر وہ پہلے ہی ایسا حکم کیون دیتا جو اُسکو آخرکار منسوخ کرنا پڑتا یہہ تو انسانی حرکت ہے کہ وہ چونکہ غیب دان نہین ہوتا لہذا اپنے عمل یا فعل یا حکم کی بہلائی برائی سے ناواقف ہوتا ہے اسلئے اُسکو اپنے اوامر و نواہی کے احکام مین جب نقص معلوم ہوتے ہین تو وہ اُنکی اصلاح کرتا ہے جیسے واضعان قانون۔ نہ یہہ کہ خدا پہلے کچہہ حکم دے اور پہر کچہہ حکم دے جس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن خدا کا کلام نہین ہے کیونکہ اُس مین پانچسو ناسخ ومنسوخ ہین۔

معترض کو یا فی الواقع ناسخ ومنسوخ آیات قرآنی کے تعداد کا علم نہین اور محض قرآن مین بہت سے ناسخ ومنسوخ جتلانے اور عوام کالانعام کو دہوکہ دینے کے لئے پانچسو کی تعداد کا ڈہکوسلا اوڑا دیا ہے یا دیدہ ودانستہ جہوٹہ بولکر ناحق لعنت اللہ علی الکاذبین کی تحت مین آیا ہے۔ قرآن شریف مین صرف چند آیات ہین جنکو ناسخ ومنسوخ کہتے ہین جنکی تعداد مین فیما بین علماء اسلام اختلاف ہے بعض (۲۱) اور بعض (۲۰) اور بعض (۱۵) آیتونکو منسوخ تبلاتے ہین اور پہر ہر یہ آیتون پر بہی بحث ہے۔ اگر دیدہ دانستہ معترض نے جہوٹہ بولا تو فی الواقع اپنے مبلغ علم کے موافق بولا خیر وہ جانے۔ مگر ہمنے سُنا ہے کہ معترض صاحب بڑے محقق فلاسفر ہین اور پہلے مسلمان تہے ایکدفعہ تیل نکالنے کی کل پر جو بچپن مین آپکی نگاہ پڑگئی تو پانچسوال اُسکی بناوٹ پر کرڈالے تہے۔ اسیطرح شاید یہان بہی پانچسو کی تعداد پوری کردی ہوگا اپنے طبع زاد فلاسفر سے کسیوقت بہانۂ ثبوت پہونچاوین گے

قصہ مختصر اب مین اِس اعتراض کا جواب دیتا ہون اکثر علماء اسلام کا یہہ قول ہے کہ قرآن شریف مین کوئی آیت ناسخ منسوخ نہین ہے بلکہ وہ جدا گانہ احکام ہین۔ اور اگر بالفرض قرآن مین ناسخ ومنسوخ مان بھی لیا جاوے تو ناسخ منسوخ آیات نہ صرف قرآن ہی مین ہین بلکہ کتب سماوی سلف مین بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے دیکھو مین بطور مشتے نمونہ از خروارے ایک دو آیات بائبل سے آپکے ملاحظے کے لئے پیش کرتا ہون جو ناسخ ومنسوخ کی حالت مین ہین وہو ہذا۔ متی باب ۵ آیت ۱۸ مسیح فرماتے ہین کہ جب تک آسمان وزمین ٹل نہ جاوینگے توریت کا ایک لفظ یا نقطہ بھی ہرگز کم نہوگا اور پولوس مقدس خط عبرانیان باب ۷ آیت ۱۸ مین کہتے ہین اگلا قانون اسلئے کہ کمزور تھا اور بیفایدہ اوٹھ گیا۔ سنا آپنے! دیکھو ناسخ اور منسوخ اسکا نام ہے کہ بیچاری نصارا کے خدا نے پہلے تو بڑی محنت اور جانفشانی سے کئی جُز کا قانون بنام توریت مرتب فرمایا مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد اُسکے استعمال سے اسپر یون ظاہر ہوا کہ وہ سب کا سب ہی کمزور اور بے فائدہ ہے مجبور ہوکر اپنی تمام محنت اور سعی پر خاک ڈالکر سبکو رد یعنی منسوخ کردینا پڑا اور حضرت پولوس کے نام خواب مین حکم صادر فرمادیا کہ تم سب مخلوق کو آگاہ کردو کہ اب آیندہ توریت یعنی پرانی شریعت پر کوئی عمل نکرے اور مسیح جو توریت کی تعمیل کرانے کو ہمنے بھیجے تھے وہ ہمسے غلطی ہوئی اسی سبب سے ہمنے انکو آسمان پر بلا بھیجا ہے۔

اب صرف ان مضمون ناسخ ومنسوخ آیتون کو لکھکر مجھے کوئی ضرورت ایسی محسوس نہین ہوتی کہ جسکے سبب سے اور آیات انجیل یا توریت بحالت ناسخ ومنسوخ دکھانے پر اپنا وقت ضائع کرون کیونکہ ان ہی دو آیات مندرجہ انجیل سے ظاہر ہوگیا کہ عیسائیون کے خدا کو مسیح کو یہ بین حکم بھیجنے مین کہ وہ توریت کے احکام کی اشاعت کرادین بڑا سخت دہوکہ ہوا کہ جسپر بہت ہی جلد جناب مسیح کو معطل فرماکر آسمان پر بلانا لازم ہوگیا۔ اور پولوس کے نام توریت کے منسوخی کا حکم شائع کرنے کیلئے ایک جدید پروانہ بھیجنا پڑا۔ علاوہ برین عیسائیون کے خدا کو اپنے بعض

احکام کی غلطی نہین بلکہ اپنا تمام پہلا قانون جس مین ہزارہا مسایل تھے سرتاپیر از
الف تا یے لغو اور فضول ثابت ہو گیا۔ پھر اب ایک دو آیت جو ناسخ و منسوخ کے طور پر
بائبل مین ہین لکھکر اس معاملہ مین بحث کو طول دینا کیا ضرور ہے۔ مگر بطور تیقین
طبع ناظرین اسکی موید ایک دو آیت اور بہی لکھہ دیتا ہون دیکھو خط گلاتیان باب تیسرا
آیت ۲۳ لیکن ایمان کے آنیسے پیشتر ہم شریعت کے تحت قید مین تھے پس شریعت مسیح
تک ہماری استاد ٹھہری پہر جب ایمان آچکا تو پہر ہم اوستاد کی تحت نہین خط گلاتیان
باب دوسرا آیت ۲۱ مین خدا کے فضل کو بیجا نہین ٹھہراتا ہون کیونکہ راستبازی اگر
شریعت سے ملتی ہے تو مسیح عبث ہوا۔ اگرچہ عیسائیون کے جواب مین تو اسیقدر کہنا کافی
ہے۔ مگر اہل دین کے اطمینان قلب کے واسطے ہم ایسے ناسخ اور منسوخ بہی جو صرف
توریت و انجیل ہین مین دکھلاتے ہین کیونکہ ہم خود ان آیات کو جو پولوس سے منسوب
یا مروی ہین خدا کا حکم یقین نہین کرتے بلکہ بالیقین جانتے ہین کہ یہہ آیات یا تو خود
پولوس کی من گھڑت ہین یا کسی اور نے ان باتونکو شائع کرکے حضرت پولوس کے نام
مڑہ دیا ہے اور اصل ملت سابقہ کو جو دین مسیح تہا برباد و ضائع کر دیا ہے اور ان بے
بنیاد باتون سے جناب مسیح کے مذہب کی بنیاد منہدم کرکے ایک بے بنیاد جدید دین دنیا
مین پہیلا دیا ہے کیونکہ یہہ مسائل صاف اور صریح خلاف احکام جناب مسیح علیہ السلام
کے ہین پس ضرور ہوا کہ ہم اصل توریت و انجیل مین ایسا اختلاف دکہا دین تاکہ
سب پر روشن اور واضح ہو جاوے کہ ناسخ و منسوخ آیات کا کلام خدا مین ہونا کوئی
عیب نہین ہے اور ہمیشہ سے ایسا ہی دستور چلا آیا ہے اور یہہ بھی واضح ہو جاوے کہ
ناسخ و منسوخ احکام مندرجہ کتب سماوی فی الواقع ناسخ و منسوخ نہین ہوتے بلکہ
بعض احکام منجانب خدا ایک خاص زمانہ تک کے واسطے مخصص و معین ہوتے ہین
جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے تب خداوند جلیل دوسرا حکم نافذ فرماتا ہے اب
مین توریت و انجیل مین سے چند ایسے احکام دکہاتا ہون جو ناسخ و منسوخ کیحالت
مین دکہائی دیتے ہین۔ باب ۲۴ آیت ۴۔ کتاب استثنا پہلے شریعت کی رو سے

ہر ایک عیب پر مرد عورت کو طلاق دیسکتا تھا اور زن مطلقہ بہی دوسرا نکاح کرسکتی تہی مگر آیت ۳۲ باب ۵ اور آیت ۹ باب ۱۹ انجیل متی اور باب ۱۰ مرقس مین ہے کہ جو کوئی عورت کو بغیر علت زنا کے دوسرے سبب سے طلاق دی اُسنے گویا اپنی عورت کو زنا کرانے بہیجا ہے اور جو کوئی اُس زن مطلقہ سے نکاح کرے وہ بہی زنا کرتا ہے۔ کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۱۱ جس مین امانت دار سے قسم لینا درج ہے۔ استثنا باب ۶ و باب ۱۰ مین ہے خدا سے ڈرو اور اُسکی اطاعت کرو اور اُسکی قسم کہاؤ۔ باب ۱۹ کتاب قوانین خدا کی جہوٹی قسم مت کہاؤ۔ مگر مین تم سے کہتا ہون کہ مطلقاً قسم مت کہاؤ خواہ جہوٹہ ہو یا سچ اسیطرح صدہا مسائل ایسے ہین جنمین باہم اختلاف ہے اور ایک دوسرے کے ناسخ و منسوخ ہین جو بائبل مین موجود ہین مگر یہہ بات بائبل کو شاید حاصل نہین کہ جسطرح معتقدین قرآن نے قرآن کے نکتہ نکتہ تک کی تحقیقات کرکے ہر ایک امر پر جداگانہ کتابین تصنیف کر ڈالین اور قرآن کی زبر و زیر تک کو علماء مذہب اسلام نے شمار کر رکہا ہے اُسکے معتقدین نے بہی اُسکی جانچ پڑتال کی ہو جس سے صاف معلوم ہو جاتا کہ اسقدر آیتین بائبل مین ناسخ و منسوخ ہین اور چونکہ عام معتقدین بائبل اپنی کتاب کی حالت سے بیخبر ہین اسی لئے بلا سوچے سمجھے اِس قسم کے بیجا اعتراض غیر مذہب پر کرنے کو معیوب نہین جانتے اور یہہ نہین سمجھتے کہ یہہ اعتراض خود اپنے مذہب پر ہوتا ہے جسکا ثانی الحال کوئی جواب بن نہین پڑیگا۔ بیان متذکرہ صدر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ ناسخ اور منسوخ آیات کا قرآن مین ہونا کوئی عیب نہین ہے اور نہ یہہ کوئی عجیب اور غیر معمولی بات ہے بلکہ کتب سلف مین بہی ناسخ و منسوخ آیات موجود ہین اور اس خداوند خدا کو اپنے حکم کے جاری رکہنے اور رد کردینے کا ہر وقت اختیار ہے خدا تعالے کوئی ماتحت جج یا مجسٹریٹ نہین کہ اُسکو قانون گورنمنٹ کی کسی دفعہ کی بہی مخالفت جائز نہین وہ احکم الحاکمین ہے جب چاہے کسی حکم کو جاری کرے اور جب چاہے اُسکی تعمیل سے سبکدوش کردے اس سے اُسکے علم پر کوئی الزام عاید نہین ہوسکتا۔ بلکہ اعتراض یہہ ہے کہ خدا نے حکم دیکر پہر اُسکو کیون منسوخ کیا یا کیون

اُسکو بدلا یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ جب خدا کوئی حکم ایک دفعہ نافذ فرچکا پھر وہ اُسکے بدلنے یا فسخ کرنیکا گویا مجاز نہین رہتا کیونکہ ایسا کرنے سے اُسکے عالم الغیب ہونے پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اسپر مین کہتا ہون کہ اگر خدا ایک حکم دیکر پھر اُسکو بدل نہین سکتا تو اُسپر مجبوری کا الزام صادق آتا ہے کیا خدا ہر ایک دنیاوی گورنمنٹ جیسی بھی طاقت نہین رکھتا۔

المختصر یہہ اعتراض محض لغو ہے کہ اُسکی مصلحتین سوائے اُسکے کوئی نہین جان سکتا دیکھو پیغمبرونکو دنیا مین خلق اللہ کی ہدایت کو بھیجتا ہے اور اُنکو لوگون کے ہاتھہ سے قتل کراتا پھانسی دلاتا کسیکو آرے سے چروا دیتا ہے کوئی جانے کہ اِس مین کیا مصلحت ربی ہے۔ علی ہذا القیاس اور بیحد و بیشمار باتین ہین جو انسان کے فہم و ادراک سے بہت بعید ہین و بس

اعتراض دہم قرآن مین تحریف ہوئی ہے

اعتراض یہہ ہے کہ قرآن پاک مین بھی تحریف ہوئی ہے دیکھو حدیث مندرجہ صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۱۲۱ الطبع بمبئی باب رجم حبلے مین بہ ضمن ایک طولانی حدیث کے مندرج ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے حضرت عمر جو خلیفہ دوم تھے فرماتے ہین ہم پاتے تھے بعہد رسول کریم قرآن مجید مین آیۃ رجم لیکن اب ہم قرآن مین آیۃ رجم نہین پاتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت رجم عہد جناب پیغمبر خدا مین داخل قرآن تھی مگر بعد رسول وہ آیت جامعان قرآن نے قرآن مین داخل نہین کی چنانچہ قرآن مروجہ حال مین بھی جو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے وہ آیت پائی نہین جاتی دوسرے فرقہ شیعہ جو ایک بڑا فرقہ مذہب اسلام کا ہے قرآن مین کمی ہونے اور اُسکے بے ترتیب جمع ہونے کا قائل ہے جس سے ہمارے دعوی کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے تیسرے قرآن خود ہمارے دعوے کا شاہد ہے دیکھو اُس مین مدنی سورتین مکی سورتون پر مقدم ہین اور کہ یہہ امر جمیع اہل اسلام کا مسلمہ امر ہے کہ اول ہی اول جناب رسول خدا پر سورہ اقرا باسم ربک نازل ہوئی تھی مگر قرآن مین وہ سب سے موخر سورتون سے

پہر کیا شبہ ہی کہ قرآن مین ضرور تحریف ہوئی ہے۔

الجواب - بیگمان اور بے شبہ یہہ حدیث بخاری مین ہے اور مسئلہ رجم مذاہب اسلام مین رائج بہی ہے مگر صحیح بخاری مین یا کسی اور کتاب مین کسی حدیث یا روایت کا ہونا اور فرقہ سنی مین ایک اس حدیث پر کیا ہے ایسی روایات انکی معتبر کتب مین موجود ہین جنسے نسبت قرآن کمی بیشی تغیر و تبدل پر استدلال ہوتا ہے۔ کوئی کامل دلیل اُسکی صحت کی نہین ہو سکتی کیونکہ کتب حدیث مین جو حدیثین جمع کیگئی ہین اُس سے یہہ لازم نہین آتا کہ اُسکو بوثوق تام صحیح مان لیا جاوے۔ بلکہ کتب احادیث مین رطب و یابس معتبر غیر معتبر سب قسم کی حدیثین ہوتی ہین گو صاحب کتاب نے کتنی ہی سعی و کوشش کی ہو کہ بجز صحیح و معتبر حدیث کے اُس مین کوئی حدیث درج نکرے مگر تاہم تحقیقات انسانی ایسی کامل تحقیق ہرگز نہین ہو سکتی جس مین کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ایسا ہی حال حدیث اور روایت کا ہے فرقہ اہل سنت جماعت اگر اس حدیث یا ایسے کسی روایت کو صحیح تسلیم کر لیتا تو ہرگز ممکن نہ تہا کہ وہ اپنے معتقدات مین کمی قرآن کا قایل نہوتا۔ مگر ہرگز نہین فرقہ سنی بجد و جہد تمام یہہ اعتقاد رکہتا ہے کہ قرآن شریف بلا کسی کمی بیشی اور بلا کسی تغیر و تبدل کے ٹہیک ٹہیک وہی قرآن ہے جو رسول مقبول پر نازل ہوا ہے بلکہ اوسکا تو یہہ اعتقاد ہے کہ وہ لوح محفوظ پر بہی اسی ترتیب سے لکہا ہوا ہے جیسا کہ وہ اسوقت ہے اور اگر شاذ و نادر کسی عالم سُنی المذہب نے کمی کی نسبت کچہہ لکہا ہے یا جیسا کہ فرقہ حشویہ جو ایک وہ بہی سُنی فرقہ ہے نسبت کمی قرآن قایل ہے تو وہ بوجہ شاذ ہونیکے النادر کالمعدوم کے حکم مین آکر پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

سوم نسبت فرقہ شیعہ اثنا عشریہ سولب انکے اعتقاد کو جو نسبت قرآن ہے انکے علمار کی کلام اور فتاوی سے آپ پر ظاہر کرتے ہین اعتقادیہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ مین لکہا ہے۔ کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا در بارہ قرآن یہہ ہے کہ یہی قرآن جو مابین الدفتین ہے قرآن ہے بلا اسکے کہ اسمین کچہہ زیادتی ہوئی ہو اور بلا اسکے

کہ اس مین کچھ تغیر و تبدل واقع ہوا ہو۔ اور حضرت ملا ن محمد صادق صاحب شارح کتاب کلینی فرماتے ہین۔ ویظہر القرآن بھذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشتہر بہ جسکے معنے یہ ہین کہ یہی قرآن مجید عہد جناب صاحب الامر علیہ السلام مین بھی شائع ہوگا۔ پھر دیکھو جامع المسائل جناب مجتہد صاحب لکھنو جلد دوم صفحہ ۹۳ مشمولہ اخبار الاخیار نمبر ۲۱۳ سوال نزد انجناب بیرون کردن بعضی از خلفاء ثلاثہ بعض آیۃ یا سورۃ از قرآن و سوختن قرآن از ایشان ثابت است یا نہ۔ جواب از مجتہد صاحب اخراج بعض آیۃ یا سورۃ ثابت نیست و احراق عثمان قرآن شریف را در کتب سنی و شیعہ مسطور است۔ اسیطرح دیکھو حدیقہ سلطانیہ نقلاً عن مجمع البیان فی تفسیر آیۃ۔ اِنَّا لَہٗ لَحٰافِظُوْنَ مرقوم است۔ والزیادۃ فی القرآن بطلانہا مجمع علیہ۔ واما النقصان فرواہ قوم من اصحابنا وبعض الحشویہ من العامۃ والاصح خلافہ۔ کما نص بہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ۔ جسکے معنے یہ ہین کہ قرآن مین زیادتی کا ہونا متفق علیہ نامقبول ہے لیکن کمی جسکو بعض اشخاص نے ہم مین سے اور بعض نے سنیون مین سے از فرقہ حشویہ ذکر کیا ہے اور حق یہہ ہے کہ انکا قول درست نہین ہے۔ یہ ہے اعتقاد

نوٹ:۔ یعنے اول دفعہ جو قرآن جمع کیا گیا وہی قرآن بلا کسی کمی و بیشی اور بلا کسی تحریف کے آجتک ویسا ہی چلا آتا ہے۔ ہان قرآن کا من حیث النزول جمع نہونا وہ تو ظاہر ہے اور بعض آیات کا جمع ہونیسے باقی رہجانا یہہ سنی شیعہ سبکا قیاس ہے ایسے نامعتبر روایات کا مسلمانون کی کتابونمین پایا جانا بخوبی تمام ظاہر کر رہا ہے کہ تحقیقات اسلامی کس پایہ کی تہی اور مسلمانون نے صحت مذہب کی تلاش مین معرض مواخذہ اقوال ہر طب یابس کو زیر قلم لیکر پہر اسکے صحیح غیر صحیح ہونے کے قرآن پاک مین کوئی تحریف نہین ہوئی اور نہ ہو سکتی تہی۔ ہم یہان ان روایات کاذبہ کا مختصراً ذکر کرنا بغرض معلومات مضائقہ نہین سمجھتے نہ کچھ انکے بیان کرنی مین نقصان پاتے ہین جو اس فرقہ نے اپنی کتابون مین جانچ پڑتال حق کے لئے درج کیا ہوا ہے اور ان روایات کے معتبر ہونیکو صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ انہین سے ایک کی بہی تصدیق

فرقہ شیعہ کا یعنے امامیہ اثنا عشریہ کا دربارۂ قرآن جس سے کسیطرح تائید اعتراض
عیسائیون کی نہین ہوتی رہا قرآن مروجہ کا من حیث النزول مرتب نہ ہونا۔ اس سے
کسی فرقہ اسلامیہ کو انکار نہین اور نہ اسکے انکار کی حاجت اور نہ یہ کوئی حجت یا دلیل
تحریف کی، کیونکہ اختلاف ترتیب فی الواقع کسی کتاب کا مخل مضمون نہین ہوسکتا مثلاً
گلستان کے آٹھہ باب ہین اگر کوئی شخص باب اول کو اخیر مین اور باب سوم کو اول
مین اور باب پنجم کو دوم کے بعد اور باب ششم کو سوم کے بعد قس علی ہذا لکھکر شایع
کردے تو اس بے ترتیبی ابواب سے اصل منشار کتاب مین کیا فرق آسکتا ہے اور
اس سے مضمون کتاب مین کیا نقص۔ اسیطرح اگر قرآن مجید کی سورتین یا بعض
آیات پس و پیش جمع کی گئین تو اس سے بجز اتنی بات کے کہ ترتیب من حیث النزول
نہ رہی قرآن مجید کے مضمون و مقصود مین کیا خلل۔ المختصر اس بے ترتیبی کو کوئی
صاحب علم تحریف نہین کہہ سکتا۔ ہان اسکو تحریف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تحریف
کے معنی نہ جانتا ہو اس مین کوئی شک کہ فرقہ امامیہ اسبات کا قایل ہے کہ حضرت
علی نے قرآن من حیث النزول جمع فرمایا تھا جسکو سرکردگان امت محمدی
نے باوجودیکہ حضرت نے انکے سامہنے اپنا جمع کیا ہوا قرآن پیش کیا، قبول نہین
کیا اور حضرت علی نے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن کو اپنے عہد خلافت مین اس
مصلحت سے شایع نہین فرمایا کہ کہین دنیا مین مثل انجیل کہ وہ چار شایع ہوگئین
قرآن بھی دو نہ شایع ہو جاوین۔ اور ظاہر اسی بناپر حضرت عثمان نے جب یہہ مروجہ
قرآن جمع کرکے شایع کرنا چاہا تو جملہ قرآن ہائے عہد رسول کریم اور جملہ قران ہائے عہد
خلفا ماسبق جسکا نسخہ حضرت ابوبکر کے عہد مین مرتب ہوا تھا یہکو اڑادیے تھے

(بقیہ نوٹ) ائمہ اطہار علیہ السلام نے ہمین فرمائی جو اس دین متین کے حافظ من جانب خدا
و رسول قرار یافتہ ہین بلکہ حضرت علی نے اس قرآن کی باین الفاظ تصدیق فرمائی ہے کہ یہ قرآن
ہے اور بجز قرآن اسمین کچھ نہین پس وہ سب حلہ شبین جنسے تغیر و تبدل و اضافہ نسبت قرآن پایا
جاتا ہے پوری تکذیب ہو جاتی ہے اور وہ سب حاسدین دین مبین کی وضع کردہ روایات ہم
ہین جو انھین جرأت کا نتیجہ ہے کہ مسلمانون نے قرآن جمع کردہ علی ابن ابیطالب ہے جو اسکام کا حق تھا قبول نہین کیا۔

اب ہم وہ دلائل لکھتے ہین جنسے قرآن مجید کی نسبت لفظ تحریف کا استعمال
کرنا محض سفاہت اور جہالت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ دلیل اول اسپر کہ قرآن
مجید مین ہرگز ہرگز تحریف نہین ہوئی باوجودیکہ وہ پہلے عہد رسول کریم مین جداگانہ
سورتون کیحالت مین تہا اور پہر اُسکو حضرت ابوبکر نے ایک جلد مین جمع
کرایا اور پہر اُسکو خلیفہ ثالث نے ترتیب دیا جواب مسلمانون کے ہاتہہ مین ہے
یہہ ہے کہ بعد رسول مقبول علی ابن ابی طالب سے بہتر کوئی شخص اصلیت قرآن سے
واقف نہ تہا اور اُسپر وہ حضرت جامع القرآن بہی ہین گو اُنکا جمع کیا ہوا اُن
امت محمدی نے قبول نہین کیا جب یہہ مروج قرآن اُنکے سامہنے پیش کیا گیا تو
آپنے اُسکی تصدیق فرمائی اور یہہ الفاظ زبان پر جاری کئے۔ کہ یہ قرآن ہے اور
اس مین غیر قرآن کوئی لفظ نہین اور اسی طرح آپنے اُس قرآن کی بہی تصدیق
فرمائی تہی جو عہد خلافت اولے مین مرتب ہوا تہا جسکو حضرت ابوبکر نے شائع کیا
اور حضرت عمر نے بہی شائع کر رکہا تہا جو بعد مرتب ہوجانے اس قرآن مروجہ کے
پہونک دیا گیا چونکہ یہہ یقینی بات ہے کہ علی کا تصدیق کرنا قرآن کو ایسا ہے کہ جیسا
خود جناب رسالتمآب کا آپ نفس رسول اور شاگرد خاص اور وصی رسول تہے
اور آپ قرآن کے ایسے حافظ تہے کہ تمام قرآن گہوڑے پر سوار ہوتے ہوئے پڑہ لیتے
تہے۔ پس اگر حضرت علی جو بعد رسول مثل رسول محافظ دین اللہ تہے ایک لفظ بہی
قرآن مین غیر قرآن پاتے تو ہرگز ممکن نہ تہا کہ آپ اس امر کو چہپاتے خواہ آپکی
ذات مقدس کو کتنا ہی بڑا صدمہ پہونچتا اور اسیطرح اگر کوئی اور ورق قرآن
مین ہوتا جس سے تکمیل مذہب اسلام مین نقص واقعہ ہوتا تو آپ اُسکی ظاہر کرنے
مین کبہی کوتاہی نفرماتے۔

دوسری دلیل:۔ یہہ زمانہ جس مین قرآن مروجہ حال جمع کیا گیا ہے عہد رسول
سے بہت ہی نزدیک تہا اور اکثر لوگ سورتون اور آیات قرآنی سے بخوبی واقف
تہے جنکو بہت بہت حصہ قرآن کا حفظ تہا اندرین حالت اگر قرآن مین منجانب

جامعان قرآن ذرا بھی غفلت یا مداخلت پاتے تو فوراً اُسکو ظاہر کر دیتے علی الخصوص حضرات بنی ہاشم کہ وہ خانوادۂ رسول تھا کبھی خموشی اختیار نہ کرتے۔

دلیل سوم۔ بعد رسول مقبول آپکے اوصیاء برحق جو ۱۲ تھے اور زمانہ بزمانہ یکے بعد دیگرے تین سو برس تک اس قرآن اور دین اسلام کی محافظ رہے ہین جنکو دنیا اور اہل دنیا سے کچھہ بھی تعلق نہ تھا اور وہ محض دین متین ختم المرسلین کے قائم و استوار رکھنے والے تھے اور وہ شایع کنندگان دین اسلام اور محافظت کرنے والے تھے شوق سے اس پاک مذہب کے تھے اور اُنکے وجود باجود کو اہل دنیا کے بیجا مداخلت سے باز رکھنے والے تھے۔ پس کب ہو سکتا تھا کہ قرآن پاک مین بموجودگی آن حضرت کے کوئی شخص بغرض دنیاوی یا بمراد کسی جعل سازی یا تخریب دین کی کسی قسم کی تحریف یا تغیر و تبدل کر سکتا یا غفلتاً قرآن مین اُنکے ہوتے تحریف ہو جاتی۔ درحالیکہ سلاطین اسلام اُنسے ہمیشہ خائف اور مرعوب رہتے تھے اور اسی سبب سے ہر ایک بادشاہ دین کی از حد طرفداری کر کے خلقت کو اپنی طرف مائل اور راجع کرنے مین سعی کرتا تھا اور اپنے آپ کو بڑا دین دار اور محافظ دین ظاہر کرتا رہتا تھا تا کہ لوگ اُس سے برگشتہ ہو کر اُن سے تعلق پیدا نہ کر لین۔ اب جاء غور ہے کہ اسحالت مین یہ کسطرح ہو سکتا تھا کہ شروع خلافت مین یا بعد از خلافت قرآن مین جو بیخ اسلام ہے زیر و زبر تک کا بھی فرق آتا۔ اور یہہ حضرات جو حافظ دین منجانب خدا و رسول تھے اُس مین فرق آنے دیتے اور لب تک نہ ہلاتے۔ حالانکہ اُنمین سے تقریباً سب کے سب دین کی ہی طرفداری مین شہید ہوئے ہین۔ اور اُن حضرات نے کبھی حق کو باطل مین نہین چھپایا۔ اور بعد از زمانۂ اوصیاء اثنا عشر تو قرآن لاکھوں زبانوں پر چڑھ گیا تھا اور بے حد و بے شمار اشخاص اسکے حافظ ہو گئے تھے اور بے انتہا جلدین اُسکی شائع ہو گئی تھین۔ پھر تو کسی طرح بھی اُس مین فرق آنا محال اور غیر ممکن تھا۔ اُسکے بعد یہ مقدس کتاب آجتک ویسی ہی محفوظ چلی آتی ہے اور کچھہ شک نہین کہ یہ قرآن وہی قرآن ہے جو زمانہ رسول مقبول مین پڑھا جاتا تھا۔ جاہل عیسائی انجیل کا عیب چھپانے کو قرآن پر ایسا

بیجا اور فضول بعید از عقل وقیاس الزام لگانیکو اپنا مایۂ فخر سمجھتے ہین مگر درصل چاند پر تھوکنا اپنے موہنہ پر تھوکنا ہے ۔۔

علمائے مسیحی کی تصدیق قرآن کی عدم تحریف پر

اب ہم اس امر کی تصدیق کیلیئے کہ قرآن عہد نبوت مین ہی جمع ہو چکا تھا اور وہ بلا تحریف ہے - چند علمائے مسیحی کے اقوال درج کرتے ہین - دیکھو لالف آف محمد جلد اول مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۱ء صفحہ ۹ تا ۱۰ - اُس مین حضرت عمر کے مسلمان ہونیکی کیفیت لکھنے کے بعد لکھا ہے " تو اگر اسقدر قدیم زمانہ مین قرآن کی نقلین لکھی جاتی تھی اور عام تھین درحالیکہ مسلمان کم اور مظلوم تھے تو یقینی یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیغمبر خدا کو قوت ہوئی اور یہہ کتاب اکثر ملک عرب کیلئے شریعت عزی قرار پائی تو اسوقت قرآن کے نسخے کثرت سے بڑھ گئے ہونگے " پھر اُسی کتاب کے حاشیہ مین درج ہے " یہہ بات بدیہی ہے کہ وہ لکھی جایا کرتی تھی کیونکہ قرآن مین اُسکا جابجا کتاب نام لکھا ہے " پھر پادری جی ام راڈویل صاحب کی کتاب صفحہ ۴۷ مین درج ہے " کہ شروع ہی سے محمد صاحب نے ایک کتاب کے مشتہر کرنیکا ارادہ کر لیا تھا " ولیم سور صاحب اپنی کتاب جلد اول صفحہ ۲۷ مین لکھتے ہین " کہ نہایت قوی گمان پر ہم اقرار کرتے ہین کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور بلا تبدیل محمد صاحب کا ہی کہا ہوا ہے " یہی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھتے ہین کہ عثمان کا نسخہ ہم تک بلا تحریف چلا آتا ہے اور قتل عثمان کے وقت سے مسلمانون مین پھوٹ پڑ گئی تھی تاہم اُن مین ایک ہی قرآن ہمیشہ سے جاری رہا اور سب مین بالاتفاق ایک ہی قرآن کا جاری رہنا اسبات کے ثبوت کی ایک لاجواب دلیل ہے کہ اب ہمارے پاس وہی کتاب ہے جو بعد عثمان لکھی گئی تھی - غالباً دنیا مین کوئی اور ایسی کتاب نہین جو بارہ سو برس تک ایسی صحیح المتن رہی ہو - اب ذرا غور سے سنو کہ مسلمانون کے فرقے تو سب کے سب بالاتفاق قرآن کے صحیح ہونیکے معتقد ہین مگر عیسائی فضلا اور علماء بھی قرآن کے صحیح المتن ہونیکا

پورا پورا الیقین رکہتے ہین۔ پہر عوام کالانعام کی فضولیات اور بیہودہ کلام کا کیا اعتبار کہ انکو اپنے مذہب کی تو کیا خبر وہ اپنی ہی خبر نہین رکہتے کہ ہم کہتے ہین اور کیا چیز اور ہمکو ایسا لکہنا یا زبان سے نکالنا زیبا بہی ہے یا نہین۔ اور ہم کیا کہتے ہین اور اُسکی اصلیت کیا ہے۔ المختصر قرآن مجید کی نسبت تحریف کا خیال ایسا ہی ہے جیسا مسیحؑ کو خدا ماننا اور ذات واحد و یگانہ خدا کو تین جاننا۔ عقلاء یورپ جیسا کہ مسئلہ تثلیث کو غیر ممکن اور دور از عقل جانتے ہین ویسی ہی قرآن جیسی محفوظ کتاب مین دخل انسانی محال مانتے ہین وبس +۔

باب چہارم

عیسائیون کے مذہبی اصول بائبل کے برخلاف اور خلاف عقل ہین

پہلا اعتقاد یعنی اصول مسیحؑ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے

عیسائیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے کیونکہ مسیح کا باپ نہ تہا اور قرآن مین بہی مسیح کو بلفظ روح اللہ پکارا گیا ہے۔

یہ عجیب اعتقاد ہے۔ کیونکہ بن باپ ہونا جناب مسیح کا اُنکے ابن اللہ ہونیکی دلیل ہرگز نہین ہوسکتی دیکہو حضرت آدم کی نہ ماں تہی اور نہ باپ اسواسطے اگر بوجہ بے پدری خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے تو حضرت آدم خدا کے پہلوٹا بیٹا قرار پاتے ہین پس ایسی حالت مین حضرت عیسیٰ خدا کے اکلوتا بیٹا نہین کہلا سکتے کیونکہ حضرت آدم اُنکے بڑے بہائی خدا کے پہلوتے بیٹا ہوتے ہین کہ نہ اُنکے باپ تہے نہ ماں لہذا حضرت آدم اور جناب مسیح مین یہہ فرق ہے کہ حضرت آدم خالص الخاص خدا کے فرزند دلبند ہین اُن کے جسم مین انسانی حرکت بالکل پائی نہین جاتی اور مسیح بشرکت مریم خدا کے بیٹے ہین۔ جسکے سبب سے آدم کی شان مسیح سے بدرجہا اعلیٰ اور افضل معلوم ہوتی ہے کیا یہ

مفصلہ صدر نتیجہ درست ہے۔ نہین ہرگز نہین بلکہ جیسے حضرت آدم مخلوق خدا
ہین ویسے ہی مسیح ابن مریم بھی اللہ کے ایک عبد صالح منجملہ عباد صالحین خدا کے
مرسل اور پیغمبر ذیشان ہین۔ خطاب روح اللہ بھی اُنکو خدا کا بیٹا ثابت نہین کرسکتا
کیونکہ روح اللہ۔ خلیل اللہ۔ کلیم اللہ۔ حبیب اللہ یہ سب انبیا کے جداگانہ خطاب
ہین۔ اور نام اور خطاب اپنے حقیقی معنون پر کبھی دال نہین ہوتے بلکہ مجازاً بطور اتّقا
صاحب خطاب کو اُس لفظ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ دیکھو خلیل اللہ کے معنے
خدا کا دوست ہین پھر اس سے یہ نہین ہوسکتا کہ حضرت ابراہیمؑ کی خدا سے ایسی دوستی
ہے جیسی دنیا مین ایک دوست کی دوسرے دوست سے۔ اور نہ ہوسکتا ہے کہ حضرت
ابراہیمؑ کو جو خطاب خلت منجانب خدا عطا ہوگیا تو اب دوسرے پیغمبر اللہ کے خلیل نہین ہین
بلکہ یہ خطاب ایک امتیازی خطاب ہے۔ اسیطرح کلیم اللہ ہے کہ بغرض امتیاز حضرت
موسیٰؑ کو خدا نے عطا فرمایا ہے ورنہ ہر نبی کلیم اللہ ہے کیونکہ خدا کسی نبی سے بذریعہ
الہام اور کسی سے بذریعہ وحی ہمکلام ہوتا ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کا بھی مجازاً روح
اللہ خطاب ہے نہ وحی۔ اگر اسکو وحی کہا جاوے تو خدا ہر انسان کی شہ رگ سے بھی
قریب تر ہے اسلئے اسکا پرتو ہر انسان مین مثل روح موجود ہے تخصیص جناب مسیحؑ
کی نہین رہتی۔ پھر یوحنا پہلا خط باب ۴ آیت ۱۲ کسی نے خدا کو کبھی نہین دیکھا اگر
تم ایکدوسرے سے محبت رکھو تو خدا تم مین رہتا ہے اور اُسکی محبت ہم مین کامل
ہے ہم اُسے جانتے ہین کہ ہم اُس مین رہتے ہین اور وہ ہم مین اور اُسنے اپنی روح مین سے
ہمین دیا ایضاً آیت ۱۵ خدا اُس مین اور وہ خدا مین رہتا ہے۔ اب غور طلب ہے
کہ روح اللہ کا خطاب کیا ایک خطاب نہین ہوا جو سب صالح اور نیک اور برگزیدہ
عباد پر صادق آسکے کیونکہ خدا کی روح متذکرہ صدر آیات کے موافق سب صالح
آدمیون مین ہے۔ اور خلیل اللہ اور کلیم اللہ سوائے نبیون کے اور کسی عام خطاب نہین
ہوسکتا کیونکہ وہ عام بندگان خدا پر کسی طرح بھی صادق نہین آسکتا لیکن خطاب
روح اللہ کوئی اونچا اور اعلےٰ درجہ کا خطاب نہ ٹھہرا جسکے سبب سے ہم اس خطاب کے

مخاطب کو اور جملہ انبیا پر فوقیت دین اور اس خطاب کے لحاظ سے اُسکو واقعی خدا کا بیٹا تسلیم کرلین۔ اب رہی یہہ بات کہ مسیح نے خدا کو بارہا باپ کہکر پکارا ہے سو یہہ بھی کوئی بات نہین کیونکہ جس نظر سے جناب مسیح خدا کو باپ کہکر پکارتے تھے اُسی نظر سے انجیل مین دیکھو جابجا حضرت مسیحؑ نے خدا کو اور نیک بندونکا بھی باپ کہا ہے بلکہ نیک بندونکی تخصیص نہین بعض جگہہ سب بندونکا بھی باپ کہا ہے انجیل متی باب ۵ آیت ۱۶ اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستائیش کرین پھر متی باب ۵ آیت ۴۵ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہون۔ اسی باب مین آیت ۴۸ جب ہمارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے۔ متی باب ۶ آیت (۱) تو تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے اجر پاویگا۔ انجیل یُوحنا باب ۲۰ آیت ۱۷ یسوع نے کہا تم مجکو مت چھُو و کیونکہ مین ہنوز اُوپر اپنے باپ کے پاس نہین گیا پر میری بھائیون سے کہہ کہ مین اُوپر اپنے اور تمہارے باپ کے پاس اور اپنے خدا اور تمہاری خدا کے پاس جاتا ہون۔ اسیطرح کی بے شمار آیتین ہین جنمین جناب مسیح نے خدا کو لوگون کا باپ کہا ہے۔ اب کوئی بتلاوے کہ خدا کو باپ کہکر اگر مسیح نے پکارا ہے تو اُس پکارنے سے جناب مسیح واقعی ابن اللہ کہلانے کے مستحق کیونکر ہو گئے۔ اور اس لفظ نے اُنکو ہی بالخصوص خدا کا بیٹا کیون بنا دیا۔

اسیطرح جناب مسیحؑ نے شیطان کو بھی بندون کا باپ تبلایا ہے۔ دیکھو انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۴۴ تم اپنے باپ شیطان سے ہو۔ پھر ایک جگہہ مسیح گنہگارون کو جہنم کا فرزند بناتے ہین۔ یوحنا باب ۲۳ آیت ۱۵ جب وہ آچکا تو اپنے سے دونا اُسے جہنم کا فرزند پایا۔ اسپر خیال کرلو کہ کیا اس کہنے سے بدلوگ حقیقتاً شیطان یا دوزخ کے فرزند بن گئے نہین بلکہ یہہ الفاظ نیک و بد لوگون کی نسبت مجازاً بنظر اُنکے اعمال و افعال رحمانی و شیطانی کے استعمال کئے گئے ہین اور اسیطرح مجازاً مسیح بھی خدا کے بیٹے ہین نہ حقیقی۔ لائق اور صاحب علم دیندار مسیحی بھی فی الواقع جناب مسیح کو خدا کا مجازاً ہی بیٹا جانتے اور اعتقاد رکھتے ہین یہہ اعتقاد کہ مسیح واقعی خدا کا اکلوتا بیٹا ہے جہال اور بے علم متعصب عیسائیونکا ہے جو محض لغو و بے بنیاد ہے۔ مینے ایک روز

ایک صاحب علم پادری سے یہہ سوال کیا تہا جسپر پادری صاحب نے مجھے مسکرا کر یہہ جواب دیا تہا کہ ہمارا مطلب مسیح کو بیٹا کہنے سے یہہ ہے کہ خدا اُسکو ایسا پیار کرتا ہے جیسے انسان اپنے بیٹے کو۔

اب ہم وہ بات بتلاتے ہین جس سے کہ صاف وصریح طور سے ثابت ہو جاوے کہ جناب مسیح کی نسبت عیسائیون کا یہہ خیال کہ وہ اکلوتا بیٹا ہے بالکل باطل اور غلط ثابت ہو جاوے کیونکہ ایک بات ہمارے ہاتھ مین ایسی ہے کہ مسیح اپنے قول مین صادق سمجھے جاوین تو پھر معاذ اللہ جناب مسیح پر کذب عائد ہوتا ہے اور اگر جناب مسیح کا قول سچا سمجھا جاوے تو مسیحی بالصراحت محض جہوٹے۔

الغرض اُس مقولہ سے جو ہم ذیل مین ذکر کرتے ہین یا تو عیسائی جو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہین غلطی پر ہین اور کاذب ہین یا جناب مسیح جو خدا کا بیٹا بننے سے منکر ہوتے ہین معاذ اللہ راستی پر نہین وہو ہذا حضرت مسیح نے بدین خیال کہ کہین بوجہ اسکے کہ بن باپ ہون اور احیاءِ اموات کے معجزے بھی مین نے دکھائے ہین لوگ دہوکہ مین آکر مجھکو ابن اللہ کہنے نہ لگین متعدد مقامات پر انجیل مین خود اپنے آپ کو بلفظ ابن آدم پکارا ہے جیسے کہ وہ واقعی ابن آدم تھے اگر مسیح ابن آدم نہ تھے تو وہ کیون بار بار اپنے آپکو ابن آدم کہتے تھے دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۸ ابن آدم سبت کا بھی خداوند ہے۔ متی باب ۱۲ آیت ۳۲ جو کوئی ابن آدم کے حق مین بُرا کہے وہ معاف ہو سکیگا۔ متی باب ۱۲ آیت ۴۰ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔ متی باب ۱۳ آیت ۴۱ اس جہان کے اخیر مین ایسا ہوگا کہ ابن آدم اپنے فرشتون کو بھیجیگا۔ متی باب ۱۷ آیت ۲۲ ابن آدم لوگون کے ہاتھہ مین حوالہ کیا جاویگا۔

اب مقام انصاف ہے کہ اگر فی الاصل جناب مسیح ابن اللہ ہوتے تو وہ اپنے آپکو ابن آدم کیون کہتے۔ مین کہتا ہون کہ اگر مسیح حقیقی ابن اللہ ہوکر اپنے آپ کو ابن آدم کہتے تھے تو معاذ اللہ من ہذا الوسوس سخت بیجا بات کرتے تھے گویا ہادی ہوکر لوگونکو گمراہ کرتے تھے۔ دوسرے ایسا کوئی بھی نہین کرتا کہ وہ بیٹا تو کسی کا ہو اور باپ

کسیکو کہے اور خاصکر خدا کا بیٹا ہو کر اپنے آپ کو انسان یعنے مخلوق خدا کا فرزند قرار دیوے اور بھی عجب تر بات ہی۔

یہ کب ممکن ہو کہ اعلےٰ شخص اپنے تئین اسفل کیطرف کھینچے۔ اسکے بعد مین یہ بتلاتا ہون کہ جناب مسیح نے اپنے اصلی حالت کا بھی اظہار فرمایا ہے دیکھو انجیل باب ۱۹ آیت ۴۴ جو اُسپر کہ جسنے مجھے بھیجا ہے ایمان لاویگا ہمیشہ کی زندگی پاویگا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح اپنے تئین رسول یا پیغمبر بتلاتے تھے اور مسیح نے کبھی نہین کہا کہ مین خدا ہون اور تمہارے کفارہ بننے کو جامۂ انسانی پہنا ہے۔ ان سب آیات کو پڑھکر اور دیکھکر یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب مسیح فرماتے ہین کہ ایہا الناس ہمارا تمہارا سبکا باپ یعنی خدا جو آسمان پر ہے اُسنے مجکو کہ مین بھی اوسیکی مخلوق ہون اور ابن آدم ہون تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا ہے تاکہ مین تمہین سچی راہ بتلاؤن تاکہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور حیات ابدی پانیکے مستحق ہو جاؤ جیسا کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہی نہ یہہ کہ مسیح دنیا مین اپنے ابن اللہ ہونیکا اعتقاد پھیلانے آئے تھے جیسا کہ عیسائی برخلاف تعلیم انجیل اور برخلاف منشاء مسیح جناب عیسیٰ ابن مریم کو ابن اللہ اور شریک خدا قرار دیکر کفر و ضلالت مین پڑتے ہین کیا مرتبہ رسالت خود ایک مخلوق و عبد کے واسطے کچھ کم ہے جو عبد کو معبود قرار دیا جاتا ہے سچ تو یہی ہے کہ نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اسکا کوئی عدیل و شریک ہے اسکے برخلاف اعتقاد کرنا بیگمان خدا لاشریک کا شریک قرار دیکر کافر و مشرک کی صفت مین شریک ہونا ہے

دوسرا باطل اعتقاد نصاریٰ کا قایل تثلیث ہونا ہے

مسئلہ تثلیث عیسائیون مین ایک بے معنے اور عجیب مسئلہ ہے۔ عجیب یہ کہ اس مسئلہ کو وہ خود بھی نہین سمجھتے اور تو اُسکو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے اور یقین سکتا ہے آپ ہم بتلاتے ہین کہ مسئلہ تثلیث سے ہم کیا مراد سمجھے۔ اور اسکے قیود جاتے تو بلا کہے سُنے اور کسی اعتراض کرنیکے خود ہی خیال مین آسکتے ہین۔ انکا یہ اعتقاد ہے

کہ باپ بیٹا روح القدس جب یہہ تینون ملین تب کامل ذات خدا ہین اور انکو وہ
اقنوم ثلاثہ کہتے ہین جیسے کسی کوٹ کی تین ممبر جمع ہوکر فل اجلاس کی تعریف
پوری ہوتی ہے اور تنہا ایک ممبر فل اجلاس نہین کہلا سکتا اسی طرح وہ بہی علیحدہ
علیحدہ خدا ہونے کی صفت نہین رکہتی یہہ تمثیل جو مینے دی ہے مین یہہ نہین
کہہ سکتا کہ یہہ تمثیل میری ٹہیک ٹھیک اُن کے اعتقاد کی مثال ہوگئی یا نہین
لیکن اگر یہہ تمثیل اُن کے اعتقاد سے ٹہیک مُنطبق نہین ہوتی تو بہت ہی کم
فرق سے کوئی ایسی ہی اور تمثیل اُسپر راست آجاویگی پھر وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ
تینون ملکر ایک ذاتِ واحد ہین یعنے ذات باری تین مین ایک اور ایک تین مین ہے
پھر وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ اس مسئلہ کا ادراک عقل انسانی سے ممکن نہین جیساکہ
خود ذات باری کا ادراک محال ہے ویسے ہی یہہ بات بہی سمجھ مین آنی غیر ممکن ہے۔
باپ سے مراد خدا اور بیٹے سے مراد مسیح اور روح القدس سے مراد جبرئیل لیتے ہین
اس مسئلہ کی تردید مین صدہا دلائل عقلی نقلی کتب مطولات مین ایسی شرح و بسط
سے علماء اسلام نے تحریر فرمائے ہین کہ جنکو دیکہکر اس مسئلہ کی لغویت کا شمس
فے النہار احمق سے احمق آدمی پر بہی روشن ہوجاتی ہے اُن سے بہتر دلائل اس
مسئلہ کی تردید کی کیا لکہی جاسکتی ہین مگر مین صرف ایک موٹی سی حجت اسکی تردید
کے لئے ایسی کہتا ہون کہ اوسکا ہی کسی عیسائی سے جواب نہین ہوسکیگا اور نفس
الامر اوسکا کوئی جواب ہے بہی نہین ان سب حجج و براہین سے جو کتب مطولہ مین درج ہین
قطع نظر کرکے مین وہی حجت جو عام فہم اور ہر شخص کی تسکین کو کافی ہے تحریر کرتا
ہون وہ یہہ ہے کہ مین معتقدین تثلیث سے یون پوچہتا ہون کہ ذات باری اول
سے ہے اور اخیر تک رہیگی اور بصورت یہہ اقنوم ثلثہ بہی ابدیت اور ازلیت
مین اُسکے شریک ہین اٹہارہ سو برس سے پہلے یعنے مسیح سے پہلے جسقدر نبی
گذرے اُن انبیاء نے مسئلہ تثلیث تعلیم کیون نہین کیا یا جسقدر کتب
سماوی اور صحف انبیاء پر نازل ہوئے اگر یہہ اعتقاد صحیح ہے اُن مین خدا نے

برترنے کیون تعلیم نہین دیا اسکی وجہ کیا ہے - اور نیز جناب مسیح نے لوگون کو کیون اس اعتقاد کی تعلیم نہین فرمائی - اسکے تو یہہ معنے ہوتے ہین کہ مسیح سے پہلے تو وہ خدا واحد خدا تہا اور بعد بعثت مسیح ایک ہین تین اور تین مین ایک ہوکر ذات خدا اقانیم ہوگئی - جیسے کہا جاوے پہلے فلان ملک پر شخصی حکومت تھی مگر اب جمہوری کی حکومت ہوگئی - جو بالکل قیاس سے اور عقل انسانی سے نسبت خدا بعید ہے یہہ مسئلہ نہ کسی صحیفہ مین منجملہ صحف انبیا پایا جاتا ہے نہ زبور مین ہے اور نہ توریت مین اور یہہ مسئلہ اصل انجیل مین ہی ملتا ہے پھر ایسے مسئلہ پر جو کسی کتاب آسمانی مین نہین کیونکر اعتبار اور اعتماد کیا جا سکتا ہے جو کچھ مینے لکہا اگر یہ درست نہین تو ہمکو کسی صحیفہ یا کتاب آسمانی مین اس مسئلہ کا نشان دیکر اپنے اعتقاد کی تصدیق کرانا عیسائی صاحبان کا کام ہے ورنہ اُن پر لازم ہے کہ ایسے ناروا اعتقاد سے جو کتب سماویہ سابقہ وحال سے کلیتاً برخلاف ہے اپنے آپ کو بچاوین - اور جیسا کہ ہمیشہ سے سب نبی خدا کو ذات واحد اور بے شریک اور بے ہمتا کہتے اور تعلیم دیتے رہے ہین اُسی اعتقاد پر رہین - یہہ خوب سمجھ لینا چاہئے اور یقین کر لینا چاہئے کہ جناب مسیح نے ہرگز اپنی امت کو مسئلہ تثلیث کی تلقین نہین فرمائی یہہ مسئلہ مسیح کے بعد پیدا ہوکر عیسائیون مین رائج ہوا ہے جو کسی زیرک اور ہوشمند آدمی کی سمجھ مین نہین آتا اور جسکے ناقابل الفہم ہونے کے خود عیسائی مذہب کے عقلا بھی قائل ہین اور اسی سبب سے اِس مذہب کے فضلا نے اسکے ناقابل فہم ہونے کی وجہہ سے تنگ ہوکر یہہ کہدیا کہ جیسے ذات باری کا سمجھنا محال ہے ایسا ہی اس مسئلہ کا سمجھنا بھی غیر ممکنات سے ہے -

اسکے بعد مین کہتا ہون کہ جناب مسیح سب کتب سماوی سابق کی تصدیق فرماتے ہین پھر کب ممکن ہے کہ ایسا عظیم اصولی مسئلہ انہون نے برخلاف جمیع کتب آسمانی اپنی اُمت مین شائع کیا ہو اور پھر یہہ کب ممکن ہے کہ انجیل مین ایسا بڑا مسئلہ تعلیم سابقہ کے برخلاف پایا جاوے - ہان یہہ ضرور ممکن ہے کہ انجیل مین یہ مسئلہ

کسی نے اضافہ کر دیا ہو۔ کیونکہ بقول حضرت مسیح یہ ہرگز ممکن نہیں کہ انجیل خلاف کتب ماسبق کوئی تعلیم دنیا مین شایع کرے۔ مسئلہ توحید کی جملہ کتب آسمانی مین اس شد و مد اور تاکید شدید سے تعلیم ہوئی ہے کہ ایسی کسی دوسرے مسئلہ کی نہین ہوئی تو اب برخلاف اُسکی تثلیث کا مسئلہ کہان سے آگیا اور انجیل مین یہہ ایک نرالا مسئلہ کیا۔ کوئی عیسائی اتنا ہی ثابت کردے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس مسئلہ کو اپنے وقت مین لوگونکو تعلیم دیا تھا ورنہ ناحق حضرت مسیح اور انجیل پر ایسا الزام اور تہمت لگا کر خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنتا ہے۔ تمام انبیا از آدم تا خاتم جو مبعوث برسالت ہوئے ہمیشہ توحید ہی توحید کے نعرے بلند کرتے رہے ہین اور توحید کا اعتقاد لوگون کو تعلیم دیتے رہے ہین اور یہی امر اقصے المرام بعثت انبیا کلہے۔ اور اس مسئلہ تثلیث کا سوائے قوم نصارائے دنیا بھر مین کوئی گروہ کسی زمانہ مین بہی قایل نہین ہوا پس ایسا اعتقاد جو کتب آسمانی کے بہی برخلاف ہے اور تمام جہان کی خلقت کے بہی برخلاف ہے وہ ایک مجنونانہ بڑسے زیادہ قابل وقعت کسیطرح نہین ہوسکتا۔ خدا تعالٰے عیسائی صاحبان پر رحم فرماوے اور جیسے کہ وہ معاملہ دنیا مین تمام جہان مین جمیع خلایق سے گوئے سبقت لے گئے ہین اُنکو دین کی بہی ایسی ہی عمدہ اور راست عقل عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرا ناروا اعتقاد عیسائیونکا اعتقاد کفارہ ہے

وہ کہتے ہین کہ تمام امت کے گناہون کی بدلے مسیح نے اپنی جان دے دی اور اس سبب سے اب امت مسیح خواہ کچھہ ہی کرے اُس سے کوئی باز پرس نہوگی کہ مسیح اُن کے گناہون کے بدلے اپنی جان خدا کی نذر کر چکے۔

یہ اعتقاد انکا نہایت ہی باطل اور دنیا کو چاہ ضلالت مین ڈبونے والا ہے نہین معلوم کہ یہہ انکا اعتقاد اُن کو کیسا بُرا دن دکہاویگا کیونکہ اس خیال

امت کے لوگون کو ہدایت فرماتے ہین اور سمجہاتے ہین - کہ مین قیامت کے دن
بدکارون کو بچا نونگا ہی نہین پس معلوم ہوا کہ صرف جناب مسیح پر ایمان ہی
لانا باعث نجات نہین ہوسکتا اور بدکار عیسائی لوگونکو مسیح کا قتل ہونا کچہ
نفع نہین بخشیگا - بلکہ اعمال حسنہ اور ایمان کامل ہی سے انسان نجات پاسکتا
ہے پہر توریت مین ہے کہ ہارون کی دونون بیٹے موسے کی امت کے لئے کفارہ
ہوئے اس آیت سے یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ مسیح ہی اپنی اُمت کے لئے کفارہ
نہین ہوئے بلکہ اُمت موسے کے لئے بہی فرزندان ہارون کفارہ ہوئے تہے اور کہ
اُمت جناب محمد مصطفے کے لئے بہی اُنکے دونون نواسے امام حسن اور امام حسین
کفارہ ہوئے ہین اور کہ خدا کو بپاس حرمت حضرت کلیم اور بپاس عزت محمد مصطفے
اُن دونون کی ذات خاص پر کفارہ ہونیکی تکلیف منظور نہین ہوئی اور بجائے اُنکے
اُنکے محبوب ترین عزیزونکو امت کے کفارہ ہونیکا شرف بخشا اور یہان خود ذات
مسیح کو اُمت کے لئے کفارہ ہونیکی تکلیف دیگئی پس جو نفع امت کلیم اللہ کو فرزندان
ہارون کے کفارہ ہونے سے اور اُمت محمدی کو فرزندان علی کی کفارہ ہونے سے
پہونچیگا ویسا ہی نفع دیندار اور کامل الایمان عیسائیون کو مسیح کے خون سے
پہونچیگا نہ اُس سے زیادہ نہ کم - پہر نہین معلوم وہ مسیح کے کفارہ اُمت ہونیکو کیونکر
عجیب بات سمجہتے ہین اور اسپر کیون اسقدر فخر و ناز کرتے ہین - اگر عیسائیون
کو امام حسن و امام حسین کے کفارہ ہونیپر اعتقاد نہین تو فرزندان ہارون کے کفارہ
ہونے سے تو واسطے امت موسی کے وہ کسی طرح بہی انکار نہین کرسکتے کیونکہ
اُنکے کفارہ ہونیکی بابت بہی تو خدا کی کلام یعنے توریت مین ذکر ہے پس کفارہ
مسیح کوئی اُمت مسیح کے لئے جدید یا انوکہی بات قابل فخر نہین ہے جسکو وہ اپنا
مایہ فخر و ناز بنائی ہوئے ہین - کفارہ سے یہ مراد ہرگز نہین کہ امت کا ہر نیک
و بد داخل بہشت ہوجاویگا اور اعمال کی مطلق پرسش نہوگی یہہ ہرگز نہین کفارہ
کے فوائد جو ہین دیندار اور پکے ایماندار لوگون ہی کو اُنکے تئین نصیب ہون گے

محال نے انکو گناہون پر جرأت دلادی ہے اور یہی اعتقاد انکو جہنم کی طرف
کشان کشان لے جاویگا توبہ توبہ یہہ بہت برا اعتقاد ہے کیونکہ انجیل مقدس انکو
خلاف پر شہادت دیرہی ہے دیکھو انجیل مین حضرت مسیح فرماتے ہین متی باب
۱۲۔ آیت ۳۶ و ۳۷ مین تم سے کہتا ہون کہ ہر ایک بیہودہ بات جو لوگ کہین عدالت
کے دن اُسکا حساب دینگے کیونکہ تو اپنی باتون ہی سے راستگار کیا جاویگا اور اپنی
ہی باتون سے گنہگار ٹھہریگا۔

دیکھو یہان مسیح نے کب کہا ہے کہ حساب کے دن تیرے لئے صرف میرا قتل
ہو جانا تیرا کفارہ گناہ ہو کر تجکو بخشا دیگا یہان تو صاف صاف جناب مسیح نے
اعمال کو ہی باعث سزا و جزا بتلایا ہے۔ دوسرے متی باب ۱۹ آیت ۱۸۔ اگر ابدی
زندگی مین داخل ہونا چاہتے ہو تو حکمون پر عمل کرو۔ یہان بھی نجات کا حضرت مسیح
نے عمل ہی پر بتلایا ہے۔ تیسرے لوقا باب ۱۳ آیت ۲۳ و ۲۴ تب ایک نے اُس سے کہا اے
خداوند کیا تھوڑے ہین جو نجات پاوینگے اُس نے اُس سے کہا کہ جان سے
کوشش کرو کہ تم تنگ دروازے سے داخل ہو وو کیونکہ مین تم سے کہتا ہون کہ
بہتیرے چاہینگے کہ اُس مین داخل ہوون پر نہ جا سکینگے جبکہ گھر کے مالک نے اوٹھہ کر
گھر کا دروازہ بند کیا ہو اور تم باہر کھڑے ہو اور پھر لگے دروازہ کھٹکھٹانا شروع
کروگے کہ اے خداوند خداوند ہمارے لئے کھول وہ اندر سے جواب مین تم سے کہیگا
کہ مین تمکو نہین پہچانتا کہ کہان کے ہو تب کہنے لگوگے کہ ہمنے تیری حضور کھایا پیا
ہے اور تو نے ہماری گلی کوچون مین تعلیم دی ہے پھر وہ جواب دیگا مین تم سے
کہتا ہون کہ مین تمکو نہین پہچانتا کہ کہان کے ہو اے بدکارو تم سب مجھ سے
دور ہو جاؤ۔ یہان سے مسئلہ کفارہ کی بخوبی تکذیب ہوتی ہے۔ بلکہ جناب
مسیح نے خود کفارہ کی تکذیب فرمادی ہے۔ کیونکہ کفارہ تو ایک طرف حضرت
مسیح تو بدکارون کی شفاعت تک کا بھی ذمہ نہین لیتے اور صاف صاف اپنی

نوٹ:۔ یہ وہی حکم ہین جنکی تبدیل سے حضرت پولوس نے عیسائیون کو منع کر دیا ہے۔ فقط

بدکار اور گنہگار اور بے ایمان اُس سے کچھہ نفع نہین پا سکتے۔ اسپر بہی فضل اور رحمت خدا شرط ہے وبس۔

تنبیہ

یہہ تینون مسئلے عیسائیون نے اپنے اصول دین قرار دیئے ہوے ہین۔ ان مسایل پر اعتقاد کرنا اُنکے نزدیک باعث نجات اخروی ہے مگر واضح رہے کہ یہہ تینون مسئلے حضرت پولوس کے شایع کئے ہوے ہین ان مسایل کا کتب عہد عتیق مین تو کہین سے پتہ نہین چلتا اور انجیل مین بہی وہ نہین ملتے صرف یوحنا کی انجیل مین کچھہ کچھہ اُنکا پتہ لگتا ہے سو وہ انجیل ہی فے الاصل حضرت یوحنا کی جمع کی ہوئی نہین بلکہ اُنکے نام ناحق لگا دیگئی ہے۔

علاوہ ازین یہہ بات خوب طرح یقین کر لینے کے لائق ہے کہ انجیل اصلی تو فے الواقع موجود ہی نہین پس ضرور ہے کہ انجیلہاے مروجہ کے سب مسایل عہد عتیق سے مقابلہ کئے جاوین پھر جو جو مسایل عہد عتیق سے تصدیق ہون وہ قابل قبول ہین اور جو عہد عتیق کے برخلاف پائے جاوین وہ ہرگز اصل انجیل مین نہین ہو سکتے کیونکہ مسیح وہی پرانے احکام شایع کرتے رہے تھے نہ کچھہ اور فقط ٭

قطعات تاریخ کتاب

قطعہ تاریخ طبع کتاب لاجواب مصنفہ سید تفضل حسین صاحب متخلص بہ شیدا بریلوی ثم انبالوی موسوم بہ تطبیق۔ از طبع رسا فاضل جلیل عالم بے عدیل یکتائے زمان وحید دوران منشی ہمتیال

صاحب کمال شاعر مولوی احمد حسن صاحب المتخلص به رسوا

رشید که بفضل ذوالجلال است — در بلدہ خویش از عمائد
بنوشت کتاب نیک عنوان — مملو ز مطالب و فوائد
صد گونہ مکائد نہفته — بر اہل کتاب کرد عائد
درفکر بُدم که ہاتف غیب — گفته تاریخ بے زوائد
الحق که نمود حق و باطل — تطبیق صحائف از عقائد

۱۸ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ من نتائج طبع نفیس بے نظیر شاعر ماہر سید الفت علی صاحب محافظ دفتر ضلع انبالہ المتخلص به گویا

کی تفضل حسین نے تصنیف — علم دین مین کتاب پر ثواب
ماہر دینیات ہے یہہ عزیز — مصر تحقیق مین ہے وہ نواب
ایک دم مین حساب تبلاوین — اختر و نکا بغیر اصطرلاب -
جب قدر رہین جہان مین اہل ہنر — اس سے کہتے ہین آکے ہمصواب
فکر گویا یہہ ہوئی ناگاہ — لکھون تاریخ اسکی مین بشتاب
ایک مصرعہ مین ہون مکر دو سن - — تا نہ ہوئے غلط بروئے حساب

کہا ہاتف نے ناگہان لکھدے
فیض بخش زمانہ فیض کتاب

۱۸۹۵ ۱۳۱۳

حضرت رشید نے جب تطبیق لکھکر کی تمام — آئے راہ راست پر گمراہ شکر ذوالجلال
ہو گیا شہرہ جہان مین اسکے علم و فضل کا — مرحبا صد مرحبا کہنے لگے اہل کمال

کیون نہ پایے اسکے علم کی چار طرف / آسمان فضل کا ہی ہے ایک بدر کمال
اسقدر علم بیان مین اُسنے پائی دستگاہ / اہل منطق اُس سے کر سکتے نہیں کچھ قیل و قال
وہ کتاب اُسنے لکھی رد نصارا مین دلا / اب کسیکو بھی نہ کچھ باقی رہی جائے مقال

الغرض گویا نے کی جب فکر تاریخ کتاب
ہاتف غیبی پکارا الاؤ تصدیق الخیال

١٣ ھ ١٣

قطعہ

کتاب خوب شیدا کرد تالیف / گروہی یک مسلمان عشق ورزید
ستایش ہر زبان آورد از دل / ہر آن سوی کتابش یک نظر دید
کتابش ہست رد نصاری / شد از روح القدس لاریب تائید
شد از چون وچرا خامش مسیحی / ز فرط عجز خود محجوب گردید

برائے سال ہجری چشم گویا
کتابش حق نما آئینہ بینش دید

١٣ ھ ١٣

نظم من مصنف کتاب

ہے سزاوار حمد ایزد پاک / صانع خلق خالق افلاک
بھیجے جسنے نبی فزون ز شمار / سب سے افضل ہین احمد مختار
فخر ہین جب سلہ انبیا کے وہی / یون ہی بہتر ہین سب سے انکی وصی
جیسی مشکل ہے معرفت حق کی / ویسی ہی معرفت ہے مرسل کی
ہے یہی اُسکے اوصیا کا حال / معرفت جنکی ہے قریب محال
ہے یہ مضمون حدیث کا سن لو / کہہ ہین فرمان سید خوش خو
تین ہین ذاتین خلق سے جاتا / پنجتن اور تھے نہ پہچانا

مجھکو اور مرتضےٰ کو بھی واللہ
رتبۂ مصطفےٰ وہی سمجھو
جو نبی کے ہو رتبہ سے ماحصر
معرفت حق کی جسکو ہو حاصل
ہے اسی پھر تو شیخ نے لکھا
دین و دنیا کا جو کرے پیوند
کس طرح وے خدا کو پہچانے
جب نہین انکو کبریا کی شناخت
اہل دنیا کی اصل دنیا سے
اہل دین کے کمال وہ جانے
سچ کہا ہے کسی نے اُنکو
اولیا جو خدا کے گذرے ہین
یعنے کہتے ہین وہ نبی و علی
اہل دنیا کے انتخاب سے کب
نہین دنیا بغیر زور حصول
انبیا کا تھا سارا جاہ و حشم
جس طرح اُسکا حکم ہوتا تھا
بے کم و کاست حکم داور پہ
اور یہی حال اوصیا کا ہے۔
اپنی خواہش سے نے کسی سے کار
حکم خالق ہوا جہاد کیا
رہے تو ہے جہاد پر ماسور
بارہا گو شکست کھاتے تھے

نہین کوئی بھی جز خدا سمجھا
جو کہ پہلے خدا کو پہچانے
اوسپہ رتبہ وصی کا ہو ظاہر
نہین رہتا جہان کے قابل
کہ جو اُسکا بنا جہان سے گیا۔
اُسکو مجنون کہین گے دانشمند
جو کہ دنیا کے جال مین ہون پھنسے
پھر وہ کیا سمجھین اولیا کی صفات
جسقدر وصف ہین جو چاہے سُنے
عارف حق ہو دین کو پہچانے
معرفت کب ہما کی حاصل ہو
واسطہ وہ علی سے رکھتے ہین
ہادی خلق ہین نبی و علی
اہل دین کا حصول ہو مطلب
اہل دین جس سے ہین نفور و ملول
بعنایات خالق اکرم ؛؛
وہی تدبیر تھی وہی تھی راہ
ہر نبی کا تھا جسمہ زیر و زبر
کہ انہین امر حق پر چلنا ہے
نہ کسی سے ہے صلح نے پیکار
ظلم سہکر خدا کو شاد کیا
تابع حکم حق اگر تھے ضرور
تب بھی دو زانو جاتے تھے

فتح فرعون پاتا تہا پیہم -
کوئی کہہ سکتا ہے کہ فرعون تہا
تہے بزیر نگین سلیمان کے
اور عیسیٰ کو دار پہر کہینچا -
اور ہزارون ہی آئے ایسے نبی -
الغرض ہوتا تہا جو ہو گذرا
اور فتوحات و ملکداری سے -
اسلحہ سے کثیر لشکر سے
رعب سے انتظام ملکی سے ٭
دخل دینے سے امر خالق مین
دین دنیا مین پہیلیت کب ہے
دین سے پہیلتا بحکم خدا
کبہی دیندارون سے یہہ کام لیا
کرین بیدین گرچہ کار دین
گو معطل رہے ہون اہل دین
وہی الله کے پیارے ہین ٭
جسکو الله نے پسند کیا
مدعی گرچہ لاکہہ شور مچائین
لاکہہ لوگون کو کوئی بہکاوے
وعظ سے پند سے ہٹاوے کوئی
پر ہمیشہ عملی کے نتیجہ کو -
عہد شاہی مین ملک ملک شیعہ وستان
دہونڈہنے پر نہ ملتا تہا کوئی

پہر نہ موسیٰ کو اسکا تہا کچہہ غم
مورد رحمت خدا ء علا
ساری دنیا کے مختلف طبقے -
اُنکی اُمت نے انکا بس نہ چلا
کہ کسی نے نہ اُن کی ایک سُنی
مصلحت اُسکی جانتا ہے خدا
قلعہبندی سے شہسواری سے
زیادہ ہمت سے اور شجاعت سے
وضع قانون و نکتہ فہمی سے
اور دلیری سے امر ناحق مین -
بات کچہہ ہے کچہہ اور مطلب ہے
چاہا جس طرح ویسے پہیلایا
گاہ بیدین سے دین تہام لیا
پر ہین بیدین دائما بیدین
پہر خدا کی طرف سے ہین وہ امین
اور زمین کی وہ چاند تارے ہین
وہ ہی فی الواقع افضل و اعلیٰ
زید کو عمر کو بہلا بتلائین -
جہوٹہی اور سچی باتین بتلاوے
اور حکومت سے ہی ڈراوے کوئی
ہے ترقی بگوش دل سُنلو
تہا مگر خاص حنفیون کا مکان
سالک مسلک علی و پُہ

آج ہے دو کروڑ کی تعداد ۔۔۔ شیعہ مرتضیٰ کی بلکہ زیاد
یعنے ہے دو اور ایک کی نسبت ۔۔۔ سُنی شیعہ مین دیکھو بے حجت
اور سلمان چین کے بالکل ۔۔۔ ہین علی ولی کے سب قایل
جنکی تعداد ڈیڑھ کروڑ ہے سب ۔۔۔ ہند مین جتنے ہین مسلمان سب
تبت و یارقند اور ایران ۔۔۔ نصف کابل تو نصف ترکستان
اور عراق عرب ہے اور یمن ۔۔۔ انکا ماوا و خاص کر مسکن ۔
الغرض شیعہ ہین بفضل خدا ۔۔۔ فرقہ باطلہ سے ہم پلہ ۔
دیکھو گر غور سے تو یہہ فرقہ ؛؛ ۔۔۔ ہین سواد عظیم مذہب کا
کسی فرقہ کی اسقدر تعداد ۔۔۔ نہین دنیا مین اسکو رکھو یاد
ہان اگر شافعی حنبلی و حنفیہ ۔۔۔ مالکی کو بہی اسکے ساتھ ملا ۔
اپنی تعداد کو بڑھا لیوین ؛؛ ۔۔۔ کتنی ہٹ دھرمی چاہے کرلیوین
ہے یہ افضال خالق کونین ۔ ۔۔۔ اور اعجاز سید الثقلین ؛؛
کہ بلا جبر و اور بلا اکراہ ؛؛ ۔ ۔۔۔ اور بلا طمع اور بلا پرواہ
بطفیل ائمہ حضرات ۔ ۔۔۔ تہے جو مثل نبی ستودہ صفات
خلق نے راہ حق پسند کیا ۔۔۔ اور باطل سے بس کنارہ کیا
بادشاہون کے ظلم سہتے رہے ۔۔۔ جاہ و دنیا سے رُخ پہراتے رہے
سبھی عباسی اور امویہ ۔ ۔۔۔ تہے بلا شبہ قاتل شیعہ
آل احمد کے اور سنیون کے ۔۔۔ دشمن جان تہے غریبون کے
جبکو سُن پایا ہے محب علی ۔۔۔ اُسکا گہر لوٹے جان بہی لے لی
ایسے ظلمون سے اس عداوت سے ۔۔۔ گئے محروم دین کی نعمت سے ؛؛
اب نہین نام تک رہا اُن کا ۔۔۔ قعر دوزخ مین جا قیام کیا ۔

دیکھ شیدا کہ دین حق ہر سو
دے رہا ہے عروج کی خوشبو ۔

مختصر فہرست کتب امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حمائل شریف مجلد مترجم بر تقطیع		کا مجموعہ ہر طرح کے فوائد سے	
کارڈ۔	عہ ر	مالامال بے نظیر کتاب ہے،	عہ ۸ ر
ایضاً بلا جلد	۱۲ ار	ماتمتین فی مقتل الحسین۔ جلد	
قرآن شریف ۱۹ سطرا مجلد	۸ ر	اول ہر دو حصہ۔ فخر الحکما جناب	
سورہ یسین مترجم نہایت خوشخط	۱ ر	کنتوری صاحب دام ظلہم کی تصنیف	
پنج سورہ مترجم۔	۳ ر	حالات مصائب اور متعلق واق	
دعا جوشن صغیر و جوشن کبیر۔	۶ ر	اعتراضات کے جوابات مین	
جامع عباسی سالم ۲۰ باب	عہ ر	مشہور لاجواب کتاب ہے۔	عیہ ر
تحفۃ العوام۔	۱۲ ار	ماتمتین جلد دوم حصہ اول۔	عہ ر
منہج النجات مع دعاء عاشور	۴ ر	زینبیہ۔ تصنیف علامۂ مذکور۔	
انتصار الاسلام (جلد اول)		آریہ لوگون کے اعتراضات متعلق	
عقائد اسلامیہ پر فلسفیانہ بحث		نکاح جناب زینبؑ کا جواب	
مصنفہ مولانا مولوی غلام حسنین		قابل دید ہے۔	۸ ر
صاحب کنتوری رد نیچریہ مین		اجابۃ السائل۔ از جناب	
اس پایہ کی کوئی کتاب نہین۔	عہ ر	علامۂ موصوف جناب امام	
انتصار الاسلام (جلد دوم)	عہ ر	حسینؑ اور حضرت خضرؑ کی	
سوانح عمری مولانا غلام حسنین		گفتگو۔	۴ ر
صاحب کنتوری۔ بہتر علوم کی		جعفریہ (رسالہ وضو) وضو کی	
آراستہ نیز گواہ کے تمام عمر کے		متعلق سات سو شکلین	
تجربے مشاہدے اور حالات		بیان کی ہین۔ مصنفہ جناب	

نام کتاب	قیمت
فاضل کنتوری۔	۴ر
ریاض خرمی۔ مناجات۔ مناقب اور اشعار پند آمیز کا بہت کارآمد مجموعہ۔	۶ر
تہذیب المتین۔ جناب امیر المومنین عم کے حالات کی پوری تاریخ۔	معہ
کشف الحقائق۔ امام ششم جناب جعفر صادق عم کی مکمل تاریخ۔	عہ ر
دفع المغالطہ۔ خلد آشیان مولانا عمار علی صاحب مرحوم کی مناظرے میں مشہور کتاب ہے۔	۶ر
کنز مکتوم۔ فخر الحکما مولانا علی اظہر صاحب دام ظلہم کی تصنیف ذوالفقار حیدر کی جلد ہفتم کا خلاصہ۔	۸ر
ذوالفقار حیدر (جلد دوم) مصنفہ فاضل موصوف الصمد دام ظلہم	۸ر
معیار الکلام۔ مناظرے میں	۱۲ر

نام کتاب	قیمت
ہندوستان کے بے بدل مشہور مناظر جناب مولانا سجاد حسین صاحب قبلہ دام ظلہ بارہوی تصنیفات رسالہ سجادیہ و مسکت المخالف	۸ر
تقریر دلپذیر۔	۸ر
دُرِ بے بہا۔	۸ر
اصل الحقیقت۔	۸ر
سُرمۂ خاموشی۔	۸ر
اثبات الوصایا۔ جناب امیر عم کے وصی رسول ہونیکا ثبوت۔	۲ر
مہذب مکالمہ۔ دین حق کا معقولی ثبوت۔	۴ر
کتاب المصالحہ۔ ایضاً مناظرہ میں لاجواب کتاب۔	۸ر
پاکیزہ خیال۔	ار
حفظ المناقب۔ واقعہ غدیر کا ثبوت صحاح ستہ سے۔	عہ ر
شرح المفاتیح۔ نماز تراویح کے غیر مسنون ہونیکا ثبوت	۴ر
نور ایمان۔ دو طالب علموں کی	

نام کتاب	قیمت
مناظرے مین حق مذہب والی کا غالب آنا۔	۸ر
لواعج الاحزان۔ واقعات شہادت اور وعظ مین طرز جدید کی نہایت اعلیٰ درجہ مقبول کتاب ہے۔	مجلد عا
بلا جلد۔	عہ اار
حیات القلوب۔ تیسری جلد کامل۔	للعہ
عمدۃ الطالب فی اسلام ابی طالب ع۔	
کشف الغیاہب۔	۴ر
فضائل مرتضوی۔	۱۰ر
ردّ شمس۔ معجزۂ رجعت کا ثبوت مفصل۔	۴ر
لفظ رافضی کی تحقیقات۔	۱ر
صلاح النشتین فی مشہد الحسین ع۔	۲ر
عین الیقین۔ غصب فدک کا ثبوت کتب اہل سنت سے۔	۱ر
دلیل المتحیرین۔ مناظر کے مضامین بے بہا کا ذخیرہ۔	عہ ر
ترجمہ تاریخ اعثم کوفی اردو مین۔	عار

نام کتاب	قیمت
جذبات مذاق۔ نعت و مناقب کا دلکش مجموعہ۔	۴ر
روضۃ الشہدا۔	۱۲ر
رفع الحجب متحد الاسماء کتابون کی تفصیل۔	۶ر
معرفۃ العلماء۔ علماء فریقین کے نام وکنیت کی توضیح۔	۴ر
فوائد بہیہ۔ جناب مولانا مولوی قاری سید عباس حسین کی تصنیف۔	عہ ر
الحرف بین النحو والصرف۔ حصہ اول مولانا موصوف کی تصنیف تعلیم عربی مین۔	عہ ر
ایضاً۔ حصہ دوم۔	عہ ر
غزوات حیدری۔	عار
روضۃ الندیہ۔ اہل سنت کے زبردست عالم محمد بن اسماعیل یمنی کی تصنیف۔	
فضائل و مناقب جناب امیر علیہ السلام کا قابل دید مجموعہ۔	عہ۸ر
زائچۂ تقدیر۔ نجوم رمل مین	

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حضرت دانیال پیغمبر کی کتاب ترجمہ مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی۔	۱۲ ار	ابن سبا یہودی تھا۔ اردو مین اس مضمون کی کتاب اور کوئی نہین۔	۶ ر
اعمال الصالحین۔ دعاؤن اور [وظ]ائف کا مشہور مجموعہ۔	۱۰ ار	سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام اردو مین ایک سنی عالم کی تصنیف۔	عا ۸ ر
[تا]ریخ الاسلام کا اردو ترجمہ [مو]سوم بہ جامع جعفری۔	۳ ے	سر الشہادتین عربی معہ ترجمہ اردو مصنفہ شاہ عبد العزیز دہلوی۔	ا؍ار
[زا]د المعاد۔	عا ۸ ر	اردو ترجمہ عین الحیات معہ سوانح عمری مصنف جناب ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ زیر طبع ہے۔	
تاریخ الخلفا کا اردو ترجمہ۔	عہ ۸ ر		
خلاصۃ المصائب۔ حالات کربلا کے مصائب مین حدیث خوانی کی مقبول عام مشہور کتاب۔	۱۲ ار		
رسالہ نفی رویۃ اللہ۔	ار		
کتاب البشریٰ۔ سید علی ہمدانی شافعی کے رسالہ مودت القربیٰ کی شرح فضائل اہل بیت علیہم السلام مین۔	عہ ۸ ر		
تصویر غالب و مغلوب۔ اس اعتراض کا کافی وشافی جواب کہ بانی شیعہ مذہب عبد اللہ			

ان کے سوا ہر قسم کتاب جو لاہور یا امرتسر مین دستیاب ہو سکے یا دیگر سامان جو صاحب منگانا چاہین ہم اپنی مقررہ کمیشن پر احتیاط کے ساتھ روانہ کر سکتے ہین۔

المشتہر

مولوی شیخ غلام عباس مہتمم

امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور۔ نانک پیلہ۔ لاہور بمنڈی۔


رضى

